

و متبول کرو اور غلطیوں کو ترک کرو

مَا آمَنُوا بِتَقْوَى اللَّهِ كَوْنًا مَعَ الصَّالِحِينَ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الكتاب

# حق آریہ سماج

المعروف بـ

## سماج کی بیل

حصہ دوم  
بلغ چھ ہزار سات سو روپیہ

نیر صاحب نو مسلم (بابو جگدس پاشا دوہا) سابق  
پیشک ملک برہما حال وارد دہلی  
ماعت الاسلام علی واقع زمین محل و تباہ و سرتی  
و صاحب اگر خلف حاجی محمد صاحب اگر صد باز  
ولوی محمد عبد المجید صاحب سکرٹری انجمن مذکور  
مدین قلی کے اہم کامیاب شہداء علی  
کے جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں



# فہرست مضامین

| مضمون                        | صفحہ - سے | صفحہ تک |
|------------------------------|-----------|---------|
| پیدائش عالم کا بقیہ حصہ۔     | ۱         | ۱۰۰     |
| ویدکس پر نازل ہوئے۔          | ۱۰۱       | ۱۲۶     |
| وید منتر و ن پر لال کج گڑھی۔ | ۱۲۷       | ۱۷۲     |
| ورن (ذات) کی فضیلت پیدائش    | ۱۷۵       | ۲۱۸     |
| سے ہے یا نہیں۔               | ۱۷۵       | ۲۱۸     |
| شادی کا بیان                 | ۲۱۹       | ۱۳۲     |
| سکھنوگ                       | ۲۲۳       | ۳۳۹     |

Nazaria Collection





۶ اعلان ضروری

قابل توجہ ہمدردان قوم اہل اسلام

منجانب خاکسار محمد عبد المجید واعظ جامع مسجد (مالک مطبع انصاری)  
سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام زینت محل دہلی۔

اسے مسلمان ہندو آپ کو معلوم ہے کہ کچھ دنوں سے اس ملک میں ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جسے اپنا فرض عین یہ سمجھ رہا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کے نہایت معزز بزرگمان کی توہیں کر کے ناقابلِ دستِ سخت الفاظ استعمال کرے چنانچہ وہ کردہ چہان سنا تہی ہندوؤں کے بزرگوں مثلاً شری کرشن جی مہاراج وغیرہ کی توہین کیا کرتا ہے وہ ان سکھوں کے گروناؤنانک مہاراج کو بھی جابل و شیرہ ظاہر کرتا ہے اسی طرح جینیوں بودھوں اور عیسائیوں کو بھی خوب خوب سنا تا ہے اور ہمارے رسول کی بھی حد سے زیادہ توہین شائع کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس فرقہ موسومہ اکیہ سملج نے اسلام کے خلاف اب تک جتنی کتابیں شائع کی ہیں اُن سب کے جوابات عالمانِ دین اسلام کی جانب سے دے دئے گئے ہیں بلکہ بعض کتابوں کی تردید میں دس دس پندرہ پندرہ کتابیں تک بھی شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم مسلمانوں کو عالم سنسکرت سے واقفیت نہ ہونے کے باعث اُن مخالفین کے مذہب کی حقیقت معلوم نہ تھی کہ لازمی جوابات مکمل طور سے دئے جاسکتے لیکن خدا کے فضل و کرم سے اوسی فرقہ کا ایک شخص جو علم سنسکرت سے واقف رہنے کے علاوہ اس مذہب کا اوپر لٹیک (واعظ) ہو چکا ہو اور جس نے اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی جی کے مصنف کتاب ستیا رتھ پر کاش کا امتحان بھی پاس کیا ہو اور سچے مذہب کی

دکن اور دوسیا رتھ رکاش صفحہ ۴۰۲۔ (اوانامک کے بارے میں)..... ان اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی۔  
جب خود پسندی تھی تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دیسہ (= کروڑ روپے) بھی آیا ہو گا صفحہ ۴۰۳۔ (کیس صاحب ارہ)....

جہاں لوگ اس کے نام پر نہیں کہتے۔ (جیسا کہ ان کے باب میں) پھر صفحہ ۵۵ پر دوسری (حضرت عیسیٰ کی) پہلی آیتوں کی کسی خدمت کی۔ پھر صفحہ ۵۵ پر (اسلام کے بارے میں) دوسری آیتوں کا ذکر، جیسا کہ ان کے نام پر ہے، پھر صفحہ ۵۵ پر (اسی جہاں) باقون کا ذکر اور پھر صاحب ہی آیت ہے۔۔۔۔۔ یہ وہ وہ نام نہیں تھے۔۔۔۔۔ یہ شہید و باندہ کی باتیں ہیں۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ



تحقیقات کرتا کرتا آخر کار دہلی آکر میرے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اور جگہ مبارک پر شاد و راسخ شیخ عبد العزیز بن گیا۔ اس بہادر جوان مرد نے ایک ایسی بات ظاہر کی جس کا ہم لوگوں کو کبھی خواب میں بھی خیال نہ تھا وہ یہ کہ اسے ہمیں بتلایا کہ آریہ سماج کے اکثر اصول خود اسکی مانی ہوئی آسانی کتابوں و دیگر ذمہ دار مقبر اور مستند کتابوں کے تحریرات سے علامت میں اور اسے یہ بھی بتلایا کہ وہ اسقدر مصالح اپنے پاس جمع کر چکا ہے کہ ایک ضخیم کتاب شائع کی جاسکتی ہے جس سے آریہ سماج کی ساری بول بھل جائیگی۔ غرض کہ ہماری انجمن کا شکر ادا کرتے ہوئے انکی مدد تھوڑی سی آریہ سماج کو چھپوانے کی کوشش کی۔

ناظرین! اس تھوڑی سی آریہ سماج کا محمول ۲۵۲ صفحوں کی جیسی ضخیم کتاب باب کے ہر چار طرف پہنچ چکی ہے اسلئے علی ریو یو بھی اڈیٹر صاحبان اخبارات و دیگر فاضلار کتاب نے شائع کئے ہیں۔ اور اب اسکے بارہ میں ہیں کچھ کتنے کتنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہونکر شک آئے کہ خود بوبینڈہک عطار گوید۔ پس ہم عوام کی واقفیت کے لئے ان راہوں کو اس کے آخر میں نقل کر دیتے جس سے آپ پر یہ روشن ہو جاوے گا کہ بابو عبد العزیز صاحب کی تصنیفات کیسی ضروری ثابت ہو رہی ہیں۔ پس آپ کو معلوم ہو کہ انجمن اشاعت الاسلام زینت محل دہلی کے ممبران نے اپنی مقدور بھراں کتاب تھوڑی سی سماج کو شائع کرنے میں کوشش کی جن میں سب سے بڑی کوشش اور جو اصل افزائی جناب حافظ محمد صدیق صاحب سوداگر بازار دہلی (ولدہ جناب حاجی محمد عمر صاحب) جناب مولوی محمد حسین صاحب سوداگر سفیدی و کوئٹہ زینت محل دہلی نے کی ہے جس کے لئے انجمن کا خاص طور پر شکر ادا کرتی ہے۔

اور اب ناظرین سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس انجمن نے تو اپنی طاقت کے موافق کام کر دکھا (یعنی اس کتاب کے دو حصوں کو چھپوا کر شائع کر دیا) لیکن اگر قوم کے ہمدرد صاحبان اس انجمن کا ہاتھ نہیں بٹانے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ جہاں آگے کے لئے یہ سلسلہ بند کرنا پڑے گا وہاں انجمن کو بھی زبردستی خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔

یعنی ناظرین کو معلوم ہو کہ انجمن نے اس کتاب کے چھپوانے کے لئے جو رقم بطور قرض اپنے ممبران سے حاصل کر کے صرف کیا ہے وہ اسی حالت میں واپس مل سکتا ہے کہ یہ کتاب فروخت



ہو جاوے اور پھر اس کتاب کا تیسرا حصہ بھی تب ہی شائع کیا جاسکتا ہے۔

مسلمانوں ایک ایسے تہارے لئے شرم کی بات نہیں ہے کہ آریہ صاحبان کی ایسی تصنیفات جن میں تمہارے رسول پیغمبرؐ و اور دیگر بزرگان دین کو صلواتیں سنائی جاتی ہوں ہزاروں چھو اچھو کر آریہ لوگ اہل اسلام درمیان مفت تقسیم کرادیں اس خیال سے کہ ان کو پڑھ کر مسلمانوں کے نیلالت متحرک ہوں چنانچہ انہیں سترہ دھرم سرچارک جالندھر میں گزشتہ سال ایک اشتہار نکالا تھا کہ ایک آریہ نے ہندو مت لکھ رام حساب مقبول کی مصنفہ کلیات آریہ مسافر کی پانچ سو جلدیں (قیمتی ایک ہزار روپیہ) مفت تقسیم کئے جاتے کے لئے اڈیشہ اخبار ہذا کے پاس رکھوا دی ہیں۔ اسی طرح مشہور دھرم پال صاحب سابق جسد الغفور کی کتابیں جن میں سواگالی گفتہ اور سخت کلامی کے اور کچھ بھی نہیں ہے ہزار ہا جلدیں تقسیم کی جا رہی ہیں لیکن تمہارے قوم کا یہ حال ہے کہ تحفہ آریہ سماج جیسی مفید اور ضروری کتاب کے ایک ہزار خریدار اسے لیڈران و ہمدردان قوم! اگر آپ اس قدر محنت نہیں کریں گے کہ اس کتاب کے حصہ اول دوم (ہر جلد کی قیمت عرصہ ہے) ہر ایک کی ایک ایک ہزار جلدوں کے فروخت کر کے ایک ہزار خریدار پیدا کر دیں یا یہ کہ ذی مقدور اصحاب دس دس یا بیس بیس جلدیں خود لیکر دوسروں کو دیدیں (خواہ ان سے قیمت وصول کر لیں یا مفت تقسیم کریں)۔ تو آپ ہی بتلائیں کہ پھر اس کا تیسرا حصہ کیونکر شائع کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہماری انجمن اپنی طاقت سے باہر اب اور آگے قدم نہیں بڑھا سکتی حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ جس طرح اس کتاب کے اول دو حصے بہت مفید ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تیسرے حصہ کے مضامین بھی نہایت مفید اور ضروری ہیں جن کو ہم ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔ وہ ہونا

## فہرست مضامین حصہ سوم تحفہ آریہ سماج

|  |                              |
|--|------------------------------|
| ایمن یہ دکھایا گیا ہے کہ یواؤن کے ساتھ آریوں نے کس قدر سختی اور ظلم روا رکھا ہے۔   | (۱) عقد ثانی -               |
| اس سے ظاہر ہو گا کہ یہ جو آریہ صاحبان ڈینگ مارا کرتے ہیں کہ سائنس کی معلومات ویدوں میں مندرج ہیں پس جن حواہجات سے وہ ان باتوں کو ثابت کرتے ہیں ان کے کچھ اور ہی معنی مطلب ہیں۔ | (۲) زمین گھومتی ہے یا نہیں - |

نہی انجمن تک پہنچا رہے۔



## (۳) نیات میں

سوجھے -

یہ مسئلہ نہایت ہی ضروری ہے اور آج کل کچھ آریہ لوگ اس سے منکر ہونے لگے ہیں پس نقلی حوالہ جات سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے۔ اور اسی مضمون میں گوشت خوری پر بھی بحث ہوگی۔

## (۴) مقابلہ ستیارتھ

پرکاش اول و دوم

اسکے بارہ بن ایک انگریز کا یہ قول ہے کہ دراصل پوری پوری پول آریہ سماج کی تو یہی ہے کہ پنڈت دیانند صاحب کی نامستقل مزاجی کا نامور ثابت کیا جاوے جو اس مضمون کے خوب عمدہ طور پر واضح ہو چکا

(۵)

مرتکب شرادہ

اس میں یہ ظاہر کیا جائیگا کہ اہل ہند جو مرے ہوئے بزرگوں کے نام پر خیرات وغیرہ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان قوت شدہ بزرگوں کو مل جائیگا اور آریہ سماج اس کی تردید کرتی ہے پس اس مضمون میں یہ ثابت کیا جائیگا کہ اس بارہ میں بھی آریہ سماج بلب کو دھوکا دے رہی ہے یعنی اپنے کتب سلسلے سے خلاف کفرنت کر رہی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

## (۶) ویدوں میں یوتا پستی

اس مضمون میں کیا بیان ہو گا یہ عنوان ہی سے ظاہر ہے اور اس مضمون کا سب سے بڑا ضروری ہونا بغیر کہ ظاہر ہے۔

مسلمانوں! اب آپ کا کام ہے کہ چاہو تھ آریہ سماج حصہ اول اور دوم کو خرید کر کے اسکے مصنف کی جو صلہ اخراجی کرو کہ نہ صرف تیسرا حصہ شائع کرایا جاوے بلکہ اور بھی وہ اپنی معلومات سے قوم کو فائدہ پہنچاویں۔

ہاں میں یہ بھی اعلان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو کہ بابو عبد العزیز صاحب نے اپنی دیباچہ تھ آریہ سماج حصہ اول میں یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک کتاب مقابلہ قرآن و وید تیار کر کے شائع کرینگے پس اگرچہ میں یہ معلوم ہوا کہ بابو صاحب کی کئی کتابیں تصنیف کے نوٹوں سے بھری پڑی ہیں لیکن پھر بھی وہ فرماتے ہیں کہ جب تک ہمارے ہاتھ میں ویدوں کی پوری لائبریری نہ ہو ہم اس کام کو تسلی بخش انجام نہیں دے سکتے۔ اور ویدوں کی کتابیں خریدنے کے لئے کس قدر زیادہ رقم درکار ہے یہ اسی بات سے واضح ہو جاوے گی کہ سوامی دیانند جی کی تفسیر رگ وید (جو کہ وہ بھی اس کے صرف پچھ پر شائع ہوئی ہے) مبلغ ۲۵ روپے پر مل سکتی ہے۔ حالانکہ ویدوں پر جو تفاسیر سنائی صاحبان اور انگریز صاحبان شائع کئے ہیں ان سب کو ملان میں سے جہاں تک دستیاب ہو سکیں ان کو منگوائے جانے کی ضرورت ہی نہیں ظاہر ہے



کہ کس قدر زیادہ رقم کی اس کام کے لئے ضرورت ہو سکتی ہے لہذا اگر اہل اسلام یہ چاہتے ہیں کہ ویدوں کی حقیقت ان کے روبرو رکھی جاوے اور ایسے اعتراضات کی بھرمار کی جاوے جنکی تردید آریوں سے کبھی خواب میں بھی نہ ہو سکے تو ان کو اوپر کی سطروں پر توجہ کرنی چاہئے۔ میرا کام کہہ دینا تھا پس میں اہل قوم کو یہ اعلان سنا کر بری الذمہ ہوتا ہوں۔ فقط

## خادم قوم محمد المجید دہلوی

فہرست ریویو اور عالمانہ رائے دربارہ کتاب تحفہ آریہ سماج

### حصہ اول

(۱) پیسہ اخبار لاہور کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:-

”..... نہایت مہذب پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے۔“

(۲) اخبار الحکم قادیان کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:-

”..... اس کتاب کی خوبی اور زبردست ہونے کا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ مصنف نے اسکے ساتھ تین ہزار دو سو روپیہ کا انعام رکھا ہے۔... مصنف نے نہایت محنت اور قابلیت کے ساتھ اس کتاب کو لکھا ہے اور سب سے بڑے جس امر کو قابل ذکر پاتا ہوں وہ اس کا طرز تحریر ہے۔ مصنف نے نہایت متانت اور تہذیب سے اس کو لکھا ہے وہ انکی شایستگی اور تبدیلی مذہب کے بعد کے کمال کو ظاہر کرتا ہے اور ادھر جگہ مہاراجہ شاد کے اخلاق کا پتہ اس کتاب سے مل سکتا ہے۔ میری رائے میں ہر مسلمان کے ہاتھ میں اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا چاہئے۔“

(۳) عیسائی اخبار نور افشاں لودھیانہ کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:-

”..... اس میں ایک مقدمہ اور ایک حصہ ہے۔ مقدمہ کتاب میں مصنف نے اپنی ابتدائی

غیر تشفی یافتہ اور محققانہ حالت کا بیان کیا ہے اور آریہ سماج کی اندرونی بری حالت دکھائی ہے۔ اور



آریہ سماج کی پالیسی سوامی دیاتند کی مختصر سوانح عمری اور اسپر رائے زنی کی ہے۔ اور آریوں کے اس عقیدہ کا ازالہ کیا ہے کہ سوامی جی زنجیر انت تھے۔ نیز آریہ سماج کی ناکامی کا بیان ہے۔ جا بجا سوامی جی کی بڑی تعریف کی ہے۔ اصل کتاب حصہ اول میں پریشور کے سرشکتی مان نیارکاری اور نری کال ورشی ہونے کے متعلق آریہ تعلیم کا گھنڈن عقل و نقل سے کیا ہے۔ نیز اوتار کی فلاسفی۔ پیدائش کا حال اور روح و مادہ کی قدامت پر بحث کی ہے اور آریہ اصول اور عقیدہ کی انہیں کی مقدس کتابوں اور مفسرون اور مترجموں کے ترجموں اور تفسیرون اور ادا و نوادی سے ثابت کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طرح سے مسٹر عبد الغفور نے محمدی مذہب کو ترک کر کے آریہ مذہب کو قبول کر لیا اور اس کی حمایت میں اور مسلمان مذہب کی بیخ کنی پر کمر لیا ہے اسی طرح مسٹر جگد سہا پرشاد دورائے بھی اپنے بالعمقابل آریہ دھرم کو ترک اور اسلام قبول کر کے اس کی حمایت اور اس کی استیصال کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ .... آریہ سماج کے لئے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ ایک ہفتہ دو کاج کا مسئلہ درپیش ہے۔ انعام کا انعام مست کی صداقت کا استحکام اور شہرت اور عزت نام۔ ہر سہ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۔ مقام کاٹھ گردھ صناع ہوشیار پور کے ایک معزز بیس بناب غلام احمد صاحب ذیلدار نے احکم مورخہ ۳۳ اپریل ۱۹۱۶ء میں ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جس میں وہ یوں فرماتے ہیں۔

..... میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اس کتاب پر یو یو لکھنا تو بہت بڑا کام ہے اس واسطے میں اس وقت یہ مختصر سا ہمارا کہ بدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ میری رائے میں آریہ مذہب کی تردید کے لئے اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے جس نے انہیں کی مستند علیہ کتاب (سیار تھ پرکاش) کا ویدوں کے برخلاف ہونا ثابت کر دیا ہے۔ گو ہمارے مذہب کے علماء نے بڑے بڑے پرزور دلائل اور براہیں سے وید مت کو باطل اور اسلام کو سچا مذہب ثابت کرنے میں بہت سی تصنیفات کی ہیں اور ادھر آریہ سماج جان دشنام دہی اور فحش گوئی میں دیگر مذاہب والوں کی غیبی خبر لی ہے اور اپنے مذہب کے اخلاق کا پورا نمونہ دکھایا ہے مگر علماء اسلام کی زبان سنسکرت سے صدم واقفیت نے آریہ سماج کی ایسی زبان بندی نہیں کی جیسی کہ اس کتاب نے ہے۔ آریہ سماج ان اگرچہ کے طالب میں تو جب تک شیخ عبد العزیز صاحب کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیں اور سیار تھ پرکاش کی ان عبارتوں کو ویدوں کی عبارت کے مطابق کر کے نہ دکھلائیں اس وقت تک کسی غیر مذہب پر حملہ ڈھٹائی ہے۔ اس کتاب میں ادل بڑی خوبی سے



کہ میری وصوف نے اس کتاب کی تحریرات میں اخلاق محمدی کا پورا نمونہ دکھلایا ہے۔ جہاں ان کے کسی بزرگ مآیا وہاں نہایت ادب اور تعظیم سے یاد کیا ہے اور نہایت ہی شائستہ الفاظ میں گفتگو کی ہے۔ مشر دھرم پال صاحب کی طرح نہیں کہ انکار رسول تو کجا ان کے اسد کو وہ بھیتان سنائیں کہ بھانڈوں کو بات کر دیا۔ مگر ان ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مشر دھرم پال صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب کے سبب و نسب میں جیسا کہ زمین و آسمان کا فرق ہے ویسا ہی ان دونوں کے مذہب میں بعد المشرقین والمغربین ہے۔

دھرم پال سہارے ایک غریب مزدور جو لاہور کے گھر میں پیدا ہوئے۔ اور شیخ عبد العزیز صاحب مغرزا اور صاحب جانا دہند و خاندان میں۔ دھرم پال نے دوسروں کے سہارے بی اسے کی ڈگری حاصل کی اور شیخ عبد العزیز صاحب حق کی تلاش میں پہلے آریہ ہوئے اور اس مذہب کی بیان تک واقفیت پیدا کی کہ بدلتوں اسکے اپدیشک (واعظ) رہے اور اسکی خوب چھان بین کی اور آخر چھتے نتیجہ کو پایا۔ دھرم پال صرف یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کر کے مذہب اسلام کی جملہ کتب دینیہ۔ قرآن و حدیث اصول تفسیر پر حاوی ہو گئے اور ویدوں کے بھی حافظ بن گئے مگر دراصل آپ کو نہ قرآن کے مطالعے واقفیت اور نہ ویدوں ہی کے غم سے خبر۔ شیخ عبد العزیز صاحب کی تحریر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آپ سچائی کے طالب ہیں اور حق کے متلاشی اور دھرم پال صاحب کی تصنیفات شہادت دیتی ہیں کہ آپ کو راستی کی تلاش نہیں صرف سوسائٹی کی عزت کا خیال ہے۔ سو دونوں صاحب اپنے اپنے مقاصد پر کامیاب ہو گئے۔ میری اس رائے کا ناظرین کثا تہذیب الاسلام اور تحفہ آریہ سماج کے مطالعہ سے بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں۔ دوسری خوبی اس کتاب میں یہ ہے کہ مولف نے جو کچھ لکھا ہے اپنی رائے اور قیاس سے نہیں لکھا بلکہ ویدوں اور اوپشدوں اور منوسمتری اور ستیا رتھ پرکاش کی عبارتیں نقل کر کے انکا مستند ترجمہ معتبر مترجمان کے بیان کے بموجب تحریر کیا ہے۔ ..... یہ کہ کتاب آریہ مذہب کے سچائی کے طالب اور پاک فطرت روجو کو احقاق حق ابطال باطل کے لئے عمدہ ذریعہ ہوگی۔ خداوند تعالیٰ نے تین خدا بنائے والے آریوں میں سے ایک بہادر پہلوان اسلام کی حمایت کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ مسلمانوں کو اس کتاب کی ترقی اشاعت میں کوشش کرنی چاہئے۔

(۵) ایس پی جی اور کمبرج مشن دہلی کے مشہور مولوی حافظ امجد علی صاحب



احسن المناظرین نے اس کتاب کے بارہ میں اپنی بے تعصبانہ رائے اخبار نور افشان مورخہ ۱۹۰۷ء  
 میں شائع کرا یا تو حسین حسب ذیل باتیں درج ہیں (مسلمانوں کے ریویو پر شاید یہ سمجھا جا  
 تو مسلم کی تصنیف پر وہ خواہ مخواہ تعریف کریں گے پس معزز عیسائی واعظ کی رائے غور سے لے لی جائے  
 ہے)..... جہاں تک میں تحقیق کر کا مجھے یہم ہی ثابت ہوا کہ انھوں نے یہ مذہبی تبدیلی کس دنیوی  
 سے نہیں کی بلکہ آریہ دھرم میں انہیں جو نقص نظر آئے اور اسکے مقابلہ میں اسلام نے انکی شائستگی  
 سچ مچ شہر کی رہنمائی سے انھوں نے اختیار کیا ہے۔ نہ کہ الیچ یا سوشل ترقی کے لحاظ سے.... بدھ مت  
 عرف دھرم پال اتنی غریبی نہیں جانتے تھے انہیں اسلامی ایشیہ پر عبور ہی جتنا بابو عبد الغزیز کو سنسکرت ا  
 ویدک ایشیہ پر ہے۔ میں نے عبد الغزیز صاحب کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہر  
 مذہبی آدمی نہیں جسے کسی مذہب کی واقعی اعلیٰ ضرورتیں پوری ہو سکیں بلکہ میں نے افسوس دیکھا کہ  
 کتابوں میں ایسی زبان درازی اور سخت کلامی کا نمونہ موجود ہے جو آریوں کا تیساریں نشان قرار دیا گیا  
 اور جس کا تمام اقوام ہند دردمندانہ گلا کر رہی ہیں۔ سوامی دیات نے مسیحیوں مسلمانوں ہندوؤں اور سکھ  
 کو گالیوں دینے کی جو راہ نکالی ہے کل آریوں اور خاص کر منشی عبد الغفور آریہ نے اُسی پر خامہ فرسائی کی  
 لیکن بابو عبد الغزیز نے ہرگز مذہبی حقیقتات کا اس قدر محبوب پیرایہ اختیار نہیں کیا انھوں نے نہایت  
 تہذیب اور سنجیدگی سے کام لیا ہے۔ اور انکی کتاب بڑھ کر ہرگز کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسنے فرزندانِ مذہب  
 پر سوامی جی کا سا ظلم کیا ہے اور ان میں نفاق اور عداوت کا بیج بویا ہے اور اس کے مصنف کا مقصد نہ  
 نفسانیت اور بریجا تعصب پر مبنی ہے۔

بلکہ اسکے پڑھنے سے یہ ماز نکلے ہوتا ہے کہ سطح سوامی جی نے بھولے بھالے ہندوؤں کو دھوکا  
 دیا اور سطح زمانہ کا رنگ دیکھ کر غلط تاویلات کی بنیاد پر وید کو ایک نئے نئے مذہب کا ذریعہ قرار دیا۔ سوامی جی  
 دیکھا کہ مغرب کی تیز آندھیاں قدیم ہندو دھرم کا چراغ گل کئے دیتی ہیں اور جب تک ہندوؤں کی نئی فلسفہ  
 کے لئے آسکیں کا سامان پیدا نہ کیا جاوے یہ ہزاروں برس کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ نیز  
 سوامی جی کو خود الگ ذہنی سچانے کا بھی شوق تھا۔..... اپنی ناموری بھی چاہتے تھے۔ یہ  
 بھی جانتے تھے کہ سنسکرت مردہ ہو چکی ہے اور اسکے جانتے والے جو موجود ہیں دن بدن اٹھتے جاتے ہیں  
 پس جمع ایک ناول نہاد دھرم نکال کھڑا کیا اور نوع انسان کو ایسا بڑا دھوکا دیا..... سوامی جی



خود آپ کے پاس ایسا پرمان موج نہیں ہے تو یہ فضول بات کیوں کرتے ہیں۔  
تو میں یہ توصیات دیتا ہوں۔

# تختہ آریہ سماج حصہ دوم پیدائش نام

جسمین جیو پر کرتی (روح اور مادہ) کی قدامت پر کافی بحث موجود ہے

(سلسلہ کے پنے دیکھو حصہ اول صفحہ ۲۲۵)

## نمبر ۹

مصنف تمہیں بتا سکتے ہیں کہ کرتی کی قدامت پر بحث کرتے ہوئے ایک اعتراض پیش کیا ہے کہ ”جب سب کچھ ایشور نے ہی پیدا کیا ہے تو پر کرتی (لافانی) کیسے ہو گئی“ اور اپنی تائید میں حسب ذیل منٹروں کو پیش کیا ہے۔

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः आकाशाद्वायुः वायो-  
-ऋग्निः अग्नेरापः अद्भुः पृथिवी पृथिव्या ओषधयः ओष-  
-धोऽम्भोऽन्नम् प्रलब्धौ रेतसः पुरुषः स वा एष पुरुषोऽन्न-  
-रस मयः ॥ तै० १ ॥

इदं सर्वमसृजत योऽदं किञ्च ॥ तै० २ ॥

आत्मा वा इदमेक एवाग्र असिन्नान्यत्किञ्चन ॥ तै० ३ ॥

اس کا نقلی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

منتر نمبر ۱۔ (۱) اُس (۲) اُس (۳) آقا (پریشور) سے (۴) آکاش (خلا) (۵) پیدا ہوا



[illegible]

منشی نمبر ۲۔ (۱) اس ۲، سب کو (۳) ہر چار (۴) جو (۵) کچھ (۶) یہ (ہے)۔

منتر نمبر ۳۳۔ (۱) یہ (۲) آمار (۳) ہی دم (۴) اکیلا (۵) یقیناً (۶) آگ (۷) تھا (۸) دو (۹) سرا (۱۰) کچھ (۱۱) بنین (۱۲) تھا۔

ناظرین! آپ نے اوپر کے نقلی معنی سے یہ تو دیکھ لیا کہ ان ہر سنتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ میں موجود و خلقت سے پہلے سوا ایک وحدہ لا شریک پربرہم پر میشور کے اور کچھ نہ تھا۔

رہتے جیو تماو پر کرنی کا بھی کہیں تپہ نہ تھا ہاں بے شک پناہ تھی رام صاحب سوامی ویاشار سرسوتی  
ہمارا ج کے من گھڑت اصول کی تائید کس انوکھے وائسنگ پر کرتے ہیں ہمیں خوشی ہے کہ اوپر  
کے مشروں کے معنی کو تو انہوں نے اولٹ پاٹ نہیں کیا ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کیا فرما رہے ہیں

وہو مذہب

”بھلا آپ نے یہ تو بتلایا کہ سب کچھ برہم ہے کیا؟ وہ سناخی اور ویدانتی لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تھا۔ یہ تو سوامی دیانت اور اون کے پیلوں کا ہی قول ہے کہ برہم ہے سب کچھ یہ نہیں کیا بلکہ جیو اور پر کرتی خدا کی ماترہ ہے۔ اور وہ سناخی لوگ تو آپ (پنڈت تلسی رام صاحب) کی ان فضول باتوں کی ترویج ہی کر رہے ہیں۔ پھر کس طرح آپ ایسا کہتے ہیں۔ ابی حضرت! جواب دیتے ہیں بات بناتے ہیں اچھا آگے دیکھیں کیا ارشاد ہوتا ہے آگے پنڈت تلسی رام صاحب یوں فرماتے ہیں۔

”لیکن آپ کے پیش کردہ تینوں جو کہ جانتے ہیں یہ کہاں لکھا ہے کہ برہمن نے پرکرتی کو رچا۔“  
مگر آپ نے ہی تو کوئی ایسا حوالہ نہیں کیا جس میں یہ لکھا ہوتا کہ برہمن نے پرکرتی اور حیو آتما کو نہیں  
پیدا کیا یہی ہوتا کہ پرکرتی اور حیو آتما بھی برہمن کے ماتحت بنی تھ (لاقانی) اور نادہی (رازی) ہیں۔



جب خود آپکے پاس ایسا پرمان ہو جو نہیں ہے تو پھر فضول بات کیوں بناتے ہیں اور پر کے حوالہ جات میں یہ تو صاف دیکھتا ہے کہ پیشورٹ اس سب کو سر جابو کچھ یہ سب تو کی سب کے اندر جیو آتا اور پر کرتی بھی نہ لگے۔ آپ یہ بتا دیجئے کہ کہیں وہ دستروں میں اس قدر لکھا ہو کہ سب کو سر جاسے یہ مرد نہیں ہے کہ پر کرتی اور جیو اتنا کو بھی سب کے اندر سمجھ لیا ہوا ہے۔ اور پھر دیکھتے ہیں منتر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ پہلے نہ ت و نہ ن ا ق م ط ل ق ہی ا کیلا تھا اور کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ تو پہلا پھر اس سے اور زیادہ صاف بیان کیا ہونا چاہیے۔ اور اب دور آپ تعصب کو چھوڑ کر غور تو کریں کہ جب اوپنشد کہتا ہے کہ وہ اکیلا ہی تھا تو آپکے سوامی کی تعلیم کہاں بھاگ گئی اور جیو آتا دور کرتی کہاں بیٹ گئے کیا اوپنشد کے مصنف کو اس قدر اور اس منتر میں ایذا کرنا نہیں آتا تھا کہ وہ اکیلے ہی لیکن ایک بکری اور ایک اس کے عاشق بکر (یعنی جیو اور پر کرتی) کی کسی کو سنائیے کہ بہت تھے خیر۔ اب آگے دیکھیں کیا کہتے ہیں آگے پنڈت مہسی رام صاحب یون فرماتے ہیں۔

”جب نہیں لکھا تو پر کرتی اپنے رفاقی نہیں ہو سکتی“ وادیا پر بڑی زبردست دلیل آپ نے دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پر کرتی اپنے رفاقی نہیں ہو سکتی کیونکہ اب تک آپ نے اور آپ کے گرو جہاراج نے ایک پھونسا فقرہ بھی دیدوں وغیرہ سے کال لرنہ پیش کیا جس میں پر کرتی کو تیرہ (لافانی) لکھا ہوتا۔ پندرہ کیا یون ہی زبانی بح خرچ کی ٹھہرائی ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

”تیسرے حوالہ کا ارتھ یہ نہیں ہے کہ پر کرتی نہ تھی نہ جناب عالی! تو پھر یہ بھی اس منتر کا ارتھ نہیں ہے کہ پر کرتی تھی بلکہ منتر اشد کی بہ نسبت نفی کی ڈگری ہی۔ یعنی آپ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ پر کرتی نہ تھی کہتے ہیں کہ پر کرتی نہیں تھی۔ پس فقط پر کرتی کو جو کہ دونوں میں شامل ہی کال ڈالئے تو اب یون ہوا کہ آپ کا دعویٰ تو وہ گیا کہ تھی اور ساتھی کا دعویٰ کہ نہ تھی اور مصنف اوپنشد کو بتایا گیا کہ جن کا فیصلہ اس تیسرے منتر میں یہ صاف طور پر کئے لفظوں میں درج ہے کہ رد و سر کچھ نہیں تھا پس اب ہم ناظرین کے اوپر یہ فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ وہ چاہیں آپ کو ڈگری دیوین چاہیں ساتھی کو مگر جاسے خیال میں نویں ماہی











اپنے اس اختیار کا حد سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہا اور ایک پرس لفظ سے جیو اور برہم دونوں کو دیکھ گیا۔ بس اور کچھ نہیں صرف لفظ ایک جگہ پر سوائی بیٹے اور کرو یا ہی اس سے زیادہ کی آپ قلم لے۔ اور ب دیکھئے کہ اتنا کی قدامت مہرشی کپل دیو ہمارا ج مصنف سانکھ درشن کے قول سے ہی ثابت ہو گئی۔

۱۔ بابا لدن کو تو سب ہی بولے، مخالفہ دس سکھ میں مگر پڑ ہے لکھون اور عالم فاضل کو مخالفہ دنیا کوئی سوئی دیا نہ۔ سوئی ہمارا تھیکے لکھی اور ب ان کی عدم وجودگی میں یہی تعلیم کے لئے ان کے بات میں ہاں مانا۔ اس لئے شریمان پنڈت تلسی رام صاحب کی خدمت میں مانہ ہوئے کے لئے شہر مہرشی رام سنگھ دینا چاہتے۔

چنانچہ سب سے سوتر کو لے کر سانی پنڈت دیو لاپشاد صاحب مصنف ہوا کرتے یہ تقریریں کیا کیا مہرشی کپل دیو مصنف سانکھ۔ شن کوئی ذاتی تھی کہ وہ بچپن میں ان تیار کر چھپیں اشیا شمار کر دیتے۔ تو اس کا وہاں ہمارا پنڈت تلسی رام صاحب حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں۔

”کپل دیو نے ۱۲۵ اشیا شمار کر اسے میں پرس لفظ کو ایسا پایا جو جیو اتما پر مانتا دو تون کا مسمولی نام ہی اس لئے ۱۲۵ دان شمار کر اسے کی ضرورت۔ تھی ۱۔

اور ہمیں معلوم ہوتا ہی کہ کپل دیو ہمارا پنڈت تلسی رام صاحب سے اگر خواب میں یہ بات کہہ دی ہوگی نہ ہم نے اس سوتر پرس لفظ کو ایسا پایا تھا کہ ۱۲۵ اشیا شمار کر کر بچپن کا میزان لگا دیا اور ایک ہمارے گھر رہا۔

اسی پنڈت تلسی رام صاحب ہمارا اہل باقون کے بنائے سے کیا ہو سکتا ہی۔ جبکہ صریحاً سوچی جی جات بوجھ کر عوام کو دھوکا دے رہے ہیں اور نو دھوکا نہ جانتے وانوں میں اپنا تین شامل کرتے ہوئے کپل دیو جیسے مہتیبون برائیاں زبردست نرم لکھانے کے باعث بن رہے ہیں کہ کیا وہ ایسے ہی لائق تھے کہ ۱۲۵ اشیا کو بچپن میں بتلاتے تو کیا اب اب کو ہی پشیمات کے ایسے گہرے خندق میں گرنا لازم ہی کیا یہ آپ کی نیک نیتی ہی۔ چاہے آپ کے قول کے مطابق پرس لفظ ایسا ہی پایا گیا ہوتا کہ وہ جیو اتما پر مانتا دو تون کے لئے آسکتا



لیکن کیا حساب کتاب میں بھی کہیں کھینچ تان ہوا کرتی ہے۔ آپ کی اس بات کوئی عقلمند آریہ  
 ہی تسلیم نہ کر سکا کیونکہ وہ تو ہمیشہ یہ کہنے کے ہی عادی رہا کرتے ہیں کہ دو اور دو چار ہو ا کرتے ہیں تو  
 کیا اب وہ کمپیوٹین کے نئے چھبیس سو ان سے لیونینگے کیا یہ ممکن ہی۔ پس اگر آپ کی بات  
 سچ ہوتی تو لفظ پرش پুরুष واجب الایمان میں کیوں ہوتا۔ یہ دو ایسے دو بچپن  
 (دیکھو) میں کیوں نہ ہوتا۔ اور اسکی شکل پڑھو کیوں نہ ہوتی۔

ناظرین! اب تو آپ نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ سوامی ویاتندہ سرسوتی ہمارا ج کو کسی نہ کیسے طرز  
جیوا تھا کی قدامت ثابت کرنا تھا۔ ان کی ہلات بھپین کے پیمپٹ ہو جائیں چاہے جو ہو مگر کیسے طرز  
جیوا تھا قدیم ثابت ہو، اوین مکر افسوس کہ اس کوشش میں ہی وہ ناکامیاب رہے۔



سوامی جی آگے چل کر دیوانیتوں کے سوال قائم کر کے جواب دیتے ہوئے کہہ اویں پند  
کا سب بویل ادھور منتر تھر پر فرما تے ہن۔

اس کا مطلب یوں لکھا ہے۔

اس کا مطلب یوں لکھا ہے۔

گوں وابستہ یا علیٰ حیوی نہیں ہیں بلکہ سب اپنی اپنی مابیت سے نکلے اور پریشور کے سپہاء سے قائم ہیں۔

اور اس کا مطالبہ سناتے ہی چندتہ جواں پرشاد صاحب نے یوں درج فرمایا ہے کہ۔

इह मृद् पटादिकं किञ्चन नाना नास्ति ॥

یہاں پتے میں گمراہی وغیرہ کچھ مختلف اشیاء ملی ہوئی ہیں۔

اور ان کا مطلب یہ ہی کہ جیسے کہ بین پر صرف خالص مٹی ہوگی جو تو یہ کہا جائیگا کہ یہ خالص



موتی ایسی لگتی ہے۔ نہ کہ اس کی شکل تبدیل نہیں ہوتی ہی اسید طرات اس و حلا اثر یک پریشور  
کے مہر ویرانی میں بیلی ویرانہ ہوتی ہے۔

اس اوپر کے ... صاحب ... میں آریہ پنڈت ... رام صاحب ...  
نکالت میں کرتے ہیں۔ دو وقت ... کہتے ہیں ... کہ اس سے کہہ اوغیر نہ بنا ہوتا  
وہ دو یون ارتھ لگاتے ہیں۔

इह जले मृदादिकं नाना नास्ति ॥

یہاں پانی میں مٹی وغیرہ کچھ نہیں تو ایک صاف پانی پر اس طرح ... وغیرہ  
الغرض کیسے بھی سمجھ لو گھوم کر آخر میں سناؤں گی کہ کچھ ہی  
इह जल ... किञ्चन ... नाना ... न ...  
... اس پانی میں صاف پانی ... اس کی تعلیم بالکل رد ہو جاتی ہے  
اور وہ پانی ہی تاویل کیا کریں مگر افغانی کے اندر سے تو ہر حالت میں سی قدر برآمد ہوتا  
ہو کہ اور کچھ نہ تھا سو ایک یر برہم پر آتا کہ

اسکو اور تصان کرنے کیلئے مختلف تر بنا کر اس میں کو پورا نقل کر دیا تو چنانچہ  
ان کی تردید کرتے ہوئے پنڈت ماسی رام صاحب نے اس منتر سے بھی اگلا منتر پیش  
کر دیا ہے اور چاہا کہ کسی طرف کیسے تان کر کے سوامی ہی کی تائید کر سکیں لیکن جب کسی  
طرح کامیاب نہ ہوئے تو انھیں حاشیہ سے کرکام پلا آیا ہم ان دونوں منتروں کو مع  
نقطی معنی ذیل میں درج کے دیتے ہیں۔

यदेवेह तदमुत्र यदमुत्र तदन्विह । मृत्योः स सत्यमाप्नोति य

इह नानेव पश्यति ॥ क० ४। २० ॥

मनसैवेदमाप्नव्यं नैह नानोरेत किञ्चन । मृत्योः ० । क० ४। १९ ॥

यत एव इह तत्र अमुत्र यत अमुत्र तत्र अत इह । मृत्योः सं. मृत्यु-

-म् आप्नोति यः इह नाना इव पश्यति ॥

मनसा एव इह आप्नव्यं नै इह नाना अत किञ्चन । म०







کے صاف ہی ہوتے ہیں کہ ایک حد لاشعریک پر پیشہ ور کے اور کسی دوسرے سے  
 جو نہیں ہے اور جو اسکے خلاف سمجھتے ہوں (یعنی آریہ سماجیوں کی مانند یہ تصور کرتے  
 ہوں کہ اس رجم کے علاوہ دوسری شے کا وجود ہے یا اصل کر سکتے اب درہ پندت تلسی رام  
 صاحب کی تشریح مذکورہ بالا کو مدخلہ کیجئے جس میں وہ غرض بے بنیاد بائیس بنا رہے  
 ہیں کہ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہو کہ یہ تہذیب بزرگوں نے نہیں دنیاوی مختلف  
 اشیاء کے مجموعہ کو برہمنہ یہاں ہو وہی ت کو حاصل نہ کر سکے گا یا اب ہر ایک  
 سچید و آریہ صاحب بھی کہہ سکتے ہیں کہ پندت تلسی رام صاحب کی تہذیب اصل  
 منتر کے الفاظ سے کہاں برہمنہ ہوتی ہے یا نہیں تھی و تھی ان کا یہ قول سہ اس منتر کے  
 معنی مطلب بالکل خلاف نہیں ہے۔

## منبر ۱۲

آگے سوئی دہندہ منتر ہوتی مہاراج چاند گیارہ دینش کا ایک منتر پیش کرتے ہیں سو کہ  
 مع ان کے ترجمہ کے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

सर्वे रक्षन्ति ब्रह्म तज्जलानति शान्त उपसोत ॥

का = प्र. ३ रं. १४ ॥

سے جو اور پر۔ درہ منبرت کر جس پریشو سے عالم کی پیدائش۔ قیام اور پرورش  
 ہوئی ہے جس کے بنائے اور قیام رکھے سے یہ تمام کائنات عالم وجود میں آتی ہے  
 یا جس کا رجم کے ساتھ خلق پارتی سے۔ اس کو چھٹا کر دوسرے کی اور پاسنا عبادت  
 نہیں کرنی چاہئے۔

اور یہ کا ترجمہ امی تی کا یہ گز بھی اصل عبارت کے معنی کو ظاہر نہیں کرتا اور بلکہ سوئی  
 جی سے ہی عبارت مل کر جوچا پارتی لکھ دیا ہے اور اس منتر کے عنوان زیر بحث کو معاف  
 نہ ہوتا ہوا سمجھ کر پندت جو الایر شاد صاحب سناتے اس سے اگلا منتر لکھنے کے علاوہ  
 اس مقام کے منتر اور جی نقل کر دیئے ہیں در ظاہر کر دیا ہے کہ جس جگہ پر چھپا دیا گیا



اوپر مذکور میں یہ منتر موجود ہے وہاں کی پوری عبارت یہ ہے جاہت گروئی تی کا اصول کر جیو  
 آتما پر کرتی بھی پر مشور کے ہی مانتہ قدیم میں یہ گزرتہ پائے گار بلکہ اسے ضرورت ہوئے گا کہ سو  
 برہم کے اور یکہ نہیں ہے ان چاروں منتروں کو منہ تلسی رام صاحب نے لکھ کر معنی کے  
 میں پس تیرن چاروں منتروں کو ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے انہوں نے مراد ہو سکتی  
 کر منہ تلسی رام صاحب کی تمام کوشش حوامی ہی کی اس اعجاز کو ان منتروں میں وجود ہونا  
 ثابت کر نیکی رائیگاں ہوئی۔

सर्व रत्नैर्द ब्रह्म तज्जलानोते शान्त उपसित रत्न कृत  
 - ग्यः पुरुषो यथा कतुरास्मि लोके पुरुषो भवति तथेतः प्रेत्य भवति  
 स कृतं कुर्वीत ॥ का० ३।१४।९॥

اس کا فائدہ ترتیب الفاظ سب منہ تلسی رام صاحب قایم لکھ کر ذیل میں لکھی ترتیب  
 پیش کیا جاتا ہے۔

सर्व रत्नैर्द ब्रह्म तज्जलान इति शान्त उपसित  
 रत्न कृतमयः पुरुष यथा कतुः अस्मिन् लोके पुरुषः भवति  
 तथा इतः प्रेत्य भवति सः कृतं कुर्वीत ॥

اثر نمبر :- (۱۰) نہایت ہی ۰ ر (نیک نیت) ۱۱ اس (۱۲) سب کو (۱۳) برہم (۱۴) سمجھ کر (۱۵) یقیناً (۱۶)  
 اوپاسنا (عبادت) کرے۔ (۱۷) پرش (انسان) (۱۸) یقیناً (۱۹) یگیہ گرو (۲۰) یعنی فعال  
 کا عادی (۲۱) وہ (۲۲) اس (۲۳) دنیا میں (۲۴) جیسا کہ (۲۵) یگیہ دارا  
 ہوتا ہے (۲۶) یعنی فعال کا عادی رہتا ہے (۲۷) اس طرح (۲۸) یہاں سے (۲۹) جاسے پر (۳۰) مرنے  
 پر (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰)  
 وہ (۵۱) انسان (۵۲) یگیہ میں (۵۳) فعال کرے (۵۴) یعنی دنیاوی زمان سے نیک فعال میں مدد  
 لیوے (۵۵) اس میں الفاظ نمبر ۲-۳-۴-۵-۶ قابل غور ہیں وہ یہ ہیں۔

اس سب کو برہم سمجھ کر یقیناً اوپاسنا کرے اور اس سے شکر فائدہ سخی ثابت ہو رہی  
 ہے۔ یعنی یہ کہ تمام مادی اور روحانی اشیا برہم ہی ہے پھر جس کی سو ایک برہم کے وہ لوگ

ان کے کہ جو در پیدائش ۵۰ حالت میں بھی نہیں مانتے اس فقرہ ۵۰ ترجمہ پندرہ  
نہیں حساب کا حسب ذیل ہے۔

[illegible]

سب برہم کی عبادت کرے ۔ سنا ۔ طلب کیا ہوا برہم میں پہنچے سب ۔ لگائیے کیا سنی  
ماہیت سب نہفت لکھ ہو سب برہم میں کچھ کی رحمتی اور ایک محدود عقل و محدود  
عادت و انسان سب برہم یعنی شایہ تمام کمال فضیلتوں کا قتل اور مہاؤں یعنی شہیت  
سب برہم کی عبادت کریں کس طرح کہ ہم تو اپنی محدود طاقت والی آنکھوں سے  
وہاں میں جگہ تک ہی سکی عظمت کو دیکھ سکتے ہیں یا محدود طاقت والے دماغ سے  
اسی نہ میں حد تک ہی اس کے صفات و ریاضات کو غور و خوض کر سکتے ہیں پس انسان کو  
یہی بیت دینا کہ وہ سب برہم کی عبادت کرے شریمان پندرہ تالیسی رام صاحب ہی  
جسے بابا سادوں کا کہ ہے ۔ انتہی کے الفاظ تو بہت صاف ہیں وریہ ہی معنی ٹھیک ہو سکتے  
ہیں ۔ سب کو براہم جو کہ برہم بن سنا ۔ یعنی عبادت کرے  
یاہوں بھی ہو سکتا ہے کہ سب کو براہم یعنی عبادت کرے ۔  
یعنی سب کو براہم عبادت کرے ۔

غرض کہ انہیں پانچ غفلتوں کو اولت پھیر کر کے حسب ذیل پانچ معنی ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں۔



۱۱) اس سب پر ہم کو یقیناً عبادت کرے (پنڈت تلسی رام سہاسی کے الفاظ ہیں)

۱۲) اس سب کو جو کہ پر ہم ہے یقیناً عبادت کرے۔

۱۳) اس سب کو جو کہ یقیناً پر ہم ہے عبادت کرے۔

۱۴) سب کو یقیناً پر ہم سمجھ کر عبادت کرے۔

۱۵) اس پر ہم کو یقیناً سب سمجھ کر عبادت کرے۔

ہمارے خیال میں ان جملہ محمول کے لحاظ سے ہر مہر کی قضیہات متنی سب اوپر کی ترتیب  
امادہ اور روش کا وجود بالکل یہاں نظر نہیں آتا۔ گے پنڈت تلسی رام سہاسی کے ترجمہ  
میں لفظ **तत्त्वज्ञान** قابل غور ہے۔ اس کا ترجمہ وہیوں کرتے ہیں۔

اس پر ہم کے پیدا کئے اور اسی اور اس سب بارہ میں میں (خفیہ) ہوتے ہیں۔  
پارمنیوں (شیار) کو :-

اُس آداب میں ہم کو جاننا ہوا ہے یہ کہنے سے پنڈت تلسی رام سہاسی کی یہ بات سن کر ہم  
محترف کی آنکھوں میں دھول ڈال کر کہہ دیوں گے کہ وہ دیکھو منہ کے الفاظ کے معنی  
یہ ثابت ہو رہا ہے کہ پر کرتی اُس آداب پر ہمیشہ میں ہیں رہتی ہے اس ثابت ہو کہ  
وہ موجود تھی۔ اس کے وجود کا عدم نہ تھا۔ مگر ان کا یہ ارتھ خود ان کے ایک دوست  
محرز آریہ پنڈت صاحب کی تفسیر سے رو ہو جاتی ہے جسے ہم گے جس کرشمہ کر نیگا  
لیکن جیسے لفظوں سے ایسی بات کا بالکل اشتراک بھی نہیں نکلتا تو پھر یہ یہ چاہا کہ چل  
سکتی تھی اور سوا سنسکرت سے لفظوں کے دوسرے دل پرین باتوں کا کیا اثر ہو سکتا تھا  
ناظرین! اب آپ نے یہ نو دیکھ لیا کہ پنڈت تلسی رام صاحب کا ہی انوکھا ترتیب

الفاظ کا فہم رکھ کر ہم نے لفظی ترجمہ منہ کا اوپر پیش کر دیا جس سے جی ان کی طلب براری  
مطلقاً نہ ہو سکی۔ اب اس منہ کا ٹھیک انوکھے جس سے سنائی نہ دیتی اور شاید یہ تمام  
دیگر علماء سنسکرت متفق ہونگے ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کو یہ لگ جاوے گا کہ  
نہ تو سوامی دیانند ہاراج اصلی الفاظ سے اتفاق رکھتے ہیں اور نہ ان کے چیلے پنڈت تلسی رام صاحب  
ٹھیک معنی کرتے ہیں۔

सर्वे खलु इदं ब्रह्म तत् जलान् इति शान्तिः उपसिंहः ॥  
 लु कृतमपः पुरुषः पथा क्रतुः श्रीमान् लोके पुरुषः भवति  
 तथा इतः प्रेत्य भवति सा क्रतुः कुर्वीत ॥

ارتھ - (۱) یہ (۲) سب (۳) پیدائش و اشیاء (۴) یقیناً (۵) برہما ہی ہے (۶) اس لئے (۷) شانتیت وار (۸) نیک نیت انسان (۹) اس کی (۱۰) اوپاسنا عبادت کرے (۱۱) انسان (۱۲) یقیناً (۱۳) نیکو (۱۴) اعمال کا مادی اس (۱۵) بشرط اسم (۱۶) انسان (۱۷) اس (۱۸) دنیا میں (۱۹) نیکووں والے (۲۰) اعمال کا مادی (۲۱) موقنا ہے (۲۲) شیطان (۲۳) یہاں سے (۲۴) جتنے پر (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

सर्वे खलु इदं ब्रह्म तत् जलान् इति शान्तिः उपसिंहः ॥  
 ارتھ - (۱) یہ (۲) سب (۳) وہ (۴) اشیاء (۵) یقیناً (۶) برہما ہی ہے (۷) اس لئے (۸) شانتیت وار (۹) نیک دل انسان (۱۰) اس کی عبادت کرے۔

ناظرین! اب ہم کو اس منہ کا وہ ارتھ سناتے ہیں جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے قلم کردہ ویدک پریس اجیہ میں چھپے ہوئے چاندو گیہ اوپنشد میں مندرج ہے واضح ہو کہ اس چاندو گیہ اوپنشد گذشتہ سال میں پنڈت شیشنگر کاویہ شیرجھک پورہ نامان آریہ سماج کے آریہ نظیر تیار کی جو جسے ویدک پریس کیٹی گری میں شائع کیا گیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۳۵ پر یہ منتر موجود ہے اور منڈت مہاراج کی ہندی ارتھ کو اس کتاب کے صفحہ ۳۵ پر اس منتر کا نقل ہے۔

یہ ترجمہ سب سے خواہ۔ یہ ترجمہ سب میں ہی ہے۔ خود شانتیت وار (۱) نیک نیت وہ (۲) کرے۔



ہو کر (اِس برہم کی) تجلّان مان کر او پاکسنا کرے۔

(نوٹ افظا تجلّان کے معنی آگے اویں گے)

پدارتھ اب ایک لفظ علیحدہ علیحدہ کر کے ان کے معنی :- 'इदं ब्रह्म' یہ برہم

(सर्वे खलु) سب ہی نے (शान्ता) عابد خود شانت ہو کر اس برہم کی (तत्त्वज्ञान)

تجلّان یعنی (तत्त्व) تجھ سے یہ ساری خلقت پیدا ہوئی ہے (तत्त्व) اس میں آنکار

نہیں مرقاب) ہوئی ہے (तद्वत्) اور جس ہی تپ پرن دھارن کرتی ہے اس کے سہارہ پر اس

لیتی بازندہ رہتی ہے، اس برہم کو ان تینوں صفتوں سے موسوف سمجھ کر (उपासित)

عبادت کرے ॥

ناظرین! اب آپ دیکھ لیں کہ دیکھ لیں کہ اس کتاب پر یہ تفسیراتی غرض

سے شائع کر لی ہے کہ کسی نہ کسی طرح دیانند لکھائی کے ساتھ حق یعنی حلقہ کمال کے جاویں۔

لیکن یہ ہم بھی آریہ غسر صاحب غرضی نہیں پیش کرتے ہوئے اس مقصد میں بہرہ گز بھی کامیاب

نہ ہو سکے۔ یہ سب برہم ہی ہے اس فقرہ کو وہ زیادہ سے زیادہ دیوں تبدیل کرے کہ 'یہ برہم

سب ہی ہے' لیکن پھر بھی دیانندی قدرتی اس سے نہیں ثابت ہوتی، اور لفظ تجلّان کے

معنی کو خوب غیاں کر دیا پس اس میں تو یہ لکھا گیا کہ اس برہم نے خلقت کو پیدا کیا ہے جو اس کا

پرورش کنندہ ہے، اور جس ہی یہ سب خلقت فنا ہوئی ابدالیں ہو جا یا کرتی ہے اس برہم کی

عبادت کرو پس اس سے بھی یہی پائیگا کہ ایک وحدہ لاتہ یک پر برہم پیشو کے سوا اور

دوسرے کوئی نہ تھا اور اسی سے یہ سب پیدا ہوا یعنی میو اور میر کرتی (روح اور مادہ) بھی اس سے

پیدا ہوئے۔

ناظرین! اس بات کو تحریر کرتے ہوئے آریہ پنڈت شیو شکر کاویہ نہ تھ صاحب کی قدر

رک گئی چنانچہ وہ دیانند لکھائی کو یہ ہوتا دیکھ کر اس موقع پر ایک حاشیت کا ہم چیدنا چاہتے

ہیں اس میں وہ ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ سب برہم ہی ہے اس فقرہ کا مطلب محض یہ ہے کہ اس سب

میں وہ برہم موجود ہے یعنی جس طرح پانی میں ملک سمول دیے جانے پر کہا جاتا ہے کہ پانی گویا بالکل

ملک ہی ہے اسی طرح یہاں بھی یہی مطلب ہے، وغیرہ پس ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا غرض ایسے

تشریحوں اور تاویلوں ہی کے بھروسہ پر مادہ کی قدامت ثابت کی جا رہی ہے۔ گرتھیا نہایت  
 اونیشدہ سیسی ضخیم کتاب میں ایک فقرہ پارغلوں کا بھی سونی جی کے موافق ایسا نہیں پایا جاتا جسے  
 یہ بتی ہوں کہ کرتی و جیو تا ناوی (ازنی) میں تو پھر کس منہ سے آریہ صاحبان سوامی جی کی ہا  
 میں ہاں مانیکوتیا ہوئے ہیں کیا یہ سراسر متعصب نہیں ہے۔

تاہذ میں آپ ان متعصب آریہ صاحبان سے کہیں کہ اس بھٹی کے زمانہ میں ایسی بے  
 بنیاد باتیں نہیں چلی سکتیں مگر ان میں کثرت سولونکا پردہ اسی وقت تک ڈھکاتے بیٹھ  
 کہ دیگر قوم کے متعصبان علم سنسکرت سے ناواقف ہیں پس بھتی بھوتہ سوامی دیانند کی طلبی  
 ہم اعلان کرتے ہوئے ان تمام زبیر ہوں کو دور کر دیں اور جو پچھلے تعلیم ان کی تسلیم کردہ  
 ایک کتابوں میں درج ہے اسے ہی قبول کریں۔

اب اس سے گد منہ بھاسکر پر کاشی ۲۰۰ سے نقل کیا جاتا ہے:-

मनो मयः प्राण शरीरो भा रूपः सत्त्व सङ्कल्प आकाशात्मा सर्वे कर्मा  
 सर्वे कामः सर्वे गन्धः सर्वे रसः सर्वे भिदमभ्यासो वाक्यनादः ॥  
 का - ३। १६। २॥

کا ترجمہ پانچ تلسی رام صاحب یوں کرتے ہیں:-

”اب دوسرے قول میں پلیدہ پلیدہ دو آتاؤں کا بیان ہے  
 (मनो मयः) یعنی سوروپ یعنی ذی روح (प्राण शरीरः) پران (دم یا مائنس)  
 جس کا جسم بنا (भा रूपः) روشنی والا ہے (सत्त्व सङ्कल्पः) ستمہ سنکल्प -  
 (आकाशात्मा) آکاش (خلا) کے مانند (कुशम) سوروپ -  
 (सर्वे कर्मा) سب افعال کرنیوالا (सर्वे कामः) سب  
 خواہشوں والا (सर्वे गन्धः सर्वे रसः) سب طرح کی بو اور ذائقوں والا -  
 (इदं सर्वम्) اس میں سب ہوگی (लघु) (अश्वि) (अना) (अभि) (अभि) (अभि)  
 (یعنی) گگ میں موجود ہوتا ہوا (अना) (अना) (अना) (अना) (अना)  
 اندریوں (حواس) سے منہ اور بے خوفی:-



سوال - اوپر جو کثیرہ فقرہ کے ذریعہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس متن میں دو آتماؤں (احو اور  
برہما) کا بیان ہے ان دو کا تو کہیں یہ نہیں ملتا ہے نہ کسی نوپنڈت کسی رسساحب کی پوری  
عبارت نقل کر دی ہے اور اب ناظرین خود غور کریں کہ دو آتماؤں کا بیان دیکھ کر کتنے  
آیات پر نہیں ہیں تو دوا نظر نہیں آتے۔

ذیل میں نقلی ترجمہ درج کیا جاتا ہے:-

मनोमयः प्राणशरीर भा रूपः सत्यसङ्कल्पः आकाश आत्मा सर्व  
कमो सनेगन्धः सर्व रसः सर्व इदम् आत्मा आतः अवाको अनादरः ॥

(۱) من (دل و دماغ والا) (۲) سانس کے (مد وال اس) روشنی والا (۳) اپنے ارادہ والا  
(۴) سب خواہشات والا (۵) سب گندہ سے بھی بوجہ (۶) سب ذائقوں والا (۷) حواس  
سے منزہ (۸) بے خوف (۹) وہ آتما جو کہ کاش کا شائق (۱۰) کے مانند ہے (۱۱) اس  
سب کو (۱۲) یاب رہا ہی۔ (یعنی اس سب میں موجود و درہجہ)۔

ناظرین! کثیر شدہ آخری فقرہ کو غور سے پڑھیں اور چونکہ یہ متن صاحب کے دریافت  
کر کہیاں ایک وحدہ ۱۱ شریک پر برہم پریشور کے دریا پڑنے کا ذکر ہے یا علیحدہ علیحدہ  
دو آتماؤں کا بیان ہے اچھا ناظرین اب ذرہ دیکھتے کہ چند تسمیہ شکر کا یہ تیسرے صاحب  
اس منتر کا کیا ارتقہ کرتے ہیں جسے ہم ان کی کتاب: کورہ بار کے صفحہ ۵۳-۵۴ پر اس کے ذیل میں  
نقل کئے دیتے ہیں:-

”منومی پراں سوروپ بھاروپ ستیہ سنگپ کاش تمامہ بکریا سب گندہ  
سرب میں اس سب جگت میں بھی ویاست وکی اور نادر (۱) و دیہر ماکا ہے۔  
کیسے پنڈت کسی رام جی مہاراج! اب ہم آپ کے قول کے مطابق اس منتر میں علیحدہ علیحدہ دو آتماؤں  
کا بیان تسلیم کریں یا کہ آپ کے آریہ دوسرے پنڈت شیونکر کا وہ تیسرے صاحب مفسر چرماندگیہ  
اونیشد کے اس بریکٹ کے مطابق اس منتر میں ایک ہی آتما پریشور پریشور کے  
ایک ہونیکا ذکر تسلیم کریں۔

ہماری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ وہ نول صاحبان سنسکرت کے عالم اور آریہ مہاراج کے مہر کے

پتہ توں میں ستہیں لیکن تاہم چونکہ ایک دوست معاشقہ میں چاندو گیتہ پیشہ پرستی سے آخر  
نکتہ نہی کی پڑی ہے لہذا ان کا کیا ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک بار در قابل وقت ماننا چاہئے اور  
ناظرین! آیت درجہ کے یوں کہ یہ اموال اذہ در زمین کی قدر مست کیلئے زیادہ کر کے  
جو یہ جات پر ہم سے کیا جائے، ہمیں سے کہہ نہ سکیں کہ مٹی کے ناما موقوف مٹی عجب ہی کے  
زیر ب و رگے دیجئے، تیسرے وقت سب یہاں ہے۔

एष म आत्मान्तर्हृदयेऽणिगियान् ब्रिहो वा यवाङ्का सर्षपाङ्का श्या-  
-माकाङ्का श्यामाक तराङ्कुलाङ्का एष म आत्मान्तर्हृदये ज्याया-  
-न् दिवो ज्यायानेभ्यो लोकेभ्यः ॥ का० ३।१४।३॥

پتہ تھی رحمت کے من نثر کے تزیینات یک وقت من ہے ورنہ یہ ہے کہ وہ جاسکے  
برکات صفحہ ۱۷۸ پر یوں تزیینات ہیں۔

एषः आत्मा در یہ دوسرے نام پرست ساریت اس کے یہ صاحبان پتہ نہی صاحب  
موسوف سے دریافت کریں کہ एषः اور अन् کے معنی دوسرے کس سے کیا کرے اقوال  
نعت سے کیا گیا ہے کہ یہی ہی میں مانی، تاہم یہاں درجہ کے بعد میں جو کہتا اور پڑھتی کو وجود  
ما شریک یہ تزیینات کا کہ ایک در مانا جانتے ہیں اب اس منتر کا اعلیٰ تزیینات کیے۔

एषः मे आत्मा अन्तः हृदये अणिगियान् ब्रिहो वा यवाङ्का सर्षपा-  
-ङ्का श्यामाकाङ्का श्यामाक तराङ्कुलाङ्का एषः मे आत्मा अन्तः  
हृदये ज्यायान् दिवः ज्यायान् रभ्यः लोकेभ्यः ॥

۱۷۸ اور ۱۷۹ کا دوسرا جو کہ میرے نام کے ۱۵، اندر ہے، ۱۷۵ اور ۱۷۶، سلطان سے بھی  
۱۷۷، چونکہ ۱۷۸ سے سول سے بھی ۱۵، سلطان ایتہ نامہ ہوتا ہے جس سے بھی ۱۷۸ ساواں کے  
جہاں سے بھی ۱۷۸ سے چھوٹا ہے، ۱۷۹ اور ۱۸۰ یہ ۱۸۱ (۱۵) (جو کہ دل کے  
۱۷۸ اندر ہے) ۱۷۹ اور ۱۸۰ کے روشن کرے یعنی سوچ کے اوپر کے خلا سے (۱۷۸، بڑا ہے)  
(۱۵۱) اور ۱۸۱، لوگوں کے زوں سے ابھی، ۱۸۱، بڑا ہے۔

ناظرین! اس منتر کی تفسیر پتہ نہی تفسیر کا ویہ تفسیر صاحب نے بھی چاندو گیتہ صفحہ ۱۷۸



سطر ۲۸ پر صرف ایک تالیقی پر ماکا ہی مطلب لیا ہی پس پندرہ تالیقی رام صاحب کی بات اب بڑھ چہ رو  
 ہو گئی اور اسکا مطلب یہ ہو کہ وہ آتما جہان ایسا چھوٹا ہو کہ دنی سے دنی شب دنیا ہی سے بھی چھوٹا  
 ہے وہاں ایسا بڑا بھی ہو کہ آفتاب وغیرہ سے بھی بڑا ہے۔ یہ دونوں حالتیں محبت پر مشہور تہی میں  
 گہٹ سکتی ہیں اب پندرہ تالیقی رام صاحب کا دوسرا آتما کہ بڑا چلا گیا اور زمین کہ منہ میں جو  
 لفظ آتما دو مرتبہ آئے ہیں ایک نمبر ۳۰ دوسرا نمبر ۳۱ ہیں سے دو آتما وجود میں نہ رہتے  
 تھے آتما جو جواب یہ ہے کہ کیا محنت چہ نہ ہو گئی و منہ کو لفظ دو بار دوسرے لکھا نہیں آتما  
 پس یہ کوئی دلیل نہیں ہے و رد و مرتبہ آتما لفظ کے آئینکی توجہ یہ ہے کہ دوسری کیفیت اس منتر  
 کی میان ہوئی ہیں الفاظ نمبر ۳۰ سے آتما میں یہ تبدیلیاں کہ وہ چھوٹے سے بھی جواب اور بعد  
 الفاظ نمبر ۳۱ سے آتما میں یہ تبدیلیاں کہ بڑے سے بھی بڑا ہے یہ وجہ کو آتما لفظ کے ساتھ  
 ہے۔ آتما کی کشتیاں تعصب چھوڑ کر جو یہ صاحبان غور کریں کہ وہ ضرور اس منہ کو یہ سمجھ کی  
 تعلیم کے خلاف پاویں گے۔ اب چوتھا منتر حسب ذیل ہے۔

सर्व कर्मो सर्व कामः सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वमिदमभ्यात्तो वाक्च  
 नादर एष म आत्मान्तर्हृदम एतद्रूपैतमितः प्रेत्याभि संभवि-  
 तस्मिन्ति यस्य स्यादद्वा न विचिकित्सा स्तिगति ह स्माह  
 शारिङ्गः ॥ का० ३। १४। ४॥

پندرہ تالیقی رام صاحب کے اس منتر کے ترجمہ پر صرف ایک حشر عرض ہو ورنہ یہ ہے کہ بھاسکر پرکاش  
 صفحہ ۲۸ سطر ۲۸ پر ایک بڑی بریکٹ میں یہ دوسرا آتما بھی لکھتے ہیں پس اس بڑے بریکٹ  
 سے ہی صاف ظاہر ہے کہ منتر میں نہ کو کوئی غلط دوسرا آتما بھی لکھا نہیں ملا لیکن کسی کسی  
 طرح اولٹ سیدھا رتھ بنا کر سوئی دیا منہ کی غدت کو تو رکھ ہی منہ سے پس در کچھ نہ ہی تو  
 ایک بریکٹ ہی سے کام نکال گیا۔ اب ناظرین ذیل میں غلطی ترجمہ کو ملاحظہ فرماویں :-

सर्व कर्मो सर्व कामः सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वम् इदम् अभि  
 - आत्तः अवन्ति अनन्दरः एषः मे आत्मा अन्तः हृदये एतत्  
 ब्रह्म एतम् इतः प्रेत्य अभि संभवितास्मि ईति यस्य स्याति

॥ अद्वैतं न विचिकित्सा अस्ति इति हे आहंस्म शाश्वतित्वः ॥

وہ (۲) آتما (۳) جو کہ میرے (۴) دل کے (۵) اندر ہے، (۶) سب افعال والا، (۷) سب خواہشات والا، (۸) سب گن بھوں (۹) والا، (۱۰) سب ذائقوں والا، (۱۱) جو اس سے متعلق ہے خوف (۱۲) جو کہ (۱۳) اس (۱۴) سب کو اس (۱۵) ویاپ رہا ہے۔ (۱۶) سب میں موجود ہو رہا ہے، (۱۷) وہ (۱۸) ہی، (۱۹) برہم ہے، (۲۰) یہاں سے (۲۱) ہر گز جہنم پر (۲۲) اس (۲۳) برہم کو (۲۴) میں حاصل کرونگا، (۲۵) اس (۲۶) جس کا اس (۲۷) سا کشت دار۔ (۲۸) پر مشیور کی خاص مزدکی سے مویہ (۲۹) ہو رہا (۳۰) ہوں، (۳۱) اس (۳۲) کو کوئی، (۳۳) نہیں (۳۴) ہے، (۳۵) اس (۳۶) کے (۳۷) ساتھ (۳۸) قیامی (۳۹) رہی، (۴۰) کہتا ہے۔

ناظرین پندت شیوہ سکریہ وینیرتہ ہی اس منہ کی تفسیر میں جیسا کہ گویہ صفحہ ۹۴۴ سطر ۵ پر صرف ایک ہی آتما یعنی پریشور کا خطاب نہ رہے ہر ایک پندت تلسی رام صاحب کی بات بالکل ہی بالکل مدہو گئی۔ ورنہ منہ میں کتنی کجانی کا ذکر ہے موجود ہے پس دوسرے آتما کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے بلکہ یہ آتما کائنات سے یہ ترتیب گویا کہ کوئی انسان یہ کہہ رہا ہے کہ وہ برہم جو ایسے صفوں والا ہے وہ میرے دل کے اندر موجود ہے لیکن میں اس جسم کی قید میں رہوں اس جب یہ جسم ہو جائیگا ایسی حالت پر تب میں اس میں جاؤنگا یہ بھی شکار فدا منی کو ظاہر کرتی ہے اور سوانی بی گایہ کہنا کہ جو نام پر کرتی یہ وہ نول پریشور سے ملکہ غیبیہ اور نادہی (الافانی اور ان) میں بالکل مدہو رہا ہے۔

ہاں اس منہ کی ہی جو یہ نشہ کر کے ہوئے آتما میں پندت تلسی رام صاحب یوں فرماتے ہیں جبکہ میں ایک تہ کویت پوٹا۔ دوسرے کو بہت بڑا کہتا ہے تو جو برہم کا حیدر انفرق بہت صاف ہو گا۔

لیکن فسون سے کہہ جاتی وہ تہ کوں سے تو ایک ہی آتما کا ذکر اس منہ میں نظر آتا ہے معلوم نہیں وہ تہ کوں کو دیکھنے کے لیے کسی خاص عینک پر ور میں وغیرہ منگوایکی ضرورت ہوگی منہ میں وہ تہ کیسے کوئی لفظ موجود ہوئے پر بھی سرسبز برہمنی گریو یوں کو کیا کہا جاوے پھر بھی میں یہی کہتا ہوں کہ یہاں سے تہ کوں کو دیکھو اور دوسرے لفظ کیسے کوئی منہ سے لفظ معلوم نہیں



# تمہارا

آگے اردو سفارت پر کاشی مغلہ، ۲۰ پر سوامی بی یوں فرماتے ہیں۔

एवमेव खलु सोम्यान्नेन शुद्धेनापो मूलमन्विच्छद्दिस्सोम्य-  
शुद्धेन तेजो मूलमन्विच्छ तेजसा सोम्य शुद्धेन स-  
-न्मूलमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः

۱۔ شویت کہتو ان روپ پر تھوئی یعنی حالت کثیف میں آبی ہوئی من سے، سکی علت یعنی پانی کو  
جالی اور حالت معلول میں آگے ہوئے پانی سے، سکی علت آگ کو جان اور حالت محسوس میں پانی  
ہوئی آگ سے، سکی حالت مات کو جو غیر فانی پر کر رہی ہے اسکو جان ہی غیر فانی  
پر کر رہی تمام عالم کی بنیاد اس کا سرچشمہ اور جاب قیام ہے۔ یہ تمام عام سیدیش کے  
سیدے است یعنی نہ ہونے کی مثال تھا اور یہ آقا پریم اور پریم کی میں سمایا ہوا وجود تھا ابا و

یعنی عدم نہ تھا۔

سوال۔ اوپر کی کثیر شرح عبارت اس منہ کے کن الفاظ سے برآمد ہوئی۔ ناظرین اس منہ کا  
لفظی ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

एवम एव खलु सोम्य अन्नेन शुद्धेन आपः मूलम्  
अन्विच्छद्दिः सोम्य शुद्धेन तेजः मूलम् अन्विच्छ  
तेजसा सोम्य शुद्धेन सत् मूलम् अन्विच्छ सन्मूलाः  
सोम्य इमाः सर्वाः प्रजाः सत् आयतनाः सत् प्रतिष्ठाः ॥

(۱) اس (۲) ہی طرح پر (۳) یقیناً (۴) اب پیارے رُکے (۵) غلہ کے (۶) وجود سے  
(۷) پانی کا (۸) مول (۹) ذریعہ پیدائش (۱۰) آگے پیارے رُکے (۱۱) پانی کے  
(۱۲) وجود سے (۱۳) آگ کا (۱۴) مول (۱۵) ذریعہ پیدائش (۱۶) آگے پیارے رُکے  
(۱۷) آگ کے (۱۸) وجود سے (۱۹) است (۲۰) سہی کے (۲۱) مول (۲۲) ذریعہ پیدائش کو (۲۳) تلاش کر





انجیر یہ کوئی ایسے دواں ان کی تشریح ہو جانی یہ سوال دیگر جواب دیا تو کچھ اچھا نہیں  
 کیا ہوا۔ سندر سوامی جی ہی کہتے ہیں کہ اوپر کے کچھ بیان دیوگیہ کے سنتوں میں الفاظ حیت  
 سکے بعد قدرت جو اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ آپ ان غلطوں کی بلا ضرورت تشریح  
 دے۔ سوامی جی نے الفاظ قدرت سے اس لئے سخت الفاظ سے یہاں جو برہم  
 اعلیٰ پر کرتی کو نہ۔ کا مطلب لینا ٹھیک ہوگا ارجی ہاں۔ سنی دھینگا  
 دن فانی پر کرتی پتین۔ روپ غلط کی بلا ضرورت یہاں پر تشریح کرنی تھی۔ ورنہ کر دی  
 اور اگر برہم سے علیحدہ جڑا ہے جو ہر داں میں بیان ہوگا۔ اپنی حضرت اشوک توتب موجب  
 ہے کیونکہ پر کرتی میں ایکشن دے۔ تو گھر کی مینتی سمجھ رہی ہے کہ جو داں میں آیا اونٹنی سیوٹی  
 سے جڑا ہے اپنی اوپر قدرت نہ قدرت سے، وقت آ رہا ہے جیوں کو جو جی یا جی بڑا  
 نہیں مانتے۔ اور وہ دیوانت کا جو۔ آپ جو برہم اور پر کرتی ان تینوں کے مجموعہ کا  
 نہ پر کرتی کے غلطی کا تو قدرت کوئی دیکھ کر ان حوالہ بھی موجود ہے یا کسی  
 پر کرتی کے آپ غلطی کرتے ہیں سوامی جی۔ جو برہم صاحب جی تب ہم کرینگے کہ گرو  
 کی تشریح یہ غلطی، رستہ سو روپ۔ اس کے کی خاطر وہ آپ کی ہی من مانی بات  
 غلطی توتب تیا وجود ہوگا پر کرتی کو پریش خانت ہے۔ آگے ان تینوں سنتوں  
 و ہا مانگی دینی اور مل چھہ۔ ہی تھیاں قدرت ہے۔

وہیجہ اس طرح بات بنا دینے سے ہر بھی تپا نہیں چوٹے کا سدھ  
 جی نے پر کرتی غلطی کے ساتھ جو لفظ نہیں بلکہ تپا اور رستہ سو روپ الفاظ  
 بکارت ہاں یہ ہے کہ پر کرتی کو آپ اور سوامی جی تپا نہیں (ذی روح) مانا گیا ہے۔  
 اگر اسے ذی روح مان لیں تو یہ ہر جہ سے علیحدہ بذات خود کوئی وجود نہ رہاگی اور  
 ہر جہ سے غیر ذی روح یعنی جڑا نہ ہوں تو یہ تپا نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ خواہش کیونکر کر سکتی ہے  
 کیونکہ غیر اسکے پیدائش خلقت غیر ممکن ہے جیسا کہ اوپر دواں میں ذکر آیا ہے چنانچہ معترض  
 کہتا ہے کہ چونکہ پر کرتی کو سوامی جی ذی روح تو مانتے نہیں اور نہ مان سکتے ہیں اور غلط ذی روح  
 (یعنی جڑ) وجود میں خواہش ہو نہیں سکتی اس لئے سوامی جی کا اس منتہر کے لفظ سخت اچھی ہے۔

(۲۲) اسے پیار سے لڑیکہ ۱۳۳۱ یہ ۱۳۴۲ مسیح ۱۵۵۹ء خلوقات (۱۵۵۹ء)

نہوں نے بعد بدیش وادیوں میں تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
کی تہذیب وادیوں میں تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے

تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے  
تہذیب کی پیشانی جب فنا ہوئی تہذیب سے سب پیدا ہوئی ہیں (۱) مایہا فسوس ہے



اور چند الفاظ آتے وہاں انکی تشریح موحیاتی یہ سوال دینے جواب دیکر تو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر کے لکے جہانہ و گیب کے منہ و ان میں الفاظ حیت اور امید موجود نہیں ہیں (اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ آپ ان غفلتوں کی بلا طرہ و رت تشریح کر رہے ہیں) صرف لفظ ست سے اسلئے ست لفظ سے یہاں جو برہم پر کرنی مینوں کے مجموعہ کا مطلب لینا ٹھیک ہوگا (جی ہاں)۔ اسی دہنگا دھنگی کیلئے تو آپ نے ان الفاظ کی بلا طرہ و رت یہاں پر تشریح کرنی تھی کہ فری فری جی ہم بھی یہ ان سے کہ ضرور کچھ دال میں کانہ ہوگا۔ اپنی حضرت بشیک تو نب موجب بار لوگ ہونے بھی یوں وہ یہ تو گھر کی مینی سمجھ ہی ہے کہ جوداں میں آیا اور مینی مینی تشریح کر کے ٹھیک کر لیا اور کسکرت سے، وقت یہ بھیوں کو جو جا پا مٹی پڑا دیا ہم لو پچھتے ہیں کہ لفظ ست سے جو آپ جو برہم پر کر کرنی ان مینوں کے مجموعہ کا مراد سے لیتے ہیں تو اسکے لئے آپ کے پاس کوئی دیکھ کا پران۔ جو یہ بھی موجود ہے یا کسی اور پشند و خجہ ہی کا پران ہو تو بھی نہیں کہ سب قدر سنی ہو جاوے۔ لیکن کیا بلا کسی شاعر پران کے آپکی اس جرات کو دوسرے تو کہ خود یہ صاحبان بھی نسیم کر نیلے کہ ہرگز نہیں شاید سوامی دبانہ کی عزت میں بڑے نہنگ دینے کی خاطر وہ آپکی ہی من مانی بات کو قبول کر نیلے لئے تیار موحیاتی تو بات دوسری ہے) یہ آگے ان مینوں منتروں کا لفظی ترجمہ مع عبارت پندرت صاحب کا درج کیا جاتا ہے۔

सदेव सोम्येदमग्र आसिदेकमेवाद्वितीयम् । तद्वैक  
आहु रसदेवेदमग्र आसिदेकमेवाद्वितीयम् । तस्मा-  
दसतः सदजायत ॥ का० ६।२।९॥

सर्त एव सोम्य इदम् अग्रे आसित एकम् एवं अद्वितीयम्  
तत् ह एकः अहः असित एवं इदम् अग्रे आसित एकम् एवं अद्विती-  
यम् । तस्मात् सर्त सदजायत ॥

(۱) اسے بارے (۲) یہ (خالقیت) (۳) آگے (۴) است (۵) ہی (۶) حق  
(۷) (جو کہ) ایک (یعنی اکیلا) (۸) اور تیسرے یعنی دو نہیں بلکہ ایک یعنی





یہی تین کا نمونہ ہو کر ادویتیہ یعنی وحدۃ لاشہ ایک بنا رہتا ہے۔ منتر میں لفظ **अद्वितीय** ادویتیہ آیا تو اوپر لفظی ترتیب کا نمبر ۱۹۱ ملا نظر ہو جسکے معنی ایسے صاف ہیں کہ نہ سنسکرت چوڑ بند ہی نہیں نہیں بلکہ رد و اور فارسی جانتے و انتہا بند بھی ہوگی ماری زبان اردو ہے سمجھ سکتے ہیں جو فہم کے معنی ۱۰۱۔ ۲ سب لوگ جانتے ہیں۔ **अद्वितीय** کے معنی ہوئے دو کو اصطلاحاً اور سنسکرت قاعدہ کے مطابق ہی کی علامت شروع میں **अद्व** لگانے سے ہوتی ہے پس یہ ہو گیا ادویتیہ **अद्वितीय** اور اسکے معنی ہوئے کہ دونوں بلکہ ایک کو چنانچہ اس لفظ سے صحت چھاندو گیا اویشد صاف صاف نظر ہر کر رہے ہیں کہ شریعت پر نامادو نہیں ہیں بلکہ ایک کیلئے وحدہ لاشہ ایک ہے۔ پس جب پندت تلسی۔ صاحب نے دیکھا کہ اس میں متہ میں یہ لفظ **अद्व** اور **अद्व** دونوں بلکہ ایک کو اکٹھا ہوئے تو درجہ پانچویں نہ دیکھ کر یہ ہی مناسب سمجھا کہ اس ادویتیہ کے اندر دونوں کچھروں اور ایک وخت کو اس طرح داخل کر دیوں کہ چونکہ یہ ایک سنسکرت والی ادویتیہ لفظ سے برہم کے معنی تو ایوے ہی گاس سے نکلتی کوئی کر گیا ہی نہیں اور برہم کا ایک نام اصطلاحوں کے لحاظ سے، چنانچہ ہی ہے پس کوئی ادویتیہ لفظ کا مترادف متحد مذہب سے نہ روکے گا اور یہ اپنے بائیں ہاتھ کا ہی ٹھیل ہے کہ سچا اندر کی بھی چوڑی تشہیح گھر کہ یہ عرض کر سکیں کہ جو برہم اور پر کرتی ان میںوں کے مجموعہ کا نام سچا اندر ہے جو کہ ادویتیہ ہے۔ واہ اشاہاش سوچو ہو ٹوایسی ہو۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ تب تک کسی وید منتر یا دیگر منتر یا بوں میں پندت تلسی۔ صاحب یہ نہ دیکھا دیوں کہ لفظ **अद्व** سے مراد وہی ہے کہ یہ ہے اشیاء سے ہیں تب تک کیونکر ان کی بات کو تسلیم کیا جاوے۔

ماطر میں اب ذرا اس مسئلہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سچا اندر ہے جو پندت شیو سنسکرت کا وہ پیر تھ صاحب کی کتاب چھاندو گیا ص ۱۰۰ مرقم پر دست ہے۔ وہ جو پندت  
 ۱۔ اے سو مہا لڑکے۔ ۲۔ پندت تلسی۔ صاحب ایک ہی ادویتیہ لاشہ ایک ہے۔  
 ۳۔ پندت تلسی۔ صاحب اس بارہ میں کوئی کہتے ہیں کہ ان کے ایک ہی ادویتیہ است











منکلیب (عالم مجسم ارادہ) گیا کہ میں سب طرح کی طاقتوں والوں میں جس جگہ پر  
 عظمت کو پیدا کروں، ایسا سلکاب (ارادہ کر کے) اس کے پاس سے اس کی پیدائش کی جڑیں  
 تھیں جو (جہاد و جدل و اسے) ابرہم سے گئیں وہیں منکلیب کا یہ منہ سب اطاعت کی  
 طاقتوں والوں میں جس جگہ کو پیدا کروں، اس سلکاب کر کے اس کے پاس سے اس کی پیدائش  
 کی اس وجہ سے جس کسی مقام یا وقت میں یہ پانی (مذہب) ثابت کر دے  
 سے پریشان یا پسینہ والا ہو جائے وہ اس کے پاس سے ہی پانی پیدا ہوتی ہے۔  
 ناظرین! آپ دیکھیں فلاسفی کو بیرونی و درونیوں کے موقوف تسلیم  
 کر رہے ہوں۔ دریافت کریں کہ اگر وہ اس تربیب کو جو خود ادھیں کے ایک  
 ریپریزنٹایو Representative کا ہے، غلط سمجھتے ہیں تو اپنا صحیح نظام  
 کریں جس سے انکا اصول دربارہ مادہ اور روح کی فدا نہ کی ثابت ہو سکے (لیکن ہر  
 حالت میں الفاظ سے باہر نہ جائیں) اور گرجیں مانتے ہیں کہ کیا اب میں یہ کہنے کی اجازت  
 دے سکتی ہے کہ سوامی دیانند مہاراج کے بڑے بچے پیل صاحبان بھی ان کی باب میں ہاں  
 ملانے سے مجبور انکاری میں (حالانکہ خاص اسی غرض سے وہ خطوط کی جیسی ضخیم کتاب  
 شائع کی گئی ہے)۔ پس اب متعصب مہمان آریہ سماج کو بھی اس گمراہی کے بہاری خندق  
 سے باہر نکل آنا چاہیے۔

شریمان پنڈت تلپی رام جی مہاراج! آپ تو سناتے ہیں کہ جو الپریشا صاحب کو ڈانٹ  
 بنلا کر یہ ظاہر کر رہے تھے کہ انہوں نے ان منتروں کے معنی مطلب سمجھنے میں  
 غلطی کی جو گراچے آریہ دوست پنڈت شیونکر کاویہ تیرتھ مہاراج۔ منسرخیا ندوکیہ  
 اونیشد نے تو سناتے ہیں اور ویدانتیوں اسٹنکر فلاسفی والوں کی تائید  
 کرتے ہوئے اس کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ اور جن منتروں سے  
 آپ گردچیل صاحبان لکھ کر ارادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنا چاہتے ہیں ان  
 سے ہم دوست کامرہ صاف الفاظ میں ظاہر ہو رہا ہے جو کہ آریہ سماج  
 کی تعلیم کے سخت خلاف ہے۔

# نمبر ۱۳

نمبر ۱۳ کے نام میں جو سنتہ **प्रजमेव** معاً یعنی کیا گیا اسکے متعلق اعتراض کا  
 ایک یہ تھا جواب آپ نے نہایت تفسیری صاحب یوں دیتے ہیں "اس مستوی کوئی ایکشن  
 (دیکھا یا خواہش کرنا) کے متعلق والا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ اگر کوئی ہی نہ یہاں بیت لفظ نہ  
 برکری کی نہ یہ تو بہت کیا ہو اور بیت میں ایکشن (خواہش) کا ہر کریمو لا کوئی لفظ نہ ہو نہ ہی  
 جواب ہو۔ یا سند لکھ کر معنی یہ کہ واسطہ ہمارے بیت میں یہ **इक्षते नो शास्त्रम्**  
 (یہ غمازیک ایسی ویدانت کا سوتر ہے۔ سکی تفسیر کے درج کیا گیا) پس یہاں ایکشت  
 (خواہش کرنا) کے فعل کا استعواں ہی نہیں ہوا تو سنت (بیتی) لفظ سے پر کرنی کا مطلب  
 لینے میں کوئی روش اندامی یا بیرونی نہیں ہو سکتی ہاں جہاں **इक्षते** ایکشت فعل یعنی  
 دیکھنا یا ہونا ہاں سب عندت پر کرتی ہے ہی مطلب سوئی جی لینے تو آپ کا کہنا ٹھیک  
 ہو سکتا تھا۔

ناظرین! سنت مول برہما و سانس کے اعتراض کو جب ہم نے اپنے الفاظ میں  
 اس نمبر ۱۳ کے نام میں کہہ دیا ہے پھر دوبارہ جو رد لفظ کیے اور تب آپ کو معلوم  
 ہو جاوے گا کہ سوس کا استفادہ جواب میں صحیح ہے۔

پھر پوچھتے ہیں کہ اگر میں سنت میں عظیم بینت جو وہ نہیں ہے تو اس سے کیا یہ غلطی نکل  
 سکتا ہے کہ یہ ہر وہیہ اویشد کے متعلق ایک صاحب میں یہ لفظ وجود ہونے پر یا تمام جہان پر  
 میں ہی موجود رہتے ہر جو ۵ دنوں سند و پسندوں میں سے کسی میں بھی اس لفظ کے  
 آنے پر نہیں نہیں مدیا یا نہ ہو بدوں۔ دیگر نام سنہ کہتے ہوں ہیں سے بھی کہیں نہ کہیں  
 ان الفاظ کے ساتھ ہوئے پر کہ۔

**तदेक्षत महस्यां प्रजमेव**

اس خواہش کی کہ ایک ہی بہت ہو جاؤں۔ "پندت" ہی ہم صاحب یا سونی زبانند  
 سر سوئی جہاں ان سے انکار ہی ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں اور جب کہ ایسے صاف



تو پر اوپر کے چھاند و گہ پر پاشک ۲ گنڈ ۲ منتر - ۱ - ۲۳ میں بیان ہو گیا ہے کہ اس  
 خلقت سے پہلے صرف ست ہی تھی و پھر وہ ایک وحدہ لا شے ایک *एक अद्वितीय*  
 تھا اور یہ بھی آپکا ہو کہ اسے خواہش کی جو کہ ذی روح تابی کا مرتبہ تو چھوٹا  
 پر کرتی بوجہ غیہ ذی روح ہونیکے کیونکر خواہش کر سکتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ ست سے  
 پر کرتی نہیں دی جا سکتی بلکہ پر برتر پیشو کو ہی ست کہا گیا ہے تو اب یہ ساری بات تو  
 صرف اس موقع اچھا ند و گہ پر پاشک ۲ گنڈ ۲ ایکٹ مخصوص تھی اور سکا اثر اس منتر پر  
 نہیں ہو چکا جسکو سوامی جی نے خیم ند و گہ پر پاشک ۲ گنڈ ۲ ستیا یوگ پر کاش میں نقل  
 کیا ہے کہ تا تک قابل وقعت ست اس بات کو ہر ایک انسان جسکے دماغ میں کچھ سوچنے کی  
 طاقت پر مشیور نے دی ہے سمجھ سکتا ہے۔ خاص کر یہ اپنے ان ناظرین کو جس جانب توجہ  
 کرتے ہیں جنہوں نے سکولوں میں علم و قلبیس کو کچھ تھوڑا بہت بھی حاصل کیا ہے۔

ہم اوقیدس میں بھی یہی دیکھتے ہیں کہ شروع میں جو تعریفیں *Definitions*  
*परिभाषाये* قرار دی جاتی ہیں وہ آخر تک کام دیتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جو

دعویٰ ایک مرتبہ ثابت ہو جاتا ہے اسے رد کر کے کسی کو خواب میں جی خیال نہیں ہو کرتا  
 انتہائی نہیں بلکہ اوقیدس کو ختم کر لینے پر اسے دعویٰ اور نتیجے تمام علم الجبر اور مشورین وغیرہ  
 غرضکہ سیتھیکس *Mathematicos* کے ہر ایک نتائج میں بدام و کاست مانا  
 جاتا ہے۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ سی سائنس یا دیگر علم والے بھی اوقیدس کے اثر

سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ایک ادنیٰ سی ادنیٰ بات ہی کہ نقطہ *Point*

اور خط کی تعریف سے جی اختلاف نہیں کر سکتے، مبدطن اگر ویدانت ایک علم ہے (اور  
 دراصل وہ ایک مکمل علم ہے جسکی فضیلت میں یورپ کے عالم فاضل صاحبان تعریفوں کے پابند  
 رہے ہیں) اور اسکے اندر ریاض جی کے شاریرک سوتروں کے علاوہ دس اوپنشدیں  
 بھی شامل ہیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں جو ڈھائی تین (تھری تین) جن اشیا کی مقرر ہو  
 جاویں ان کا اثر اسی اوپنشد کے دوسرے موقع پر یا دیگر اوپنشد و پیرنہ پڑے۔  
 بلکہ ایسا ماننے والوں اور اس بات کا پرچار کرنے والوں کو ہم ملنیک کافی دھوپا ست





اور زبانوں میں کہی گئی ہوں اس سوال کو نظر انداز کر کے ہم اگر انگلیں کہوں کر دیکھیں تو جہاں زبان عربی اور فارسی میں یہ علم ایک واحد خدا پاک پروردگار وحدہ لا شریک کی قیامت سے اسکے خاکسار بندوں کو شادی راحت و تسلی بخش سبق دے رہا ہے وہاں یونان سے اور ایٹلی کی پرانی سے پرانی کتابوں کو بھی زینت بخش رہا ہے۔

جہاں آریہ سماج سنسکرت علم و اسکے چرات سے چرائے و خیروں و دینیوں کو تاریک تہ خانوں کے اندر کمال کر و زردی میں لٹائے کا فخر حاصل کر چکی کوشش کرنا چاہتا ہے وہاں ہم نہایت افسوس اور پشیمانی سے کہنا چاہتا ہے کہ وہ اپنے تعصب کے باعث تمام سنسکرت پیر پھر *sterature* (علم ادب) کے جو سر۔ انسانی زندگی کے اصلی منزلت راہ راست پر پوچھنے کی اصلی ذریعہ وراثتی (نسبی) کی لاشافی علاج ان ادیشدوں کی غلط تاویلین کر کے ان کا ستیا نانش کرنا چاہتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

اے آریہ سماج کے ممبران! آپ سنسکرت نہیں جانتے ورنہ اس بات کو محسوس کر کے (کہ آپ کے چندہ وغیرہ یا خبر داری اخبار و کتابوں وغیرہ پر جن سنسکرت وال اصحاب کا کام حل رہا ہے وہ اپنا گہر بھرنے کے لئے یا شاید سوامی دیانند کے لحاظ و رعب وغیرہ سے متاثر ہو کر) ادیشدوں کی سچی تعلیم کے خلاف کدھر زر زر لگ رہے ہیں آپ کو ویسا ہی سخت افسوس ہوتا جیسا کہ ہم کو ہو رہا ہے۔ پھر دوبارہ ہم آگے خبردار کرتے ہیں اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ مت سمجھئے کہ اوپر کی بات ایک جھجھکیا دنی انسان آپسے کہہ رہا ہے جس کے طرف سے آپ کا دل یوں ہی سخت متنفر ہو گیا ہے نہیں بلکہ آپ نفس مصنوعیہ خیال رکھیں۔ آپ اپنے پراچین شیوں کی بزرگی اور فضیلت کا خیال کریں۔ چھاندو گہیہ ادیشد کے معنف کا درجہ شاید آپ کی نظروں میں سوامی دیانند سرسوتی مہاراج سے کم نہوگا اور شاید آپ اس بات کو پسند نہ کریں کہ آپ کے قدیم بزرگوں نہیں نہیں بلکہ رشی اور مہرشیوں کے اوپر یہ الزام لگایا جاوے کہ وہ خود اپنے تئیں براستاد اور

اپنے مقرر کردہ ذہنی نشیون *Definition* (تعریفوں) پر خود قیام نہیں رہا کرتے بلکہ، کھلونوں کی بازیگاہوں کے مانند بکتے پھرتے ہیں آپس میں نہایت ہی انکساری کے ساتھ پہل کرتے ہیں کہ پندرہ تالیسی (معاہدہ) کے لگائے ہوئے ایسے الزاموں کو آپ ایسے جلدی رو کر دیوین کہ کہیں سکی نہ ہو۔ جبکہ متفق سنسکرت وال انگریز صاحبان کو نہ لگنے پانے ورنہ غدیہ فلاغہ (غیر مندرجہ) جو کسی کوئی دوسرے جہانی ایک دوسرے قسم کی مٹی بنا کر دیوینے کے مرتب جہاں اہل یورپ میں رہا نہ دیکھا نام بنی ہوئے بزرگوں اور پیشواؤں پر کانٹا لگانے والے بھی جاننے لگے گا وہاں میں نہایت ہی نفوس اور رنج ہے کہ وہ یورپ کے عالمان اور مشدروں کو ہی کھینچے دیوں گے یہی مانند کاشنکاروں کے انت سٹ گیت نہ ہی تو اور ڈاکٹری اور شہوت کو بنو وغیرہ کی بنی ہوئی گھنٹوں کا مجموعہ نہ سمجھنے لگیں جن میں پاکلوں کی کہو اس کے مانند بائیں جھری جھری ہوں ورنہ تو ہر ایک شیا کی باقاعدہ تعریفیں مقرر ہوں اور نہ ہی ان کے کسی بات کی غماز ہو۔

**جہانگیر بن باب** ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ پندرہ تالیسی (معاہدہ) کی یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ چاند و گیہ پر پانچک (کھنڈ) والے مندرجہ چاند و گیہ ۱-۲-۳-۴ کا اثر نہیں پہنچتا یعنی یہ کہ لفظ ست (ستھی) سے اگر یہ آخر ذکر میں تو برہم کا ہی مطلب لکھا اول ذکر میں یہ ہی لفظ کا سے برہم کے پر کرتی (امادہ) ظاہر کرنے لگ جاتا ہو۔

واضح ہو کہ اس آٹھویں کھنڈ میں بدسات مندرجہ ہیں جن میں سے اول چارم اور ششم میں یہ لفظ ست آیا ہوا ہے اور آخری یعنی ساتویں مندرجہ میں لفظ ستیہ آیا ہے اور اس کھنڈ کا چوتھا مندرجہ وہ ہے جسے سوئی جی نے اپنی ستیا رتھ پرکاش میں نقل کر کے لفظ ست (ستھی) سے پر کرتی لیا ہے۔ چونکہ ہم اس چوتھے مندرجہ کا مرتبہ درج کر چکے ہیں (جس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ لفظ ست برہم کا ہی مطلب دیا جاسکتا ہے) پس اب بقیہ مندرجوں کے ارتھ یہاں پر درج کرتے ہیں۔

پندرہ مندرجہ ہے۔

उद्वातको दारुणिः श्वेत केतुं पुत्रमुवाच स्वप्नान्तं मे सो-





ब्रह्मानन्देन सह सम्पन्नो भवति । यद्वा सुषुप्त्यवस्था-  
-ध्यायां सता सदूपेणा विद्यमानेन स्वात्मना सह सम्पन्नो  
भवति ।

اسکا تجربہ خود اپنی ہیئت صافیت کا جس صفہ کے سطرہم اپریلوں درج ہے۔  
"تب پرش برہما ندر کر ساتھ بجاتا ہے۔ فوہ تب پرش نی اگلت بجاتا ہے۔"  
اگے پھر چوں فرماتے ہیں۔ "اور وقت میں پرش پورہ برہم کے ساتھ یا پرش  
کے ساتھ یا اپنے ساتھ مل جاتا ہے۔"

اب ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ لفظ سست اتنی استوار منتقیریں کا وہ یہ تیر تیر تھا  
نے بھی برہم کا بنی طالب یہ پیرا ہے۔  
آگے چھوٹا نکتہ یہ ہے۔

तस्य का मूर्त्तः स्यादः स्यात् शब्देन तेजो  
मूलमन्विच्छ तेजसा होमः । शब्देन सन्मूलाः सोम्येमाः  
सर्वाः प्रजाः सदायतनाः सतः प्रतिष्ठाः यथा ह सन्मूलो-  
-म्येमास्तिस्रो देवताः पुरुषं प्राप्य त्रिरत्रिबुदेकैका भवति  
तदुक्तं पुरस्तादेव भवत्यस्य होमः । पुरुषस्य प्रपतो वाङ् म-  
नसि संपद्यते । मनः प्राणो । प्राणस्तेजसि । तेजः परस्यां दे-  
-वतायाम् । स य एवेतारिमा ॥ ६ ॥

पर० - तस्य की मूर्त्त स्यात् अन्यत्र शब्दः अदिः होम्य  
शब्देन तेजः मूलम् अन्विच्छ तेजसा होमः शब्देन सर्वा  
मूलम् अन्विच्छ । सर्वा मूलाः सोम्य इमाः सर्वाः प्रजाः सतः  
- प्रतनाः सतः प्रतिष्ठाः यथा ह सन्मूलो सोम्य इमाः तिस्रः देवताः पुरुष  
प्राप्य त्रिरत्र त्रिरत्र एकैका भवति तत्र उक्तं पुरस्तादेव  
भवति अस्मि होम्य पुरुषस्य प्रपतो वाङ् मनसि संपद्यते  
मनः प्राणो । प्राणः तेजसि तेजः परस्यां देवतायाम् । स य एवे-  
तारिमा ॥



ارتقہ - (۱) پانی کے (۲) سوا (۳) اسکا (۴) اور (۵) کولسا (۶) مول (۷) علت (۸) سب (۹) کے  
 اے پیارے لڑکے (۱۰) پانی (۱۱) محلول کے ذریعہ سے (۱۲) نتیجہ (۱۳) آگ یا حرارت (۱۴) علت کو  
 (۱۵) تلاش کر (۱۶) اے پیارے لڑکے (۱۷) آگ (۱۸) محلول کے ذریعہ سے (۱۹) ست  
 (۲۰) نتیجہ (۲۱) علت کو (۲۲) تلاش کر (۲۳) اے پیارے لڑکے (۲۴) ست (۲۵) علت والی  
 (۲۶) یہ (۲۷) سب (۲۸) مخلوقات ہیں (۲۹) ست (۳۰) کے سہارہ (۳۱) نتیجہ (۳۲)  
 ان کا ذریعہ پرورش بھی سرت ہی ہے (۳۳) ست (۳۴) کے ساتھ قیام والی ہیں (۳۵)  
 نتا جوئے پر بھی اسی ست میں پس چلی جاتی ہیں (۳۶) ست (۳۷) جس سے پر (۳۸)  
 اے پیارے لڑکے (۳۹) یہ (۴۰) نیوٹن (۴۱) دیوتا (۴۲) پرورش کو (۴۳) حاصل  
 کر کے (۴۴) ہر ایک (۴۵) - (۴۶) تین تین والی (۴۷) ہو جاتی ہیں (۴۸) یہ بات (۴۹)  
 (۵۰) پہلے ہی (۵۱) - (۵۲) کہہ دی گئی ہوئی ہے (۵۳) اے پیارے لڑکے (۵۴) - (۵۵)  
 مرنے والی پرورش کی (۵۶) بانی (گویائی) (۵۷) دل میں (۵۸) داخل ہو جاتی ہے (۵۹)  
 (۶۰) دل پر ان (۶۱) میں (۶۲) - (۶۳) سانس نتیجہ آگ میں (۶۴) آگ (۶۵)  
 اپنے سے لگے (۶۶) دیوتا میں داخل ہو جاتی ہے - (۶۷) - (۶۸) یہ (۶۹) ہے جو کہ (۷۰)  
 انما یعنی نہایت درجہ لطیف ہے -

ماظہرین! آئیے اس متن میں دیکھ لیا کہ ست زہتی ہی تمام مخلوقات کی پیدائش  
 پرورش اور فنا والی بیان کی گئی ہے اب یہ فیصلہ تم آپ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ سب کچھ  
 آپ ست سے پر کرتی کا مطلب حاصل کر لیوں خواہ پر برہم پریشور کا جبکہ اس کھنڈ  
 کے اول منتہی لفظ ست سے برہم مانا جا چکا ہے تو پھر نیڈت کا وہ تیرتھ صاحب  
 کا اس ۷ ویں منتہی میں اس لفظ سے پر کرتی ظاہر کرنا سوائے تعجب کے دیکھا ہو سکتا ہے  
 محقق اور محقق پسند صاحبان کو اس منتہی کے آخری حصہ پر غور کرنا چاہئے جو سوال  
 زیر بحث کو اور بھی صاف کر دیتا ہے کہ جس سے جو پیدا ہوئے تھے وہ انہیں میں واپس  
 چلے جاتے ہیں چنانچہ الفاظ ۵۹ سے ۶۲ تک میں بتلادیا گیا کہ سب کائناتوں کا کائن  
 (علتوں کا علت) وہ ہے جو نہایت درجہ لطیف ہے یعنی برہم پرمانا -

ناظرین! الف ظنہ ۶۰ توہ سے پنڈت کاویہ تہہ صاحب نے بھی پریشوری کا مظلہ  
لیا ہے۔

## نمبر ۱۵

بہنو! پریندت ہواں پرشاد صاحب کی تحریر میں ویدانت شاستر کا ایک سوتر  
इष्टो नो शास्त्रम् (دیکھو نمبر ۳۸ کا ۵) اسکا جو مطلب پنڈت  
نہیں سمجھ سکتے ہیں وہ نقل کا جانا ہے۔

इष्टो: (دیکھو) ویدوں یا پندتوں میں کتنا خالق کے متعلق بیانات  
میں کتنے ہیں، لیکن اصل کے لئے اس سے اس سے پر کرتی جانت کرنا خالق بنید  
प्रशस्त्रम् (دیکھو) پر کرتی ہی کو بیانت (مناظرت) کا کاران (کنت) ہونی چاہیے تو  
شبدرمان (یعنی پریندت) سے ان کے خلاف ہے۔

اس ویدانت سے سوتر سے ہی پنڈت تاسی صاحب نے اپنے خیال میں پر کرتی کو ثابت  
ہی دیا، اگرچہ اس سوتر سے بھی سوانی شکر چاریہ ہمارے نے اپنی تفسیر میں کچھ اور بات  
الی ہے لیکن وہ دیگر غلطیوں میں ابھاشیدہ کاران کے کچھ ویدی کال بڑے اس شکل یہ ان  
پڑی ہے اس بات کا حقیقہ ایک حیدر کیس ہو کہ کو اسناد صحیح اور شاریرک سوتر  
ویدانت کے اصل ویدانت ہی کی منشا کے متعلق ہے۔ اور اگر سوتر کے الفاظ سے سنی  
شکائت کی جوت کر کے تو جڑ سے ثابت ہے کہ سوتروں کو معنی اصلی الفاظ سے جو کچھ  
میں کہہ چکے ہیں مطلب ہی ہیں، دکر سکتے ہمارے حقیقت میں پرے تھے کہ پر ہم پریشوری  
وہ نہ ہاں تہہ بایں ہری اس مسئلہ کو رفع کر دیا جس سے پورا یقین ہوتا ہے کہ جو لوگ اس  
سے تہہ کرنا (یعنی تصور کر کے کہ ہم یوگیا ہمیشہ سے موجود ہیں اور خدا بھی ہمیشہ سے  
ہے) میں پیدا نہیں کیا چاہیے وہ ہم سے صرف اس قدر فضیلت رکھتا ہے کہ وہ بڑا  
بہانی (مذہبوں کے سامنے ہیں) ترک کر دیتے ہیں اور پتے دل سے اس خالق مطلق کی  
زندگی میں تسلیم ختم کر دیتے ہیں ان کی ساری مشکلاتیں رفع ہو جاتی ہیں۔



یہی ناظرین کہاں تو ہم اس فکر میں حیران تھے کہ سوتروں کے نفطی معنی بلا مدد کسی تفسیر کے  
 ہو نہیں سکتے اور ویدانت پر جو سب سے زیادہ مشہور و معروف و محترم تفسیر سوامی شکاراچاریہ  
 کی ہے اسے آریہ صاحبان منظور نہیں کریں گے پس اس سوتر کو اس سنان سے لے کر یہ کہہ ہیں اس  
 خالق مطلق وحدہ لا شریک نے الہام دیا کہ منت گھبراؤ آریہ پندرتوں سے بنی جنگ  
 چھڑ رہی ہے، چنانچہ ناظرین! آپ ان خدمت میں اس سوتر کا وہ مطلب دیں میں میں  
 کیا جاتا ہے جو کہ یہ سماج کے مشہور و معروف اور بڑے معزز پنڈت آریہ صاحب  
 پروفیسر سنسکرت فلسفہ ویدانتیگلوپیدیک کالج لاہور نے اپنی تصنیف کردہ ویدانت  
 پر یہ بھاشہ میں درج فرمایا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۱)۔

इक्षतेर्नाशादम् ॥ शा० प्र० १ पा० १ सू० ५ ॥  
 पद० - इक्षते । न । प्रशादम् ॥

انتھ۔ برہم میں اچھا خواہش پائی جانے سے یہ بات شبہ پیرہان (ویدوں و پندروں  
 وغیرہ کے حوالہ جات) سے خلاف نہیں کہ برہم خلقت کا کارن اعلیٰ ہوتا ہے۔  
 ناظرین! اب آپ اس معنی کو پندت تلسی رام صاحب کے ترجمہ سے مقابلہ کریں اور  
 جو اختلاف معلوم ہوا اسے بارہ میں ان دونوں آریہ سماج کے بڑے معزز رکھنے والوں  
 سے ہی فیصلہ کر لیں۔

جہاں پنڈت تلسی رام صاحب نے اس سوتر کے ترجمہ میں دوم ترجمہ لفظ پر کرتی درج  
 کیا ہے وہاں پنڈت آریہ صاحب دوم ترجمہ لفظ برہم پندت پر فرماتے ہیں اور برہم میں  
 خواہش مانتے ہوئے اسے ہی خلقت کا کارن اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی میں پس اب  
 پنڈت تلسی رام صاحب کے سوال یہ ہے کہ ہم آپ کی بات کو ٹھیک مانیں یا آپ کے دوست  
 صاحب کی اب تو ساری باتیں کھل گئی۔

اجی پنڈت تلسی رام جی جہاں جی! بچا رہے سناتی پنڈت کو کہا ویدانت بتلا رہی  
 ہیں۔ اول اپنے گھر میں نیت نیچے چاہے شریکان آریہ تلسی صاحب کے بقول قرآن نامہ  
 نیچے کہ ویدانت آریہ بھاشہ صفحہ ۱۷۱ کی سطر ۱۷۱ میں منسوخ کی جاتی ہے کیونکہ وہ

کے کمپوزیٹوں کی غلطی سے چھپ گیا تو یہ کہ ہم ہندی بھاشا نہیں جانتے تھے پس غلطی رہی  
 اچھا گاہ گزرتی راستہ گھول گئے ہیں، یا آپ ہی پنڈت جواہر لال پرشاد صاحب سناتی اور ابادی  
 نصف تھ گیا سکر کے نام ایک ہسٹری سندھ خط ارسال کر دیئے جس میں تحریر فرماتے کہ  
 دھجاسکر پرکاش معنوم ۲۹ سطر ۱۰۰۰ پر جو ہم نے چھپا ہے سو ترکار تھ لکھا تھا اسے ہم  
 اب و پس دیتے ہیں کیونکہ اب آریوں کا ویدانت بھاشیہ آریہ مان کے ویدانت آپا ریہ  
 شریکان آریہ جی سے شائع کر دیا ہے جس میں اس سو ترکا وہ ہی ارتھ مانا گیا ہے جو آپ  
 کرتے ہیں پس ہم جو کس کتاب کو گرمن اور استیہ کو تیاگ کر نیکے لئے ہے وقت کم ہاڑ ہے  
 ہمیشہ سندھ با کرتے ہیں چنانچہ نیک بیتی اور صدق دلی سے ہم اپنی بھول کو منظور کئے  
 دیتے ہیں۔

اسے پنڈت ملنی امرتی مہاراج۔ ہم آریہ قح کہتے ہیں کہ اگر آپ اپنی صرف  
 ایک اس بھول کو بھی (جسے بھول ثابت ہو جائے) میں تو اب کلام نہیں رہ گیا، صاف الفاظ  
 میں تسلیم کر لیں تین جگہ کہ ایک اس وقت جو عزت و پوزیشن ملک میں حاصل ہو  
 اس سے بہرہ مند ہاڑہ جاہلی واقعہ سچائی ایک ایسی شے ہے کہ ہوسر ایک امتحان میں لکھا  
 کونشیلٹ دینے کیلئے تیار رہتی ہے بشہ طیکہ اسپاٹسان پابند رہے ہمنے جو مناسب  
 سمجھا عرض کر دیا آگے آپ کی مرضی۔

ناظرین! آپ بھی منتظر رہئے گا کہ آریہ سماج کے ان دونوں معزز پنڈتوں کی  
 اس سو تر پر خبر کہ رہا ہے باہر جگ ہو کر کیا نتیجہ عوام پر ظاہر کرتا ہے سنا تو جاتا ہے  
 کہ آریہ سماج ایک جلتی جاگتی سوسائٹی ہے۔ اگر یہ بات غلط نہیں ہے تو ہمیں ضرورتاً  
 کہنا چاہئے کہ پنڈتوں کے جبر و سہ آریہ صاحبان کاشی انڈس کے مہا مہو  
 یاد ہیار رہنا ہر اعلیٰ درجہ کا علمی خطاب والوں کی بھی پروا نہیں کیا کرتے وہ  
 خود آپس میں ایسے زبردست اختلاف رکھ رہے گزرتے رہیں گے۔ اور اگر سہواً کوئی غلطی  
 شائع ہو گئی ہے تو اسے رفع کر دلیں گے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ اس سو تر کا پرکرتی سے مطلقاً تعلق نہیں ہے جو کہ اسی بات



معلوم ہو جائے گا کہ پنڈت کریشنی صاحب اس سوتر نمبر ۵ کا پچھلے پونہ پریم سے تعلق یوں  
بیان کر رہے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۱۱ سطر ۱۱) وہ ہوتا ہے۔

”تعلق مذکورہ بالا چار سوتروں میں برہم کو خلقت کا کارن اعلیٰ ثابت  
کیا گیا۔ اب یہ سننا (مشہد) ہوتی ہے کہ وہ خواہش کر کے خلقت کو پیدا کیا ہے اس  
میں کوئی ثبوت نقلی یا کتابی نہیں ہے اس بحث سے معترض کو فائدہ یہ ہے کہ پیدا شدہ  
قدرتی (خود بخود) ہونیوالی ہے۔ اس کا کوئی سمجھ سوجھ پیدا کر نہیو۔ عقیدہ ارتقا خالق نہیں  
اس موقع پر اوپر کے اعتراض کا جواب ہے۔“

اب ناظرین کے ملاحظہ کیجئے اس سوتر نمبر ۵ پر پنڈت کریشنی صاحب کی تفسیر  
(بجائے) ہے وہ بھی نقل کی گئی ہے جس میں وہ اور بھی اس بات کو ثابت کرنے دیتے ہیں کہ پرکرتی  
کا مطلب حسب قول پنڈت ملسی۔ مہ صاحب بالکل ہی بے بنیاد ہے۔ وہ ہوتا ہے۔  
دو۔ چارواک لوگ (چیری لوگوں کا ایک گروہ) جو کسی وقت ہندوستان میں  
بہت زوروں پر تھا یہ کہتے ہیں کہ خلقت کا کارن اعلیٰ صرف پرکرتی ہے۔  
اس کے سوا ذی روح فاعل (یعنی خالق) ہونے میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس بات  
کا فیصلہ کرنے کے لئے اوپر کا سوتر ہے۔

तद्वैशत कृत्स्न्यां प्रजापेय । ऋ० ६। २। ३॥

ارتھ۔ اس نے خواہش کی کہ میں بہت سنسار کی بدولت اس کو کر سنا میں یات  
یعنی موجود ہوں اس کا لہجہ یہ ثابت ہوا کہ جس پر پرکرتی خالق نہیں بلکہ خواہش  
کا خالق ہے۔ جس میں شاستر نے خواہش قرار دیا ہے۔ خواہش و بیان  
کرنے سے سوتر کے مصنف (دیا س بی) کی یہ بھی نشاں ہے کہ یہ مختلف خلیوں (پریو جوں)  
والی خلقت کسی جڑ (غیر ذی روح) سے خود بخود نہیں بن گئی بلکہ دی روح خالق  
کی خواہش سے اس خلقت کے سورج وغیرہ گڑھ جات ہیں کشش۔ کشنی پیری  
وغیرہ مقرر کئے گئے ہیں اس لئے ذی روح (جس میں) ہی خالق ثابت ہوتا ہے غیر ذی  
روح (جڑ) نہیں ہے۔

ماظرین! اب آپ خود ہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ دیاس جی کے سوتر نمبر ۵ (ادبیار اول) یاد اول میں برکرتی کا نام و نشان بھی نہیں ہے ہاں آریہ سماجی پنڈت آریہ سماجی صاحب کی شہادت کے پیش کے جانے سے ناظرین یہ نہ سمجھ سکیں گے کہ دیاس جی کو پریشور کا شریک نہیں مانتے نہیں بلکہ یہ تو یہ ہے کہ انہوں نے کاشی میں عرصہ دراز تک رہ کر ویدانت کا علم خاص طور پر حاصل کر کے بہت عرصہ کے غور و خوض کے بعد ویدانت پر پیرین بھاشیہ سی غرض سے شناج کیا ہے کہ شکر فلاسفی کا رنگ دموکر دیباندی فلاسفی کہنے رنگ میں سی رنگ پس چنانچہ وہ بھی جہاں کہیں موقع مل جاتا ہے کھینچ کر کے برکرتی اور حیوت نامی قدامت کو یہی گھسیٹتے ہیں مگر یہ تو شہادت ہے کہ یہ سوتر اس نئے فیض کے لباس سے محروم رہ گیا۔

ایک بات اور بھی ناظرین کی واقفیت کیلئے عرض ہے کہ اس سوتر میں نو کیا نام شریک سوتر میں ایسی دیاس جی کی صنف و پیدائش سوتر ۲۰ میں ہی نظر برکرتی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ہاں تفسیر و تشریح میں مفید معاجل جو دل میں آوی نکھا کریں لیکن سوتروں کو غلطی پر برکرتی غلط جو کہ سنسکرت ہونیکے باعث اپنی اصلی شکل (پرکرتی) بنا آسکتا تھا نہیں آیا۔ اور اگرچہ دو تیس بگہ پر اس لفظ کی روان کے مانند الفاظ دیکھے جاتے ہیں مگر پنڈت آریہ سماج کا بھاشیہ ریٹے سے معلوم ہوا کہ ان سوتروں میں کوئی اور مضمون چل رہا تھا اور پرکرتی کا کہیں ذکر نہ تھا۔

## منہ ۱۶

اردو ستیا تھ پرکاش صفحہ ۷۷، ۷۸ پر سوامی جی نے تیتھریہ اوپنشد کا ایک ادھوا

سوتر "सोऽ कामयत बहुः स्यां प्रजापयेति"

کہا تھا اسے پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے پورا نقل کر دیا ہے۔ پس پنڈت تلپی رام صاحب جواب دیتے ہوئے ان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ "सोऽ कामयत" سے "हलोको"



اٹھائے گا ستر تو اس تیر میرا ویشد کے برہم آندھنی کا چشواں ٹاٹ ہے اور اسکا  
 بغیرہ ساتواں نوواک ہے۔ آپنے اسے جوڑو یا پر کرن (موقع محل) کے لحاظ سے ان  
 دونوں کلاموں سے بھی ابھید ابد تفر تو نہیں ثابت ہوتا۔

ناظرین! اس بات کی تپانی کیلئے جو نے اس تیر یہ ॥ ३ ॥ तैत्तिरीय میں  
 صول تو میں جو وہ ہو کہ یہ دو ستر جبکہ بارہ میں پندرت سی رہا اب کہتے ہیں کہ  
 آپنے اسے جوڑ دیا تو وہ اپنی تینیت کے دل دن سے بن جو رہا ہو مو جو رہے ہی  
 چشواں نوواک تھم ہو گئے ہی یہ الفاظ ॥ ३ ॥ तैत्तिरीय میں پندرت سی رہا  
 نہا جبکہ نہا کرتے ہیں کہ گر ان دونوں تیزوں کے بالکل ساتھ ساتھ اسے سے ان کا  
 تھماں ہے تو تھماں تیر یہ ابھید کو جو کہ کوئی برہم ہی نہ تیر یہ کاملو میں سندھ  
 کہ اس میں شئی نے یوں آپنے سے خود فانی ہو جائے گا تو کو جو رہا ہو۔ بچا ہے نہا  
 پندرت کا کیا مضمون ہے۔ ہاں شاید یہ ہیں گئے کہ انہوں نے پندرت میں ساتویں  
 نوواک سے شروع کا حصہ غلط ہی کیوں کیا یا تو جہاں ثابت ہے یہ سوال بھی آپ کو  
 پندرت کی سوائی و بیان ہمارے جس سے ہی کرنا چاہیے کہ انہوں نے اسی موقع پر یعنی  
 ستیا رتھ پر کاش کے اسی فقرے کے مطابق کہ ساتویں نوواک کا یہ  
 ہی حصہ ॥ ३ ॥ तैत्तिरीय نقل کیا تھا جبکہ سوائی ہی کے دیو سے ستر ॥ ३ ॥ तैत्तिरीय  
 کو پندرت جو الپیشاد صاحب پورا پورا نقل کر رہے ہیں تو اس میں پندرت کی کیا ہوئی  
 اور جو کہ پندرت جی یہ فقرے ہیں کہ پر کرن (موقع محل) کے لحاظ سے ان دونوں کلاموں  
 بھی ابھید ابد تفر تو نہیں ثابت ہوتا۔ تو یہ تیر میں پورا چشواں اور ساتواں  
 نوواک نقل کر کے اسی معنی بیان کیا ہے اس میں یہ تیر یہ ناظرین پر چھوڑتے  
 ہیں کہ پندرت تلسی راہ صاحب کا جیسے دو یا تین شیاہ وجود میں برسم کے  
 ساتھ جیوا اور پر کرن کی شراکت (ثابت ہو جاتا ہے یا شکر فلا سفی والوں  
 اور سناتنی و صرم والوں کا ابھید) یعنی ایک کیلئے وحدہ ذل شریک خدا کی ہستی کے  
 سوا دوسرا کچھ نہ ہونا (ثابت ہو رہا ہے۔

असन्नेव स भवति । असद्ब्रूहेति चेत् । असि ब्रूहेति चेद्देह ।  
 सन्तिमेनं ततो विदूरीति । तस्यैषैव शरीर आत्मा । यः पूर्व-  
 -स्य । अथातोऽनुप्रश्नाः । उता विद्वानमुं लोकं प्रेत्य कश्चन  
 गच्छति । आहो विद्वानमुं लोकं प्रेत्य कश्चित्समश्नुता उ ।  
 सोऽं कामयत । बहु स्यां प्रजायेयेति । स तपोऽतप्यत । स तप-  
 -स्तप्ता । इदं सर्वमसृजत । यदिदं किञ्च । तत्स्रष्टु ।  
 ते देवानुप्राविशत् । तदनुप्रविश्य । सच्चत्सर्वमभवत् । नि-  
 -रुक्त्वा निरुक्त्वा निलयनञ्चानिलयनञ्च । विज्ञा-  
 -नञ्चाविज्ञानञ्च । सत्यञ्चानृतञ्च । सत्यमभवत् ।  
 यदिदं किञ्च तत्सत्यमित्याचक्षते । तदप्येष श्लोको  
 भवति ॥

असद्वा इदमग्र असित ततो वै सदजायत । तदा-  
 -त्मानं स्वपमकुरुत । तस्मात्तत्सुकृतं मुच्यत इति । यद्वै  
 तत्सुकृतम् । सोऽवै सः । रसरहे वायं लब्ध्वा नन्दो भव-  
 -ति । को ह्येवान्याकः प्राप्तायात् । यदेव आकाश आनन्दो  
 न स्यात् । एष ह्येवानन्दयाति । यदा ह्येवैष एतस्मिन्-  
 -दृश्ये । नात्मे । निरुक्ते । निलयने । भयं प्रतिष्ठां वि-  
 -न्दते । अथ सोऽभयं गतो भवति । यदा ह्येवैष एतस्मि-  
 -न्नुदरमन्तरं कुरुते । अथ तस्य भयं भवति । तत्तैर्वै भयं वि-  
 -दुषो मन्वानस्य । तदप्येष श्लोको भवति ॥ (तैत्तिरीय ३.३-  
 -३.१०-११)

اگر موت نشانی معنی ہو نیکی بات کوئی بات کسی صاحب کی سمجھ میں نہ آوے تو وہ  
 دوشمنہ کو ہی رڈی نہ سمجھیں بلکہ تفسیروں سے فائدہ حاصل کریں -  
 (۱) असन्नेव स भवति (۲) است (۳) ہی معنی -









• अस्मिन् उदरं प्रन्तरं कुरुते •

اس میں چوبہ فرق پڑتا ہے (۱۱)   
 तत्र तु स्म भयं विदुषः मन्वीनसः (۱२)

اس ہی لئے جس قسم کا خوف برواں اٹھائی دے انسانوں کا مطالبہ ہے۔

रसात्मकः सौन्दर्यः तदपि रसः सौन्दर्यः (۱३)   
 نامزدین! اس شعر پر بیٹہ تلسی رام صاحب کی تفسیر ملاحظہ کریں جو کہ سب سے بل ہے   
 "اسی طرح باہتہ کے ساتھ فوج نال ہوتی ہے لیکن جن چال میں جی کہتے ہیں کہ   
 بادشاہ نے راوہ کیا کہ میں دشمن کو فتح کروں اور وہ دشمنوں پر چڑھائی کرنے لگا اب   
 اگرچہ بادشاہ تن تنہا چڑھائی نہیں کرتا بلکہ فوج کے ایسا کرتا ہے لیکن فوج کی   
 کم وقعت ہونیکے باعث بادشاہ لفظ کے اندر فوج وغیرہ سب کچھ سمجھ لیا جاتا   
 ہے اسی طرح یہاں بھی (FF) اس پر مانتا ہے جسکے اندر حصواً لکھا اور   
 پرکرتی موجود میں (प्रकाशय) خواہش کی کہ (वह) جو میں ہوں

پرکرتی اور حیوان سہت خلط ملط ہوں۔ وہ بہت ہو جاؤں یعنی

مختلف نام و شکلوں والی اشیاں ہمارے تخیروں کی آگے کوئی لفظ استنبہ میں ڈالنے والی   
 نہیں ہے۔

نوٹ۔ واضح ہو کہ دہر کی یکسر شدہ عبارت اسقاط سے بالکل بے تعلق ہے   
 ناہوں باب آپ غور کریں کہ اوپر کی دلیل کہاں تک قابل وقت ہے   
 ہے ہم کہہ چکے ہیں کہ ریون کو بائیں گڑنا خوب آیا کرتا ہے پس وہ زیادہ تر عقلا   
 دلائل سے ہی کام لیا کرتے ہیں لیکن کیا یہ نیکستی ہے کہ جو بات ان کے ہی تسلیم   
 کردہ کتابوں میں موجود نہ ہو یا ان کے خلاف تحریر ہو جو دھوس کو ظاہر کرے

نامواقفوں کو خالطہ دیا جاتا ہے۔   
 بیٹہ تلسی رام صاحب کو بادشاہ اور فوج کا مثال سے بہرگز بھی کامیابی پہنچ سکتی

ایسے ایسے دلیل باز اس ملک میں اب ہزاروں پیدا ہو گئے ہیں جو نہ صرف ایسی مثالوں  
 کو رد کر دیو ہیں گے بلکہ خود ان کے خلاف بے شمار دلائل گزہ کر مقابلہ کر سکیں گے۔  
 لیکن ہر پاداشت ایسے اوپر بیٹھنے میں غریب نہیں کرنا چاہتے ہیں تو آریہ سماج کی تعلیم قبول  
 نہ ہو کر سنے سے ہر گرج بھی انکار نہ ہوتا (کہوں کہ سستہ کار بن کر نا دراستہ کاتیاگ  
 کرنا میں خوشی سے سمجھتا ہوں) یا سندھیا راج نے سکھ دیوبند کے ہم نگر ہونے پر  
 دل سے شکوہ میں پشیمپک وہ اپنے ہونے والوں اور خیالات کو خود اپنی  
 تسلیم کر دے گا۔ کتابوں میں دکھلا دیو ہیں۔ اب تک جو دور پرستی کی قدامت کے لئے  
 ایک لفظ بھی نہ تو دیدوں کے پیچھے ہٹا رہا ہے۔ دل میں سے پیا گیا اور نہ اپنی  
 ہی میں سے ظاہر کیا گیا۔ و جب کوئی شخص ان سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ آپکی تسلیم  
 کردہ دستندیک مثالوں میں خود کے منہ نہ نہت سوول کو خلاف باتیں  
 درج ہیں تو وہ سوال کا جواب معنویت کے ساتھ دینے کے بجائے بادشاہ کی  
 فوج کے رہنما بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

پنڈت تلسی رام نے ہمارے جہاں ال ماتوں سے گریب چاہتے ہیں کہ دیوانندی  
 خانگی کا وہ میں پر پار ہو تو یہ شکل ہی نہیں بلکہ خیر حکم ہے۔ آپ سیدھے ساوے  
 لڑتے یعنی لڑتے گراؤ پیشہ دن میں سواری کے موافق باتیں پاتے ہیں  
 تو مبارک ہو ورنہ اس کو ہونے کو تو بتا رہے ہیں۔ فنون آریہ سماج کا ایک  
 ازنگا بنا کر سب ہندو لوگوں کو کیوں اس میں پھانس رہے ہیں وہ ادھر یا ادھر  
 کہیں ایک ٹھکانے پر تو رہیں یا تو وہ اس کے ہندو بن رہیں یا سب اوٹ  
 پٹانگ باتوں کو ترک کر کے ہندو بن جائیں۔ دیر سے بابہ نکل جاویں اور پربرہم  
 پر مشہور کو دھڑاں شریک بن کر کسی بدگئی عبارت سے پتے دل سے کرتے ہوئے  
 زندگی کو کامیاب بنا دیں۔

اب چو کہ آگے کوئی شخص والی بات نہیں ہے اس لئے ہم پنڈت تلسی رام  
 صاحب کا بقیہ ترجمہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔



## نمبر ۱۷

اور جو اس قدر طویل و طویل کہ بیشمار لکھنی یہ ان چند اوپنشدوں کے ہستروں کے نزدیک ہے۔  
 مٹی میں نہیں سوئی دیا تندرہ مارا جاتا ہے۔ یہ مٹی یا رتھ پر کاش صفحہ ۷۷ پر کچھ مختصر  
 کی طرف سے سوال میں اور کچھ اپنے جواب میں تحریر کے ہیں اور پھر کے تمام اختتام  
 کے بعد ایک بات پر اور ہی ہونا نظر میں کو مشورہ کرنا چاہئے ہیں لکھنی یہ کہ چاند و گنیہ تیرہ  
 ہر چند انیک اوپنشدوں کے ساتھ ساتھ ہیں کے ساتھ وں کو سوئی جی مختصر کے  
 سوال میں ڈال کر کے صفحہ ۷۷، ۷۸ پر پڑھتے ہیں کہ: جواب۔ ان سوالوں  
 کے معنی کیوں بگاڑتے ہو؟ کیونکہ انہیں اوپنشدوں میں لکھا ہے۔ وغیرہ۔  
 اب سوال یہ ہونا ہے کہ جب کہ سوئی جی ان اوپنشدوں کو مستند مانتے  
 ہیں اور ان مختصر کے پیش کردہ ہستروں کو پیشیت یعنی ناجائز بھی نہیں قرار دیتے  
 بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ ان کے رتھ کو کیوں بگاڑتے ہو؟ (یہ کہ معنی صاف یہ ہیں کہ مختصر  
 توضیح میں صرف رتھ کو مختصر میں حسب سوال سوئی جی غلط سمجھا ہے) تو سوئی جی  
 کو لازم تھا کہ وہ یہ توضیح ہی تیار دیتے کہ اگر مختصر کا رتھ بڑا ہوا ہے تو صحیح اور  
 ٹھیک رتھ (سوئی جی کے خیال میں) کون سا ہے۔ ناظرین! آپ اس صفحہ ۷۷ کے آگے  
 اس آٹھویں سلاسل کے خاتمہ پر چھاپے ہوئے سوال کا کوئی جواب نہ ملیگا۔

## نمبر ۱۸

۱۔ روستیا رتھ پر کاش صفحہ ۷۷، ۷۸ پر سوئی جی یوں فرماتے ہیں:۔  
 (سوال) ایسے ویداتی لوگ صرف پریشور ہی کو دنیا کی شہنشاہت  
 فاعلی و مادی مانتے ہیں۔

वधोरो नमिः सजते गह्वरे च ॥ सु. ३. सु. ९. सु. ९. सु. ९.

یہ اوپنش کا قول ہے جس طرح مٹری بہرست کوئی شے نہیں لیتی۔ اپنے ہی اندر سے ریشہ نکال کر مال بنا کر کے انہوں میں کھلتی ہے۔ ایسی ہی ہم نے اپنے اندر سے دنیا کو بنا اور خود دنیا کی صورت اختیار کر کے اپنے آپ میں رہا ہے اس پر ہم نے خود ہنس و آرزو کی کہ میں عالم کثرت میں دنیا جی یہ شکل مافہم بن جاؤں روزہ کرتے ہی وہ دنیا کی صورت بن گیا۔۔۔

**جواب۔** درجو مٹری کی مال دیکھو وہ تمہاری منت کو ثابت نہیں بلکہ رد کرتی ہے۔ کیونکہ جانے کی ملت۔۔۔ ی بھرتی جسم ہے اور ملت فاعلی رکڑی کا جوتا نما ہے۔ یہ بھی یہی تیرا غیب غریب صفت کا ظہور ہے کیونکہ دوسروں جانوروں کے جسم سے یہ ہمیشہ نہیں نکال سکتا ہے۔

**سوال۔** ہم سوچتی ہیں کہ اس بات کو بھی تسلیم کر لینے اگر یہ مٹری کی مثال محض کسی شکر فلاسفی والے نوین و بدعتی کی گھڑنت ہوئی مگر یہ اگر کائنات ہاں کیا جوں میں سے ہی حکی تصنف سے ہزاروں سال بعد تک نکلا۔۔۔ یار بہہ راج اور او کی فلاسفی عدم سے وجود میں نہ آئی تھی اگر دراصل سوچی جی کا یہ خیال ہے کہ یہ سنتر تو نا جائز نہیں ہے مگر شکر فلاسفی والے اسکی غلط تاویل کرتے ہیں تو لازم تھا کہ جب سپریمنتہ موجود ہے اس جگہ اوپر بیچ کیا معنوں میں اس بات کو دیکھ کر اس پورے بیان کا مطلب ظاہر کر دینے اور تب اگر ایک برہم۔۔۔ حدہ نہ شریک کے نہیں ٹکڑے ہو جاتے تو پھر حوالہ لازم سوامی دیانند پر لگائے جارہے ہیں وہ اس اوپنش کے مصنف پر عاید ہو جاتے۔

مٹری کے جانے کی مثال سے جو انوکھا طلب سوامی جی نے کال لیا ہے اسے نہ تو غور و خوض کرنے سے منع قبول کرتا ہے اور نہ اس اوپنش کے مصنف کی مشار کے موافق معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین اب ہم تاویل میں س جلی پور سے سنتر کو نقل کئے دیتے ہیں اور اس سے ایک سنتر ہذا دو سنتر لکھے جی نقل کر کے چاروں کے نفی معنی درج کر کے اس کا فیصلہ آپ پر ہی چھوڑتے ہیں کہ چاہے آپ مٹری کی مثال کی وہ تاویل جو سوامی جی نے کی ہے جس پر تصور کریں یا اسکے خلاف رہا ہو یا نہ۔



यत्तददृश्यमग्राह्यमगोत्रमवरो मचक्षुः श्रोत्रं तदपारि-  
- दं नित्यं बिभु सर्वगतं सुसूक्ष्मं तदव्ययं यद्भूतयोनिं  
- रि पश्यन्ति श्रीराः ॥ ६ ॥

तयोरोनाभिः सज्जते गृह्णते च यथा पृथिव्यामोषधयः स-  
- भवन्ति । यथा सतः पुरुषात् केरा लोमानि तथा क्षरात् स-  
- म्भवन्ति हि विश्वम् ॥ ७ ॥

तपसा चाप्येत ब्रह्म ततोऽन्तर्माभिजायते । अन्नात् प्राणो  
मनः सत्यं लोकाः कर्मेभ्यश्चाव्यतम् ॥ ८ ॥

यः सर्वज्ञः सर्वं विद्यत्य ज्ञानं प्रयं तपः । तस्मादेताव-  
नामरूपमन्तश्च जायते ॥ ९ ॥ सु० उ० स्क० १२ ० १ सं ६

اب ان چار شتروں میں سے ہر ایک کو گفتگو کی ذریعہ کے جانی ہیں  
यत् तत् अदृश्यम् अग्राह्यम् अगोत्रम् अवरो मचक्षुः  
श्रोत्रं तत् अपारिदं नित्यं बिभु सर्वगतं सुसूक्ष्मं त-  
दव्ययं यद्भूतयोनिं रिपश्यन्ति श्रीराः ॥

(۱) جو (۲) وہ (۳) ایسا ہے کہ اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا (۴) پکڑ نہیں سکتا (۵) جو بدلتا رہتا  
ہے (۶) بلا قومیت ہے (۷) بلا آنکھوں کا لون والا ہے (۸) (۹-۱۰)  
جو بلا ہاتھ پاؤں ہے (۱۱) نینہ (۱۲) لافانی برہم (۱۳) روشن ہے (۱۴) سب جگہ میں  
ہو (۱۵) نہایت ہی نہایت لطیف ہے (۱۶) اُس (۱۷) نہ جھٹکنے بڑھنے والے  
لو (۱۸) جو کہ (۱۹) تمام پیدا شدہ اشیاء کی یونی (۲۰) ذریعہ پیدائش ہے  
(۲۱) دھیر سنی مستقل میزان توگ (۲۲) دیکھتے ہیں -

لکیر شدہ فقرہ غور طلب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پیدائش کا وہی ذریعہ  
ہے (چنانچہ مادہ اور روح کی پیدائش کا بھی وہی ذریعہ ثابت ہو گیا - )  
انگے دو سہرا وہ متر ہے جس کا ایک حصہ (تنازعہ فیہ) سوامی جی نے نقل کیا ہے -

यथा उरोर्नाभिः सृजते गर्हते च यथा दृष्टिर्वक्षः श्रोत्रं च यः ।  
सम्भवन्ति । यथा सतः पुरुषात् केश लोमाने तथा पृथ्वीतः सम्भ-  
वन्ति इह विशम् ॥

۱۱۔ بطرح ۱۰، مٹری اساتمنہ سے، کائناتی اور کھالیستی ہے (۵) بطرح (۶) زمین سے  
۱۲۔ نباتات اور خود (۱۱) پیدا ہو جاتا ہے (۵) بطرح (۱۰) انسان کے (۱۱) اور  
سے (۱۲) ڈھڑی ہو چکے (خونی کے آغاز میں) (خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں) (۱۳) مٹی  
طن ۱۴۔ اکثر (نہ فٹا ہو میو والا پریشور) سے (۱۵) یہ سب (۱۶) (خود بخود)  
پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ مٹری میں کٹر کی مثال کے علاوہ دو اور مثالیں دی گئی ہیں  
اب صنف و پند کی کائنات سے۔ اسے خود پیدا ہوا ہے۔ یہ ثابت کریں لیکن ہر  
حالت میں اسے پیدا کرنے کی تمار کو ہرگز کمزوری بات ہے جیسا کہ اس منتر سے پتہ  
چلتا ہے۔ تو آپ اس کی ایک بے گھر ہی مد خطہ ہو۔

तपसा चायतो ब्रह्म तर्तः अन्निम अमिजायते । १० जात प्राणोः  
मनः सत्यं लोकाः कर्मिणः जं अस्तम ॥

۱۸۔ برہمنہ ۱۰۔ ۱۲۔ تپ کیا یعنی ہو کر و تدبیر وغیرہ پیدائش خلقت کیلئے ضروری  
تھیں مگو ایہہ سہ لیا ۱۳۔ اس سے ۱۴۔ ان الفاظ (۱۵) پیدا ہوا (۱۶) غلہ سے  
۱۷۔ پانچوں سے ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔





کی بدائش کی علت مادی تو پر کرنی ہے اور علت فاعلی برہم ہے کہ ان تک اوپیشد و  
کی نشا کے موافق ہے اگر سوامی جی کی رائے صحیح ہوتی تو ظاہر ہے کہ مہرشی عنفت اور  
اس جگہ ایک برہم ہی کو بدائش کا کارن (علت) ظاہر کر کے نکالے جائے پر کرنی کی طرف  
کچھ توجہ دے کر لے

اس منزل تک ہی اس منزلک اوپیشد کا پہلا کھنڈنم ہو جاوے۔

## نمبر ۱۹

سوامی دیانند مہاراج دو دستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۷۹ سطر ۲۲ پر کرنی کی یہ  
ظن کی علت مادی ہونیکے ثبوت میں ویشیشک شاستر کا ایک سو تیرپیش کرتے ہیں  
جسکی تردید کیلئے پٹن جو لاپیشا و صاحب نے دیدانت شاستر کی کئی سو تروں کو  
تسلیم چاہیہ مہاراج کی تفسیر تحریر کیا ہے جسکے جواب میں پٹن طسی رام صاحب نے ایک  
دیدانت کے سو تروں کے متنی پنے ذہنک زیر لے ہوئے متانی پٹن صاحب نے  
کہا ہے کہ کیا آپ ویشیشک شاستر کو نہیں مانتے۔ وغیرہ۔

ماظرین کو معلوم ہو کہ ویشیشک اور نیا تو وغیرہ چھ درشن (فلاسفی) مختلف مہرشیہ  
کی تعینات ہیں جبکا ذکر کرتے ہوئے سوامی جی نے خود اردو دستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۷۹  
سطر ۱ پر انکی مثال پچھ اندسوں سے دیدی ہے جنہوں نے ایک ہاتھی کے مختلف عضلوں  
کو ٹٹوں کرای اپنی علیحدہ رسے قائم کی نہیں پس جب واقعی یہ حال ہے تو کوئی تعجب  
کی بات نہیں معلوم ہوتی کہ ویشیشک درشن اور دیدانت متفق نہوں پس اگر بالفرض  
سوامی جی کا ایک برہم کے ساتھ دو چیزوں کا شریک بنایے کی مینا ویشیشک  
وغیرہ پر ہی مبنی ہو تو غیر ممکن نہیں جہاں یہ کہا جاوے کہ ساکھ فلاسفی خدا کی ہستی  
ہی نہ کہ ہے وہاں اگر ویشیشک نے ایک کے دو اور اب دیانندی فلاسفی نے دو  
سے تین کر دیئے ہوں تو کیا تعجب ہے لیکن ہم تعجب تو اس بات پر آتا ہے  
کہ پر کرنی کے قدیم ہونیکے جتنے حوالہ جات پیش کئے گئے ان میں سے ایک بھی ایسا



۱۔ ملا سنی ہی الفاظ و راج ہوئے کہ ہر کرئی غلطی سے نہ کیونکہ نظر پر کرتی اور ثابتہ سنا کر  
 ہی زبان کے الفاظ میں حرف میں ٹھیک ایک فعل لگا کر تین غلطوخی ایک چھوٹا غلطہ بن  
 سکتا تھا لیکن ایسی صحیح کتابوں میں سے بھی ان تین الفاظ کا ایک فقرہ سوئی ہوئی بات بیان  
 نکال کر نہ دکھانے کے مار بھر بھی آریہ صاحبان وہ ہی مرے کی ایک ٹانگ ہی اپنے چلے جائے  
 میں اس پیشکش و رشٹ کا جو سو ترسیاں میں کیا گیا ہے اسکے الفاظ میں ہی تو یہ کرئی  
 نہیں دیکھتے۔ شاید ناظر کو دیکھ لی دیوے، سنے بھر دے ذیل میں نقل کئے دیتے  
 ہیں۔

कारणा गुरा प्रोकः कार्ये गुरो दृष्टः वे० अ० २ अ० २५

کاران علت کی مفسطوں کو رکھتے ہیں کاریہ معلول کی صفیں ہوتی ہوئی  
 دیکھی جاتی ہیں۔

ناظرین! سو کریں کہ ہمیں یہ کرئی کہوں کہ برا مزدوگی یہ نو بک مادم غارہ  
 ہے نہ اس میں یہ کرئی کا ذکر ہے ورنہ یہ آتا کہ با معلوم کہ اس سو تیکے اسی غلطی  
 کہ قایم رکھ کر بھید وادی اپنی یک برآمدہ و حدت نہ یک کو مشیم خم کر دیوے  
 کیا کچھ مطلب کمال بیونیکے سبارہ میں تینین کو تینیت کرنا زمرہ ہے۔  
 اور جو سو تر و بدانت کے کسی زمرہ میں پندت ملی رام صاحب و راج کے ہیں  
 انک بارہ ہیں بھی ہم مصنف مزاج آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ جبکہ سورتوں  
 کے غلطی معنی سے تو خاک و صول کچھ نہ ہی نہیں تاکہ دراصل کیا غمہوں ہے جب تک کہ  
 تفسیروں کا سہارہ نہ لیا جاوے اور تفسیرین کا یہ حال ہے کہ سب اپنی اپنی طرف  
 کھینچ رہے ہیں ایک آکاش آسمان کو جاتا ہے تو دوسرا پاتاں زمین کی لہ کو  
 پوچھتا ہے تو ایسی کتابوں کے حوالہ جات کی پڑناں نہایتی سے بدعصب ہو کر جو کہ  
 کچھ دے اگر بدانت و دشمن پرشکر آچار یہ مہاراج جیتہ فاضل اور ہندوؤں کے  
 خیال میں شیوہ کے اوتار کی تفسیر غلط ہے تو ہمیں کیسے یقین ہو جاوے کہ نہ ملتی  
 باز سنیاسی متعصب چلوں کی تفسیر میں معتبر ہو سکتی ہیں جبکہ الفاظ سے وہ بات بکل مندرجہ

بنی جاتی جو دموتی کیا جاتا ہے۔

سب پندت ملی رام صاحب کے پیش کردہ ویدانت دشن کے سوتروں کو ہم سمجھ  
انکے نظمی معنی کے پیش کے دیتے ہیں اور ناظرین کو طمان کرے ہیں کہ گریڈت جواں  
یہ شاد صاحب کا ایک حصہ لائے ایک پر ہم ان سوتروں میں موجود نہیں سے  
تو پندت ملی رام صاحب کی پرکرتی یاتین کا مجموعہ جی ان سوتروں سے ہرگز ہرگز  
نہیں برآمد ہو سکتا۔ وہو ہند۔

दृश्यते तु ॥ शां० २।१।१६ ॥

اس کا نظمی ترتیب ہوا کرتا ہے کیسے ہائے یقیناً۔

युक्तेः शाब्दानराच्च ॥ शां० २।१।१७ ॥

یوکتی اول سے اور ۱۲ شعبہ اور پندت شاسترا کے ۱۲ اندر سے (۳) بھی۔

पटवच्च ॥ शां० २।१।१८ ॥

۱۱ اور ۱۲ کپڑے کے مانند۔

यथा च प्राणादि ॥ शां० २।१।२० ॥

۱۱ اور ۱۲ جیسے (۱۲) اپان یعنی سانس وغیرہ۔

तको प्रतिष्ठा नादृष्यन्यथानुमेयमिति चेदेवमप्यनि-

-मोक्ष प्रसङ्गः ॥ शां० २।१।२१ ॥

۱۱ ترک دیل و بحث کی (۱۲) پریشٹھا اب غرتی ہونے سے (۱۳) بھی (۱۴) اگر  
(۱۵) کچھ اور (۱۶) انومان (۱۷) کہا جاتا ہے (۱۸) تو (۱۹) (۲۰) ایسا ہونے پر بھی (۲۱)  
الموکش ابراہیم کا (۲۲) مضمون سمجھو۔

देवादिवदीर्घ लोके ॥ शां० २।१। २५ ॥

۱۱ دیوتاؤں وغیرہ کے (۱۲) مانند (۱۳) بھی (۱۴) دنیا میں۔

اب ناظرین اور کے سوتروں کے نظمی ترتیب سے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان سوتروں  
کو جو شمس جی صاحب نے لکھا ہے۔ وہاں نہ تو برہم کا نام و نشان ہے اور نہ پرکرتی کا



اور جہاں تک ہمارا خیال ہے پر کرتی کا نام تو تمام شایرک سوتروں بھجوں کہہ آتا  
 ہی نہیں البتہ برہم لفظ تو اولیٰ سوتر *अथातो ब्रह्म जिज्ञासा* اس آچکار  
 واصل بات یہ کہ یہ ویدانت یا دیگر دشن افلا سنی کی ہوکتا ہیں میں ان میں ایسے سوتر  
 بیان کر دیے گئے ہیں جنکو ایک طرف پر ضرب الشل ہی سمجھنا چاہیے پس اب یہ ہر ایک  
 مذہب کے عقلمندوں کا کام ہے کہ وہ اپنی ذہانت اور طبیعت کے ذریعہ اپنے مذہب  
 یا خیال کو ان کے مطابق ثابت کر لیں۔ اور یہ تو شاید کسی کو خواب میں بھی پتہ نہیں مل  
 سکتا کہ ان دشنوں کے مصنفوں امہرشی ویاس جی وغیرہ کی ان سے کیا منشا رہی۔  
 انہیں سوتروں سے شکر فاع سنی والے اپنی تمام باتیں ثابت کر لیتے ہیں۔ انہیں سے  
 آریہ منڈت صاحبان اپنی دیانندی فلا سنی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں (اگر یہ بھی تک  
 کا سیاب نہیں ہو سکے) اور ڈیو مت کے ایک معزز منڈت نسری رام پتے آچار یہ  
 مہاراج اپنی شاید اوتا فلا سنی کی بنیاد بھی انہیں سوتروں سے نکال رہے ہیں بہر  
 چنانچہ ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکے ہیں کہ یہ ویدانت شاستر مصنف ویاس کیا ہے یہ ہندو  
 معاورہ میں ایک کامدین گوتے کہ جو شخص اس سے جو کچھ مانگے اس کو وہ ہی مراد  
 مل سکتی ہے بشرطیکہ اسے خود کچھ ہاتھ پاؤں مارنا آتا ہو۔

یا ہم اگر یوں سمجھ لیں تو غلطی نہ ہوگی جس طرح سونا کسی سونا کو مل جاو تو اب اس کے  
 ہاتھ کی کار گیری پر منحصر ہے کہ وہ اس سے جھومکا بنا دیوے یا انگشتی ڈھال بیوے  
 خواہ اور کوئی زیور بنا ڈالو وہ سونا ان عمر ایک زیور ات کی شکل میں بھی اپنے وجود  
 کو قائم کرتا ہو جس سانپ نے میں ڈھال جاتا ہو اسی کا ہو رہتا ہے یعنی اگر جھومکا بنا دیا گیا  
 ہے تو کسی خوبصورت عورت کے کان کو شو بھا دیو گیا اور گرا نگشتی میں ڈھال  
 گیا ہے تو کسی عورت یا مرد کی انگلی کو رونق بخشنے کا یہی حال اس ویدانت شاستر کا ہے  
 جو لوگ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں اور جیسا ہی بڑھیا ہو  
 سونا ہو ویسا ہی عمدہ اور بڑھیا زیور اس سونے سے تیار کر سکتا ہے۔  
 چنانچہ ہم دین اسلام کے علماء و فضلاء کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ ایک

مرتبہ وہ بھی کیوں نہ اس بات کی کوشش کریں کہ اسلامی مذہب کے اصولوں پر اس ویدانت  
فلانسی گھایا جاوے اور جس دن ایسا ہو باؤنگا تو اسلام کے حق میں ایک زبردست  
فتح حاصل ہو جائیگی۔ یہاں اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ دیاس جی ہندو مت  
میں پیدا ہوئے تھے یا انکی تصنیف سنسکرت زبان میں ہے۔ کیا جیسترت ہندو مت  
چھ سات کروڑ مسلمان صاحبان اردو و اہل ہستان کی ہوں یا یوں کہو کہ ہندی  
مادری زبان رکشک مانت طرح کی پی پی تصنیفات اردو ہی میں کر رہے ہیں  
اور ایسا کرتے ہوئے ہی وہ سنسکرت کے سب سے بڑے کامیاب ہوئے ہیں۔ اس طرح اگر  
بافض کی دین سکرت و دیاس کی سب سے بڑی تصنیف ہندی ہو جائے کہ انکو  
نئی زبان میں اپنے خیالات ظاہر کرنا چکا مذاق ہو تو کیا یہ دیاس مولوی صاحب کے اس  
مذہب سے نکال دیا جائے۔ چھ سب سے بڑے کامیاب ہو جائیں تو یہ کیوں نہ  
ہو۔ یہ صاحب کب جاوے۔

کچھ بھی ہو۔ میں تو یہ رائے نہیں ہے کہ دیاس جی کی تصنیف کردہ ستار پرک سوتر  
اور ستارت گرتیکر چار یہ جہاں نے یہ مطالب نکال لیا ہے کہ یہ طالعہ اونیہ اور  
ہمارے جسم وغیرہ بھی سب خدا ہی خدا ہے اور خدا کے سوا کوئی بندہ ہے ہی نہیں اور  
جس طرح دیانندی فلانسی و اسے بندت کر پیتی صاحب و دیگر یہ صاحبان انہیں  
سوتروں سے بیوہ برہم ادھر کر کے کہتے ہیں کہ ثابت کر رہے ہیں۔ وہ دیگر ان بھی اپنی  
اپنی من مانی عزت کو دیاس جی کے موافق ثابت کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں نظر  
آتی کہ اسلام کا یہ اصول کہ ایک وحدہ شریک قادر مطلق پر برہم پریشور ہے  
جو اپنی طاقت اور مہمت سے اس تمام خلقت کو اور ہم سمجھو کو بھی پیدا کرنا پرورش  
کرتا اور فنا کرتا ہے۔ پس ہمیں ان کی بندگی اور عبادت کرنی لازم ہے (دیاس جی  
کے سوتروں سے ثابت ہو جاوے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی نے ابھی تک  
ایسی کوشش ہی نہیں کی۔









ناظرین کو معلوم ہو کہ سوامی جی کا پیش کردہ حوالہ بھی انکی دعویٰ کو ثابت نہیں کرتا۔ اول  
 تو یہ منسوی پو روید کا نہیں ہے لیکن اگر بالفرض ہو بھی تو ان الفاظ سے کہ ”جو انسان اور  
 رشی ہیں۔ اسکے بعد انسانوں کی پیدائش ہوئی۔ یہ سہ گز نہیں فیصد ہو جاتا کہ دنیا کے شروع  
 میں ایک انسان پیدا ہوا یا بہتیرے اور جو کہ سوامی جی فرماتے ہیں کہ جن حیوؤں کے اعمال شیوری  
 شرعی میں پیدا ہونے کے تھے انکی پیدائش شروع دنیا میں پریشور نے کی۔ اس خود  
 سوامی جی کا اصول رد ہو جاتا ہے۔ سوامی جی یہ مانتے ہیں کہ ایک خلقت کے فنا ہونے  
 کے بعد خاص وقت تک رات کے مانند رہتی ہے بعد پھر وہ سابقہ خلقت پیدا ہو جاتی  
 ہے گویا کہ سطرچ بھی کونیند سے جاگت امور دنیاوی میں مشغول ہو جاتے ہیں اس سطرچ  
 دنیا کی پیدائش اور فنا ہے پس اگر ایسا ہی ہو تو دنیا کے آغاز میں جن حیوؤں کو جب  
 قول سوامی جی پریشور نے ایشوری سرشی (بلا صحبت ماں باپ) میں پیدا ہونے لیلیق  
 سمجھا ان کو تو پیدائش خلقت کے اول دن ہی سے پیدا کر لیا لیکن پھر یہ سوال ہوتا ہے  
 کہ باقی حیوؤں کو کیوں حوالات میں پڑے رہنے دیا انکو بھی کہوں نہ اس دنیا کے  
 اول دن سے ہی موقع دے دیا گیا کہ وہ اپنی سطرچ کی ترقی میں مشغول ہوں۔ کیا  
 ایسا کرنے سے پریشور پر بے انصافی اور ظلم کا الزام نہیں عاید ہوتا۔ فرض کیجئے کہ کسی  
 مالک مکان کے گھر میں اس کے ہوں رات کو سب ایک ہی وقت پر سولا دیئے  
 جاویں اور وہ انہیں سے دولڑکوں کو تو نہایت علی الصبا یعنی ۵ بجے ہی بگا دیوے  
 کہ وہ اپنے سکول کا سبق یاد کرنے میں مشغول ہو جاویں مگر باقی لڑکوں کو غافل پڑا رہتی  
 دیوے یا عدا اٹھ نو بجے دن تک نہیں اٹھنے ہی نہ دیوے تو کیا وہ مالک مکان  
 ان دولڑکوں کا دوست اور دیگران کا دشمن نہ سمجھا جاوے گا پس کیا اس سطرچ سوامی جی  
 کی اس بات کے صحیح ہونے پر بھی جو کہ سہ گز بھی فیصد نہیں ہو سکتی یہی خرابی نہ واقع  
 ہوگی کہ پریشور پریشپاتی (طرفدار) وغیرہ ہونیکا الزام عاید ہوگا۔  
 اسکے علاوہ سوامی جی نے کوئی شناسہ ہی پرمان بھی تو نہیں پیش کیا کہ ایسا کہاں کہاں  
 ہوا ہے کہ (۱) دنیا کے شروع میں ایک انسان نہیں پیدا ہوا بلکہ بہتیرے پیدا کیے





سے پیدا ہو رہی ہیں وہ زندہ مثال موجود ہیں۔

اسی طرح جو لوگ زیادہ جسمانی محنت مشقت کرتے ہیں یا دعوپ و گرم ملکوں میں رہتے ہیں وہ کالے یا بھلے ہوتے ہیں اور جو لوگ زیادہ آرام میں رہتے ہیں یا دماغی محنتوں میں وقت صرف کرتے ہیں وہ اور سرد ملک کے رہنے والے صاحبان بھی گورے اور خوبصورت ہوتے ہیں چنانچہ ہندوؤں میں بعض بعض ایسی قومیں موجود ہیں جو شہتہا پشت سے جسمانی محنت مزدوری نہیں کرتے چنانچہ انکا رنگ روپ دیگران سے نرالا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ ہی اگر اپنی حالت کو تبدیل کر دیں تو قدرت انکی شکل صورت میں بھی فرق پیدا کر دیگی پس یہ ممکن ہے کہ ایک انسانکی اولاد بڑھتے بڑھتے جب سفید بڑھ گئی کہ مختلف ملکوں کو گھیرنے لگی تو انیکلنڈ جیسے سرد ملک میں جو لوگ جا بیٹے انکی اولادیں گوری اور حبش جیسے گرم ملک میں جا کر آباد ہو بنوالوں کی اولادیں کافی بھنگی بن گئیں۔ اور ہم اہل ہند کا شمار درمیانی درجہ میں رہا۔ یہاں بھی کشمیر اور حراس کے باشندگان کو ملا دیکھو کہ زمین آسمان کا فرق موجود ہے۔

عالمان پورپ نے یہ تو ثابت کر لیا ہے کہ بنی نوع انسان کی زبان ایک ہی تھی پس ہماری رائی میں یہ بھی تسلیم ہی کرنا پڑیگا کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی آل اولاد ہیں۔ اور اس بارہ میں جو سوامی جی تے ॥ ایک کثیر کسی منتر کا لکھکر یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ بچور وید کا منتر ہے پس معصفت تم بجا سکرنا اس پر اعتراض کیا کہ یہ فقرہ بچور وید میں نہیں شروع سے آخر تک بھی نہیں ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ لبتہ اسکا ایک حصہ پرش سوکت کے نویں منتر سے کچھ ملتا جلتا ہے وہ اسطور پر کہ وہاں تو **साध्या ऋषयश्च ये** (جو سادھی اور رشی) تھا مگر سوامی جی نے لفظ سادھیہ کو کال کر اسکے بجائے منوشیہ ایزاد کر لیا اور تب یہ **मनुष्या ऋषयश्च ये** (انسان اور رشی) ہو گیا۔

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی زبردست مخالفت دی ہے کہ وید ہی ذمہ دار کتابوں کا نام لیکر ایسے حوالہ جات پیش کر دینا جو ان میں درج نہیں اور اگر بالفرض بھول سے کسی دو منتر کے بجائے دو منتر اور ج ہو گیا تھا تو اب تک سات مرتبہ یہ بتایا کچھ پرکاش شالچ ہو چکی

کی اس غلطی کو اتنا تک دوسرا تے رہنا ہی غم دہری تھا، لیکن یہ توجب ہوتا کہ سچائی اور عقود  
سے کام لینا مقصود ہوتا نہیں وہاں تو دوسروں کو برا بھلا کہنے کے سوا کسی بات سے  
سرور کا یہی نہیں ہر اب ذرا پنڈت مہسی رہ صاحب کی دھینگا دھینگا ہی ملتا رہتا ہو۔ وہ  
جواب میں حسبِ دل فرماتے ہیں۔

راش سے انسان پیدا ہوتا ہے یہ جگہ مہشت چاند برہمن کا  
پر پٹھک سا براہمن ہم لٹکا سگے، خرم میں ہوتا ہو کہ منہ اور برہمن دونوں کو ویدنا  
والے آپ (یعنی سنا تہی) یہ نہیں کہہ سکتے یہ یہ کہتا توں نہیں ہر ان قدر ہیں، ذرا آپ  
ہی اس منطق پر غور کیجئے گا جبکہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ کہہ بہشت چاند نامی کتاب کا ہی  
بجور وید کا نہیں ہر تو کیسے تب کی بات ہو کہ اب ہی سید ہر سادے الفاظ میں یہ کہہ کر تے  
کیلئے تیار نہیں ہوتے کہ سوئی جی سے یہ سچ ہے نہ وہوں نے نہشت پتھ کے بجائے  
بجور وید کہہ دیا ہمارے خیال میں پنڈت مہسی رہ صاحب کو یہ تہا کہ وہ ویدک پر سیر  
والوں کو صدمہ دیتے کہ سیدہ جب ستیا رتھ پر کاغذ شایع کر فی جاوے تو الفاظ کو رتبہ  
میں ہے نکال کر اسکے بجائے دست چھ براہمن میں ہو، یہ داخل کریوں لیکن وہ ایسا  
کیوں کرنے لگے وہ تو ہمارے سنا تہی پنڈت کو یہ ڈانٹ بتلا نیکے نے شیر نے رہتی ہو  
کہ تم کس منہ سے مقابلہ کر رہو سنا تے آتے ہو، خیر صاحب گھبرائے نہیں اب  
وقت آگیا کہ علاوہ سنا تہی صاحبان کے دوسرے لوگ بھی آپ کے دروازہ کو  
کھٹکنا دینگے۔ چنانچہ اب پنڈت مہسی رہ صاحب سے عرض ہو، ایک بل سلام آپسے ہی سوال  
کرتا ہے اور آپ کے جواب کا منتظر رہیگا۔ دیکھیں اب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

آگے ایک بہت سی ہوئی تشریح قرینا تین صفحوں کی کر کے پڑھے لکھے کو بھی  
بیوقوف بنائیگی کوشش کشتی ہو۔ لیکن باوجود اس قدر ہاتھ پاؤں مارنے کے  
یہ ہی سوچی دیا منہ کے اس کلنگ کے ٹیکے کو نہیں دور کر سکے کہ ادنیوں نے وید کا  
نام بیکر ایک ایسا حوالہ پیش کر دیا ہے جو دراصل ویدوں میں نہیں ہے۔ اس قدر طول  
طویل تشریح اور گول ماں باتیں بنانی سے تو یہ ہی بہت بہتر اور سچائی پسند صاحبان کو خوش



کرنی والی بات ہوتی کہ یہ کہہ یا جاتا کہ سوامی جی سے بھول ہو گئی اب آئندہ یہ غلطی سدا ہادی  
جائیں گی اس لمبی چوڑی تشریح کے چند فقرہ جات ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں نقل کر کے  
ہیں۔ بریکٹ ہمارے اپنے ہیں۔

”لیکن سوامی جی کے غزبر کردہ اس کلاموں سے جنکو ادھنوں نے ویدوں کے  
کلام ظاہر کیا ہے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ ادھنوں نے اپنی مطلب براری کیلئے فرضی منتر  
گھڑ لیے ؟ (مہاراج جی ! ادھنوں نے فرضی منتر نہیں گھڑے لیکن آپ فرضی دلیل  
توضیر کر رہے ہیں۔ اسی حضرات بن تلوتو باتوں میں کیا رکھا ہے۔ جو غلطی ہوا وہی  
کیوں نہیں درست کرتے)۔۔۔۔۔ صرف لفظ انسان لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خلقت میں  
انسان پر دیا یعنی سردار ہی پس سردار کے اشارہ سے اسی کے ماتحتوں یعنی جانوروں  
پکیر و مچھروں وغیرہ کا بھی مراد کیا جاتا ہے (شباباش ! لال مچھروں کو بھی مات  
کر دیا۔ ناظرین ذرا سننا ! سوامی دیانند مہاراج تو دہاں پر انسان کی پیدائش  
کا ذکر کر رہے ہیں آگے ثبت ملک میں آغاز پیدائش انسانی کا بیان کرتے ہیں اور اسی  
سلسلہ میں اور آگے جا کر آریہ قوم اور دوسری قوموں کا تذکرہ موجود ہے لیکن جب اس کے  
پیلے اس اعتراض کا کہ سوامی جی نے وید کے نامہ سے کسی غیر کتاب کی عبارت نقل کر دی  
ہے جواب دیتے اور جب کوئی مہر چھٹی کارگر نہ ہوتی تو کیسی عمدہ تشریح بنا رہے ہیں کہ  
لفظ منوشہ (انسان) سے تمام جانوروں کی پکیریں بیان تک کہ مچھروں وغیرہ تک کی پیدائش  
سے مراد ہے آریہ صاحبان ! کیا انہیں تشریحوں کے بھروسے اپنے تمام دنیا کے مذہبوں کو  
دعوت دیدی ہو کہ وہ اپنا اپنا مذہب ترک کر کے آپ کے شاگرد بن جاویں۔ اچھا ذرا پڑھو تو  
صاحب یہ تو بتلا دیں کہ پھر پھر سوکت میں تمام جانوروں کو گویا گویا وغیرہ کی فہرست کیوں بیان  
کی گئی ہو سکے سزا انسان میں تو وہ سب شامل ہو ہی گئے تھے۔ (وہ تعصب کتے ہیں)۔۔۔ اور سوچنا  
چاہیے کہ ان کے (سوامی جی کے) اس سوال کا جواب یہ جو وید سے ملتا ہے کہ خلقت کا آغاز ایک  
ایک جاندار ہی ہوا یا بہتوں سے ؟ یہ جو وید کے اکتیسویں ادھیائ میں یہ آٹھواں منتر ہے کہ

तस्मात्तस्माज्जाता अजायत ॥ यजुः ३१/८ ॥

اسکا مطلب یوں ہے کہ اس پریش پر مائعات گھوڑے بیچا و پر دانت والے اور گائے وغیرہ ایک طرف کی دانت والی اور بکری جیشہ وغیرہ سب پر دانتوں ... (ابنی حضرت با سوال دیکھا جواب دیکھتے ہیں تو یہ کہتا ہے کہ انسان کیسے زیادہ دنیا کے شہ و رخ میں پیدا ہوئے تھے۔ بات کا ثبوت آپ ویدوں سے تلاش کریں دیکھیں ورنہ اپنی اسلام اور اہل ہندو کی رائے سے آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ایک ہی انسان کی اولاد سے ہم سب پیدا ہوئے ہیں گدی میں سوال کا جواب جب چاروں ویدوں کے پیش ہزار شتر میں تلاش کر کے نہ پاسکے تو گویا گایوں وغیرہ کی پیدائش کا ثبوت دیکھیں ورنہ مان لے کہ دیکھو یہاں یہ اعجاز گھوڑا گائی و احسن بلکہ جمع میں ناظرین ایسے بے پندت کسی راجہ مہاراج اشوک گھوڑا اور گائے بنائے دیتے ہیں یا نہیں وہ تو دیکھیں اور پھر ایک ہی بنا ایک ہی تیر اور کیوں نہ بنائے جبکہ تاج کا خیال کرتے ہوئے یہ یاد آگیا کہ آخر آج نہیں تو کمال غریب کیسے نہ کہی اوہم ان سب یونیورس گیموں کی چمک میں) آگے اور ایک منہ نہیں کیا اور راتیں جو الفاظ سناؤ تیر اور شری آگے ہیں ان سے انسان کا مریوینا پانچ دیکھیں سوال کا ایک ہی جواب نہیں ملتا سوال اب بھی دستور قائم ہے کہ منہ نہ پانچ انسان فقط جن میں دیکھا یعنی ویر کا ایسا کوئی مشتر پیش کرے کہ انسان کی شرت آغا خلقت میں پیدا کیے گئے۔ ورنہ منہ نہ پانچ اور دیکھیں تو سب۔

اور بھی آگے فز ۲۴ سطر، یہی سلسلہ میں پنڈت تلسی ام صاحب فرماتے ہیں کہ بس صرف  
فرق یہ ہے کہ **अस्मादश्वा अजायत** اس سے طور سے پیدا ہوئے) کے عوض میں سوامی  
جی کی تحریر **अतो मनुष्या अजायत** اس سے انسانوں کی پیدائش ہوئی ہے اور **अतो  
अस्य मनुष्या अजायत** اس سے انسان اور رشی لوگ بھی پیدا ہوئے) کے عکس پر **अतो  
अस्य मनुष्या अजायत** انسان اور رشی لوگ پیدا ہوئے، اب اس فقط اتنا ہی فرق ہے (واہ صاحب واہ آپ کے نزدیک  
بس اتنا فرق کوئی بات ہی نہیں ہے۔ انسان سے کیوڑا بنانا جتنے نزدیک کوئی زیادہ فرق نہ کہتا ہو  
آنگو کیا کہا جاوے تعجب یہ ہے کہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ دنیا بھر کا شہ بار کر نیکیا اور تلم مذہبوں کی



خراشاں دور کردیونگے۔ واہ! خود را فضیلت دیگران را فضیلت (لیکن دونوں منہ پر)  
 میں یہ بات موجود ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے (خاک موجود ہے کیا اسی کا نام تپانی  
 سے تحقیقات کرنا ہے تو علامہ پریموں کو بھی سو قوت بنانا کہے کہتے ہیں) اور یہ  
 بھی ممکن ہے کہ بولنے یا کہنے میں یہ فرق ہو گیا ہو (ہاں! اب آپ شکاتے پرانے  
 مگر ذی زبان سے کیوں۔)

۲۲

ناظرین! اپنی ایش عالم کا بیان منو سہرتی میں ہی آ رہی ہیں یا یا جاناسے اور پندت  
 تلسی رام صاحب نے جو منو سہرتی پر تیسرے شالاج کی ہے تھیں۔ سکے شعلہ شلوکوں کو اگرچہ  
 پرست (ناجاہی نہیں مانا ہے لیکن جہاں کہیں دیانت میں عبد کو رہنا ہو آجھا وہاں  
 اصل الفاظ سے خلاف میں مانی ارشد کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اسلئے ہم آپ صاحبان پر  
 بات کی حقیقت ظاہر کر نیکی کے منو سہرتی کی تحریرات میں روح اور مادہ اور  
 سرگرتی کی قدامت یا اور اسی کوئی بات ہرگز نہ گریجی ثابت نہیں ہوتی بل میں ان  
 شلوکوں کو منو لفظی ترجمہ پیش کیے دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ نوٹ میں پندت تلسی رام صاحب  
 کے ارتھ کی پرتال بھی کرتے جائیگے۔ ان شلوکوں کو ہم بھی نظر انداز کر دیونگے ہگو پندت  
 تلسی رام صاحب نے کثرت مان لیا ہے اس آریہ زبان کو اس پر ناس توجہ کرنی لازم  
 ہے کیونکہ سبیل شلوکوں کو نا جاہی نہیں کہہ سکتے جو صاحب ان شلوکوں کے حسب  
 ذیل لفظی ترجمہ کو غلط سمجھتے ہوں وہ بڑی خوشی کے سنسکرت داں صاحبان سے اسکی  
 پرتال کرا سکتے ہیں۔ وہ ہوندا۔ منو سہرتی اور ہیا را اول شلوک نمبر ۵

असिदिदम् तमो भूतम् प्रजातमलक्ष्णम् । अप्रतर्क्ये भविज्ञे  
 - यं प्रसृष्टमिव संवतः ॥ मनुः ३३.५ श्लोक ॥

असिदम् इदम् तमः भूतम् अज्ञातम् अलक्ष्णम् । अप्रतर्क्यम्  
 अनित्यम् प्रसृष्टम् इयं संवतः ॥

ترجمہ - (۱) یہ (۲-۳) تاریکی سے گھرا ہوا (۴) تمیز کے ناقابل ایسی جسکی تمیز نہیں کی جاسکتی

(۵) بلا نشان ۲، بلا دلیل (یعنی جسکی ثابت کرنیکے لیے کوئی دلیل نہیں پائی جاسکتی) (۶) جاننے کے ناقابل (۷) بہت طرف سے (۸) سوتے ہوئے (۹) اکی مانند (۱۰) تھا۔ ۵۔

نوٹ اس کا ترجمہ بذاتِ مفسر صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔  
 ”یہ لہجہ (مہارے کال میں) پر کرتی روپ و رنگشوں سے بہت  
 بلا نشان، دلائل کے ذریعہ در سو روپ رنگوں سے جاننے کے ناقابل  
 سب طرف سے پسند کی ہی نہ تھی۔“

میں غلطی پر کرتی تھی مگر میں کس لہجہ سے وہ دیکھ گیا ہے ناظرین  
 خود میں بات کی تحقیقات و حیرت میں کر پڑیں۔ یہاں شلوک میں کہہ دینا چاہیے  
 کی، اشارہ تک بھی ملتا ہے۔ ۵۔

یہ کہ محض اریوں کے تعصب کا یہ اظہار ہے۔ ہاں شاید یہ صاحبان کہیں  
 کہ لفظ ”یہ“ سے ہی یہاں مطلب لیا گیا۔ یعنی جو شے تاریکی سے گھری ہوئی  
 تھی وہ ہی پر کرتی ہے پس اس کا جو ب یہ ہے کہ جو کہ یہ لہجہ عالم کے مضمون  
 کا آغاز منورانی میں کسی شلوک سے ہوتا ہے پس یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ  
 لفظ ”یہ“ اوپر کے کسی دھماکے پر کرتی دغہ پر اشارہ کرتا ہے۔ پھر اس کے سوا اور  
 کیا ہو سکتا ہے کہ منوجہا راج، پنے خاں میں یہ تمام خلقت کا اشارہ کر رہی  
 ہیں کہ یہ جو تمام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ چنانچہ اگر بالعرض اس  
 لفظ ”یہ“ سے جو شے سمجھی جاسکتی ہے، سکوں فانی (پیدا ہونے سے قبل موجود  
 ہونا) یا بدی تو نتیجہ یہ ہو گا کہ پھر یہ تمام خلقت ہی اری و فانی ثابت ہو جائیگی  
 وہ پر کرتی کی ازلیت کے خدائے نو تمام موجودہ خلقت کو ہی ارفانی ثابت کر دیا  
 پھر نو پودہ صاحبان کا اصول ثابت ہو گیا کہ دنیا ہمیشہ سے خود بہ خود موجود ہے۔

پس لفظ ”یہ“ کی صرف یہی مراد ہے کہ یہ پیدا ہونے سے قبل جو کچھ تھا وہ تاریکی سے گھرا ہوا  
 ناقابل تمیز۔۔۔ وغیرہ۔ اب اگر سوال کیا جاوے کہ پھر وہ کیا بنے تھے۔ آخر کچھ تو



رہی ہوگی کیونکہ اگر بالکل (۱۳) لویا۔  $\Delta$ ۔

تایید ہوا کہ وہ جو کچھ بھی تلسی رام صاحب یوں ہے۔

تو اسکا جواب یہ ہی کہ اگر پر (جسم) کے مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کرنے کی خواہش  
جو (صرف تین مخلوقوں کا) یہ خاصہ پانی کو پیدا کیا اس میں ریح کو رکھا، یہاں  
وہ کیا تھی جو تاریکی سے کمری تھی (یہ مادہ) لیا جانا چاہیے۔ یہ ہمیشہ اسکا  
فراموشی ہے کہ وہ ایسی حالت تھی کہ نہ تو تیز نہ

و نہ ہی اس کے کوئی نشان پائے جاسکتے ہیں تو ظاہر آریہ سحر زیند صاحب یہ مانتے  
ناظرین اور چند گاہہ فقہ و یاد کر لیوں "شب" نہ چھوڑنے پیدا کر دیا تو پھر اس پر  
اور پرورج کر آئے میں پس جہاں اس لکیر شدہ کی تعلیم کا عقل میں نہیں آتی  
کے اس قول کی تائید ہوتا ہے یعنی یہ کہ اس شلوک پیدا ہو گئی۔ اب تو نیند  
ہی تھی جو کہ نہ تو سوتی تھی اور نہ نہیں تھی تو پھر وہ کیا تھی تاکہ اگر صرف دسیان  
فیصلہ ہو گیا کہ دیانندی قدسی کے مطابق برکت و جہ بھی ہو کر وہ نے سے  
کے اندر ہی ہو سکتا ہے مگر اور چند صاف طور پر کہتا ہے کہ تبتی نہ تھی۔ **مخلقت**  
**مہا بھگوان : व्यक्तो यञ्जयन्निदम् ।**

महा भूतदि वृत्तौ जाः प्रादुरासितमो नृदः ॥ ६ ॥

ततः सत्यम्भूः भगवान् अयं कः व्यञ्जयन् इदम् । महा  
भूतदि वृत्तौ जाः प्रादुरासितमो नृदः ॥

ترجمہ :- (۱) تب جبکہ سب تاریکی سو ڈھکا ہو تھا تو اس کے بعد (۲) سو میں بھونچے خود مختار (۳)  
او کیئت (نرکار بلا جسم) (۴) ہم تاریکی کو دور کر دیا (۵) ہنگوان (پیشور) (۶) مہا بھوتوان  
رغنا یعنی مٹی پانی لگ ہوا آکاش، کور، پرکاش (روشن) کرتا ہوا (۷) اسکو (جو تاریکی کو گھیرا  
تھا) (۸) تقسیم کرتا ہوا (۹) ظاہر ہوا گویا ہی تک پوشیدہ تھا یعنی دنیاوی انتظامات سے علیحدہ  
میں اس کے بعد وقتی رست آگے پیش نہیں ہوئی، وراذریوں (حواس) کو نہ جاننا لایق ہے کہ کال  
قیامت کے خاتمہ پر ہم پر کرتی کی پریشا کرنا (۱۰) آکاش (۱۱) ہوا (۱۲) پانی مٹی وغیرہ کا رنگ (۱۳)  
کے بل کیئت و طاقتوں (۱۴) پریشا کرنا (۱۵) پرکاش (روشن) یا ظاہر کر کے اپنے کو ظاہر کیا۔

نوٹ : اسکا ترجمہ تلسی رام صاحب فرماتے ہیں





مر جا رہا اور اس میں (۱۲) ایچ کو (۱۳) لویا۔ ۷۷۔

نوٹ: اسکا ترجمہ از جانب پنڈت تلسی رام صاحب یوں ہے۔

دو آئے۔ ... اپنے شریر (جسم) سے مختلف قسم کی خلوقات پیدا کرنے کی خواہش کے صرف دسیان سے اول آپ تنو (غصہ پانی) کو پیدا کیا اس میں زچ کو رکھا وہاں غصہ شریر جسم سے ادا دیا ان کارن (ملت ماؤی) لیا جانا چاہیے۔ پرمیشور لیسکا رک ہے اسلئے اسے پرمیشور کہا گیا ہے کہ :-

ناظرین! لکیر شدہ فقرہ کو غور سے پڑھیں اگر دراصل آریہ سحر پنڈت صاحب یہ مانتے ہیں کہ صرف دسیان (یعنی غور و خوض) سے پانی کو پرمیشور نے پیدا کر دیا تو پھر اگر یہ صاحبان کس منہ سے اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اسکی تعلیم انکی عقل میں نہیں آتی کہ سطر پر برہم پر ماتما کے لفظ کن کہنے سے یہ تمام خلقت پیدا ہو گئی۔ اب تو پنڈت تلسی رام جی نے خود ہی اس اسلامی اصول کو قبول کر لیا۔ کیونکہ اگر صرف دسیان (غور و خوض) کرنے سے ایک عنصر پانی پیدا ہو گیا تو کیا لفظ کن کے کہنے سے دسیان (یعنی دسیان) کا بقول لفظ کی شکل میں تبدیل ہو جائے (پانچوں عنصر و تمام خلقت ہیں پیدا ہو سکتی :-

ناظرین! جس سائنس کو مد نظر رکھ کر آریہ صاحبان یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ لفظ کن سے کوئی مادہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اسی سائنس کے لحاظ سے ہم اب پنڈت تلسی رام صاحب سے یہ سوال کر چکے کہ یوں کہا جی (صرف دسیان سے پانی کا پیدا ہونا) سائنس کی کس کتاب میں مندرج ہے یا دوسرے کو کمرہ کیسے وانی جماعت اب خود راستہ بھول گئی۔

پنڈت تلسی رام جی ہمارا جی آئے یہ کیا لکھ دیا اب آریوں کو یا تو سائنس سے انکار کرنا پڑے گا یا آپکے تفسیر کو روٹی خانہ میں پھینکنا پڑے گا۔ لیکن ہماری سمجھ میں سائنس کا پچھاننا نہیں چہورینگے خواہ آپ جیسے عالم فاضل کے رائے کی بے مضمتی ہی لیوں نہ کرنی پڑے۔





کے شامل رہنے پر کام کر رہے ہیں سیطرہ وہ پریشور بھی پر کرتی رہی جسم کی تمولیست  
 کام کرتا ہوگا۔ ناظرین ایسے بات ہو کر یہ گز رہیں ہو سکتی بلکہ بات یہ ہے کہ جسکی جو کچھ لکھ  
 یا لکھا ہو وہ اسکی کو جسم کہا جائیگا ہے پریشور جو کچھ بھی ہے وہ امور و  
 حقائق جملہ نجات کے ایک وجود قرار دے لیا گیا ہے اور پس منوہارا جی اس وجود  
 و اسکا جسم بیان کر رہے ہیں سیطرہ ہم ایک رشتہ کا جسم اسکی جس سے بتوں تک  
 نو کہا کرتے ہیں ایک نسلی ٹیوشن کا جسم *Body of the Institution*  
 ان جملہ کار پر و ان کے مجموعہ کو کہا کرتے ہیں جس کے ہونے سے وہ انسٹی ٹیوشن ان پورٹ  
 رہا ہے اس سیطرہ جسم پر ایک شے پر جو ہو سکتا ہے چنانچہ اس شے کو کہتے ہیں پریشور  
 نے اپنے جسم سے ہے۔ ہے ہی مراد ہے کہ پریشور نے بدست خود اپنے وجود سے کام  
 نفاذات کو پیدا کیا۔

ناظرین ہم اپنی رائے کی تائید میں پیش کردہ جی ایک حوالہ پیش کیے دست ہیں جس  
 سے یہ حتمہ اور بھی صاف طور پر حل ہو جائیگا آئیامنوہارا جی کے دیلا جسم سے یہ ہی  
 مشابہ ہے جو ہم نے سمجھا ہے یا کہ دیکھو۔ وہ ہوتا۔

तदेतत्सत्यं यथा सुदोषात् पावकाद्विस्फुल्लिङ्गाः सहस्र-  
 -शः प्रभवन्ते सरूपाः। तथा तद्विराट् विधाः सोम्य भा-  
 -वाः प्रजायन्ते तत्र चैवापि यन्ति ॥ ऋ० ३०२। ११९ ॥  
 तत् एतत्सत्यं यथा सुदोषात् पर्वणात् बिस्फुल्लिङ्गाः सहस्र-  
 -शः प्रभवन्ते सरूपाः॥ तथा तद्विराट् विवेधाः सोम्य भावाः  
 प्रजायन्ते तत्र च एवं अपि यान्ति ॥

ترجمہ (۱) یہ بات سچی ہے کہ (۲) سیطرہ پر اسد انوب سلگانی ہونی اسم آگ سے  
 (۵) ہزاروں (۶) جسم کل (۷) چنگاریاں (۸) نکلا کرتی ہیں (یعنی آگ کے ذخیرہ  
 چنگاریاں اوتار کرتی ہیں) (۹) اسی طرح (۱۰) اسے پیاسے لڑکے (۱۱) اکثر  
 (۱۲) فنا ہوئے والے یعنی برہمن سے (۱۳) مختلف قسم کے (۱۴) وجود (۱۵) پیدا ہو جاتا  
 ہیں (۱۶) اور پھر بھی (۱۷) وہاں ہی (یعنی اسی برہمن میں) (۱۸) وہاں پہلی جاتی ہیں۔

کہے ناظرین! کیا اب یہ بات ثابت نہ ہو گئی کہ اونپشندوں اور منو سمرتی کے مہند  
 صاحبان نے فید و نکائب لب یہ ہی سمجھا تھا کہ کرگی وغیرہ کوئی شے بیشب سے  
 موجود نہ تھی بلکہ اس واحد خدا نے خود ہی ان تمام مختلف شکلوں کو اپنے من سے  
 پیدا کروایا ہے (جیسا کہ اوپر کی مثال سے واضح ہو رہا ہے) اور یہی بات شکا  
 قہاراج کے پیر و کاراں نہایت پر زور الفاظ میں ثابت کیا کرتے ہیں جنکو آریہ عباد  
 نویں ویدانتی (یعنی قدیم نہیں بلکہ ایک نیا فرقہ مختلفہ علم و یدانت) کہہ کر بدنام  
 جانتے ہیں لیکن ان کو بوجہ نامہ اقصیت زبان سنسکرت یہ علم نہیں ہے کہ وہ بچا  
 شکریت واسے کیا کر سکتے ہیں یہاں تو اصلی الفاظ یعنی من سے ہی ہمہ اوست  
 کا سکہ ثابت ہو رہا ہے۔

اسے آریہ مہاشیو آپ اس کے مقابلہ میں صرف ایک ہی پرمان کسی خو  
 تسلیم کردہ مستند کتاب کا ظاہر کریں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ مادہ و  
 روح اس خلقت سے پیشتر موجود رہتے ہوئے خدا سے مقابلہ کیا کرتے  
 تھے۔

اسے مہاشیو اگر آپ دراصل نفی ثبوت اپنے مہرشی کے رائے کی بنا  
 میں نہیں ظاہر کر سکتے تو کیا اس کے لیے یہ بڑے شرم کی بات نہیں ہے  
 کہ پھر بھی مٹنے کی ایک ٹانگ کھتے چھ جاتے ہیں۔ اسی حضرت آپ  
 سائینس وغیرہ کی پرواہ تو۔۔۔ پیچھے کیجیے گا اول اس مسئلہ اونپشند  
 کی تحریرات پر تو (جو آپ کے دیاندری فلما سنی کو خاک میں ملا رہے ہیں)  
 بڑا ناگ لگائیجیے یا اولنی سیدھی آفا سیریا شایع کر ڈالیے کیونکہ یہ آسان  
 لشکا تو گرو مہاراج آپ صاحبان کو دے ہی گئے ہیں۔ خیر آگے دیکھئے۔

तद्वाङ्मयवैद्विजं सहस्रांशु सम प्रभम् । तस्मिञ्ज्ञे स्व-  
 -यं ब्रह्मा सर्वे लोक पितामहः ॥ ८ ॥  
 तत्तु अद्वाङ्मयवैद्विजं हैमं सहस्रांशु सम प्रभम् । तस्मिन्  
 ज्ञे स्वयं ब्रह्मा सर्वे लोक पितामहः ॥



ترجمہ :- (۱) تب (وہ بیج) (۲) سونے کی طرح (چمکیلا) (۳) چاروں کریوں والے  
(سورج) کے مانند (۴) اندھے کی شکل کا (۵) ہو گیا (۶) اس میں سے (۷) سب  
(۸) خلقتوں کے (۹) پتاسہ (۱۰) پروادا (۱۱) برہما (۱۲) خود بخود (۱۳) پیدا ہوئے۔

आपो नारा इति प्रोक्ता आपो वै नर सूतवः ।

ता यदस्यामनं पूर्वं तेन नारायणाः स्मृतः ॥ ९० ॥

आपो नारा इति प्रोक्ता आपः वै नर सूतवः । ता यत् अस्य  
अमनं पूर्वं तेन नारायणाः स्मृतः ।

ترجمہ :- (۱) پانی کو (۲) نارا (۳) نام سے موسوم کرتے ہیں (۴) کیونکہ وہ  
پانی (۵) یعنی (۶) نر (یعنی پریشور) کا لڑکا ہے (یعنی پریشور سے وہ پیدا ہوا ہے  
اور جو جس سے پیدا ہوتا ہے وہ اس کا لڑکا کہلاتا ہے) (۷) وہ (۸) چونکہ (۹) اس کا  
(۱۱) سب سے پہلا (۱۲) مکان ہے (۱۳) اس وجہ سے (۱۴) اس کا نام (ناراین -  
(نار یعنی پانی میں رہنے والا) (۱۵) سمجھا گیا۔ ۱۰ -

यत्तत्कारणमव्यक्तं नित्यं सदसदात्मकम् ।

तद्विस्मृष्टः स पुरुषः लोके ब्रह्मेति कीर्त्यते ॥ ९१ ॥

यत् तत् कारणम् अव्यक्तं नित्यं सत् असत् आत्मकम्

तत्तद्विस्मृष्टः सः पुरुषः लोके ब्रह्मा इति कीर्त्यते ॥

ترجمہ :- (۱) وہ (۲) جو (۳) کارن (علت) ہے (۴) اوکیئت (نرکار  
یعنی بلا جسم) ہے (۵) نیتہ (لافانی) ہے (۶) ست است والا ہے (یعنی ہستی  
اور غیبتی دونوں کا وہ مالک ہے (۷) اس پر ہر ہم پر ماکہ سے جو پیدا کیا گیا ہے  
وہ (۹) پریش (مرد) (۱۰) دنیا میں (۱۱) برہما نام سے (۱۲) منسوب ہوا۔ ۱۱ -  
نوٹ :- اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام جی نے یوں کیا ہے -

جبکہ تمام خلقت کا اویادان (علت مادی) اور آنکھوں وغیرہ





جی نہیں ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر ہے کہ اس پر ہر ہمیشہ سے جس کو پیدا کیا  
(یعنی پریشور سے پانی میں بیج کو ڈالا پھر وہ انڈے کی شکل کا ہو کر اس میں سے  
جو پیدا ہوا) اس کا نام سنسار میں برہما مشہور ہوا۔ گویا دوم سے الفا نام  
اس پیدا شدہ عالم کے بیان میں منومہا راج فرماتے ہیں کہ جو پیدا و جو پیدا کیا  
گیا وہ برہما نام سے موسوم ہوا۔

اس شلوک میں پرکرتی وغیرہ کا ذکر ہے جس کا ذکر ہم اس بات سے بھی  
ثابت ہے کہ شلوک نمبر ۱۱ میں بیج پڑنے کا ذکر ہوا۔ نوں میں یہ کہا گیا کہ وہ بیج  
انڈے کی شکل کا ہو کر اس سے برہما پیدا ہوا۔ اس میں ہی نام  
نارائن رکھا گیا اور اس کا یہ جو ہیں اس کے منہ کی زبان سے نکلا تھا۔ کیا گیا  
تو اسی طرح اور آگے کے شلوکوں میں جی ہی میں منومہا راج فرماتے ہیں  
جس کا اگلے پچیسے شلوکوں میں ہے کہیں جی پرکرتی کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے  
تو یہاں ناظرین کہ کیا یہ منومہا راج کی اور نہ برہما ہی نہیں ہے کہ ان  
دو روپوں کے غلط معنی مطلب ہوا۔ مگر وہ جو خط یہ کر کے پندت صاحب  
مادرہ کو قدامت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

तस्मिन्नाडे स भगवान्नुषित्वा परिर वत्सरम्।  
स्वयमेवात्मनः ध्यानात्तद्वराहमकरोत् द्विधा ॥ १२ ॥  
तस्मिन् अराडे सः भगवान् उषित्वा परिर वत्सरम्  
स्वयमेव आत्मनः ध्यानात् तत् वराहमकरोत्  
द्विधा ॥

ترجمہ :- (۱) اس نے (۲) بلکوان (۳) نے (۴) اس (۵) نے (۶) میں  
(۷) سال جسے تک (۸) وہ کر (۹) خود ہی (۱۰) نے (۱۱) نے (۱۲) دیان (غیر  
نویس) سے (۱۳) اس نے (۱۴) کو (۱۵) و (۱۶) کر (۱۷) کیا (۱۸) +

نوٹ۔ اس شلوک سے ثابت ہے کہ انڈے کے دو ٹکڑوں سے ہی زمین اور آسمان بنائے گئے ہیں۔ نیچے والے حصے سے زمین اور اوپر والے سے آسمان (دو دیوے) یعنی بہشت یا روشن کردہ بنائے گئے۔

ناظرین! جو آریہ صاحبان اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ وہ سائنس کی معلومات سے خلاف یہ تعلیم دیتی ہے کہ آسمان چھت کے مانند ہے انکو اس کا لازم ہے کہ اس شلوک کے معنی طلب کو سائنس کے ڈھانچے میں ڈھال لیوں پھر اپنے اس اعتراض کا جواب مانگیں کیا ایک انڈے کے دو حصے کئے جا کر ایک سے زمین کا بنایا جانا۔ دوسرے سے اس کا جواب کہ وہ زمین میں کوئی کردہ بنایا جانا خواہ اس کا نام دو۔ سوگ یا کچھ ہی۔ کھ لیا جاوے نہیں ظاہر کرتا کہ جہاں یہ بات اسلامی تعلیم سے بالکل ملتی جلتی ہے۔ ہاں سائنس کے فیصلوں سے خلافتِ مسندِ تلمیسی۔ ام جی مہاراج! اپنے اس شلوک کو جی کوشش میں کیوں نہ ڈال دیا تاکہ آریہ اصولوں سے سائنس کی باسوافقت نہ ہونے پاتی اب آپ کے وہ دو صاحبان جو محض اسوجہ سے سماج میں جا داخل ہوئے ہیں کہ اسکی تعلیم سائنس کے موافق ظاہر کی گئی ہے آپ کی یہ بات کب مانیں گے۔

ناظرین! شاید آریہ صاحبان یہ کہیں کہ ہم اس نیلے رنگ والے کو جو اوپر نظر آتا ہے وہ نہیں مانتے لیکن اسلام پر اسوجہ سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اسی کو آسمان مان کر یہ بتلاتی ہے کہ یہ ایک تجسمِ شمس یا آریہ کے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خواہ یہ نیلے رنگ والا نہ ہی لیکن اسوالِ کربشت تو یہ ہے کہ منو مہاراج کی اس قول کے مطابق انڈے کے دو حصوں میں سے جبکہ ایک کی زمین بن گئی تو دوسرے اوپری حصہ کا کیا ہے بنایا گیا پس اس سے جو کچھ بنا وہ ظاہر ہے کہ اس زمین کے ہی مانند اوپر کو ہو گا اور پس ہم اسی کا نام آسمان رکھ کر آریوں سے دریافت کرینگے کہ وہ یا تو اسلام سے اپنا یہ اعتراض واپس لیں جو ان کے گرد مہاراج نے بھی درج فرمایا ہے (دیکھو اردو سنٹیارٹھ پر کاش صنم)۔



کہ وہ زمین کو فرشتوں کے مانند تصور کرتی ہوئی آسمان کو آسما چیت قرار دیتی ہے۔  
 (کیونکہ اب یہی اعتراض آیوں کی مستند کتاب موسمی کے اس نسلوک پر بھی  
 عام ہوتا ہے) اس نسلوک کی کوئی گواہی موانہ نفس و تشہیر گئے کہ اس سے  
 سائنس کی موافقت کریں بھرتہ بھی دیکھیں گے کہ وہ اپنی ایسی کوشش  
 میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ۱۳۔

उद्धवहोत्मनश्चैव मनः सदसदात्मकम् ।

मनसश्चाप्यहङ्कारमभिमनन्तामिश्रकम् ॥ १४ ॥

उद्धवहे आत्मनः चैव मनः सदा सदा आत्मकम् ।

मनसः च अपि अहङ्कारम् अभिमनन्ताम् ईश्वरम् ॥

ترجمہ : (۱) اس برہمانے (۲) آتما ت (یعنی اپنے وجود سے) (۳) ہی ثقیلاً  
 (۴) ست استوائے (۵) سریشور خود کو کرنے والی طاقت کو (۶) اور  
 اس سے (۷) اشکارا (انانیت) کو (۸) جو کہ اپنے میں فاعل ملنے والا  
 (۹) الیثور (مالک یا خود مختار) ہے (۱۰) مہا کیا۔ ۱۴۔

महान्तमेव चात्मानं सर्वोऽणि त्रिगुणानि च ।

विषयाणां ग्रहीतृणि शनैः पञ्चेन्द्रियाणि च ॥ १५ ॥

महान्तम् एव च आत्मानं सर्वोऽणि त्रिगुणानि च ।

विषयाणां ग्रहीतृणि शनैः पञ्च इन्द्रियाणि च ॥

ترجمہ : ۱۱۔ ۱۲۔ مہا ان آتما (۱) ہتھو (۲) اور سب (۳) تین طرح کے گنوں  
 (۴) ست رچ تم کو اور (۵) وشیول (لذات و محسوسات) کو (۶) حاصل کرنے  
 والی (۷) پانچوں اندریوں (حواس خمس) کو (۸) رفتہ رفتہ برہمانے پیدا کیا۔  
 اسے نفی میں تو ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ لیکن یہاں مطلب دل کی دو مختلف طاقتوں کی  
 ہے ایک منفک دوسرا کلپ یعنی ایک تو کسی نیک کام کو کرنے کو سکا را اور دوسرا  
 کسی فعل بد کو ترک کر سکی خواہش پس گویا ایک کی ہوتی ہے دوسری کی نہیں ہو۔

तेषां त्वयवान् सूक्ष्मान् पराणामप्यमितौजसाम् ।  
सन्निवेश्यान्मात्रासु सर्वे भूतानि निमेषे ॥ ९६ ॥

तेषां तु अवयवान् सूक्ष्मान् पराणाम् अपि अमितौज-  
-साम् सन्निवेश्य आत्म<sup>۱</sup> मात्रासु सर्वे भूतानि निमेषे ॥

ترجمہ - (۱) ان ۱۲ اجزاء (۳) بڑے طاقت والوں کے (۴) سوکھم  
الطیف، (۵) اویوں (اعضا) کو (۶) آخر مائے الارواحانی جسم میں (۷) قائم  
کر کے (۸) سب (۹) ہوتوں (نفسوں) کو (۱۰) لبریکانے، بنایا - ۱۶ -

पन्मूर्त्यवयवाः सूक्ष्मास्तस्यैमान्याः प्रयन्ति षट् ।

तस्माच्छरीरमित्यहस्तस्य मूर्तिं मनोविराः ॥ ९७ ॥

षट् मूर्ति अवयवाः सूक्ष्माः तस्य इमानि प्राप्रयन्ति षट्  
तस्मात् शरीरं इति शब्दः तस्य मूर्तिं मनोविराः ॥

ترجمہ - (۱) چونکہ (۲) اس جسم کے (۳) سوکھم (الطیف) (۴) چھ (۵-۶)  
سورنی شکل کے اعضا، (۷) ان کا (۸) سہارہ رکھتے ہیں (۹) پس (۱۰) اس  
(۱۱) پیشی عقائد کے (۱۲) صورت (شکل) کو (۱۳) جسم (۱۴) کہا جاتا ہے

तदाविशन्ति भूतानि महान्ति सह कर्मभिः ।

मनश्चावयवैः सूक्ष्मैः सर्वे भूत कृदव्ययम् ॥ ९८ ॥

तदा आविशन्ति : भूतानि महान्ति सह कर्मभिः । मनः

च अवयवैः सूक्ष्मैः सर्वे भूत कृत् अव्ययम्

ترجمہ - (۱) تب (یعنی جب انسانی جسم مذکورہ بالا تیار ہو گیا) (۲-۳) بہت  
جوت (۴) سوکھم الطیف، (۵) اویوں (اعضا) کے (۶) ساتھ (۷) اس  
جسم میں داخل ہوتے ہیں (۸) اور سب ہوتوں کا بنانیوالا (۹) اوکے (غیرت نہ  
ہونیوالا) (۱۰) من (۱۱) کریوں (افعال) کے ساتھ (۱۲) جسم میں داخل ہوتا ہے

तेषामिदं तु सप्तानां पुरुषाणां महोजसाम् ।

सूक्ष्माभ्यो मूर्ति मात्राभ्यः सम्भवत्यव्यया द्वयम् ॥ १९ ॥

तेषां इदं तु सप्तानां पुरुषाणां महो जसाम् । सूक्ष्माभ्यः

मूर्तिमात्राभ्यः सम्भवति अव्ययात् व्ययम् ॥

ترجمہ - (۱۱) ان (۱۲) سات (۱۳) بڑے طاقت والے (۱۴) پریشوں کے (۱۵)

سوکشم (طیف) (۱۶) مورتی मात्रاؤں (ویکینا سننا و خنیہ اوصاف) کے ذریعہ

(۱۷) اس آرتے (انناش) مونیوا لے پریشور سے (۱۸) یہ (۱۹) دیکھے انناش

مونیوا (خلقت) (۲۰) پیدا کی جاتی ہے - ۱۹ -

نوٹ - سات پریش سے مراد ان سات اشبا سے ہے جنکا اوپر ذکر کیا

ہے یعنی (۱) اینکار (ویکیشلوک نمہ ۱۱) (۲) بھتکار (پان گیان اندریاں

یعنی حواس خمسہ) (ویکیشلوک نمہ ۱۵)

आद्याद्यस्य गुरां तेषामवाप्नोति परः परः ॥

यो यो यावतिथ्यश्चैव स स तावद्गुराः स्मृतः ॥ २० ॥

आद्याद्यस्य गुरां तु एषां अवाप्नोति परः परः ॥ यः यः

यावतिथ्यः च एषां सः सः तावत् गुराः स्मृतः ॥

ترجمہ - (۱۱) ان میں سے (۱۲) اول اول والے کے (۱۳) گن (اوصاف)

(۱۴) الگ الگ والے میں (۱۵) جا موجود ہوتے ہیں اور (۱۶) ان میں سے (۱۷)

جو جو (۱۸) جتنے شمار والے ہیں (۱۹) اود (۲۰) اوتنے اوتنے (۲۱) گنوں والو

ہوتے ہیں (۲۲) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲)

بہراجسم (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲)

نوش (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲)

بہراجسم (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲)

ترجمہ - (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) اود (۴) جتنے (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲)

حقہ سے (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)



اور سیطرہ شکار کو پہنچا دینے کی آکاش کا ایک گن ہے۔ موابس دو۔ آگ میں مین  
پانی میں پانی اور مٹی میں پانیوں گن موجود ہیں چنانچہ مٹی میں (۱) اور مٹی میں (۲)  
ہے (۳) اس سبب سے (۴) شکر میں ہے (۵) اور (۶) بوجی ہے۔  
اسی طرح دیگران کو بھی سمجھنا چاہیے۔

सर्वेषां तु स नामानि कर्मणि च पृथक् पृथक् ॥

वेद शदेभ्य एवादौ पृथक् संस्थाश्च निर्ममे ॥ २१ ॥

सर्वेषां तु सः नामानि कर्मणि च पृथक् पृथक्  
वेद शदेभ्य एवादौ पृथक् संस्थाः च निर्ममे ॥

ترجمہ۔ (۱) اس (پر) نے (۲) بھوں کے (۳) ناموں کو اور (۴)  
کرموں (افعال یا فعل) میں (Datives) کو (۵) علیحدہ علیحدہ طور پر (اور ان کے  
مستثنیٰ) ان کے متعلق فیصلہ (۶) کو بھی (۷) دیکھو (۸) ہی (۹) شروع  
میں (۱۰) سطر کیا۔ ۲۱۔

कर्मामनां च देवानां सोऽसृजत् प्राणिनां प्रभुः ।

साध्यानां च गणं सूक्ष्मं यज्ञं चैव सनातनम् ॥ २२ ॥

कर्मामनां च देवानां सः प्रसृजत् प्राणिनां प्रभुः ।

साध्यानां च गणं सूक्ष्मं यज्ञं चैव सनातनम् ॥

ترجمہ۔ (۱) اس (۲) پر (پر) نے (۳) کرم و انوں (افعال کو عادی)  
(۴) دیوتاؤں (۵) پرانیوں (۶) خلق و فانی (۷) اور (۸) سادھیاں کے (۹)  
گرمیوں کو اور (۱۰) سوکھ (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

سناतنام ॥ ۲۲ ॥

سناतنام ॥ ۲۲ ॥

سناتنام ॥ ۲۲ ॥

ترجمہ: (۱) گنی (۲) والیور (۳) روی (یعنی سورج) (۴) ان تینوں سے (۵) تین  
(۵) ساتن (قدیم) (۶) برہمنی وید (۷) لڑکے (۸) ایکوہ (۹) سام (۱۰) اری  
نشانوں (والی میں ان) کو (۱۱) ایکہ کی (۱۲) سدی (کامیابی کے سے اس) اس  
برہمنے) دوہا - ۲۳ -

نوٹ - اس تیلوک مفصل بحث دیکھو غنوں ویدکس پر نارل ہوئے ہیں

कालं कालं निर्मकृच्च नक्षत्राणि ग्रहांस्तथा ।

सरितः सागरान् शैलान् समीनि विषमंणि च ॥ २४ ॥

(۱) وقت کو (۲) وقت کے حصوں (منٹ سکند وغیرہ) کو (۳) کنسروں  
زمانہ کی تقسیم طاسر کر نیوئے آسمانی سیارہ گان کو (۴) ر (۵) آریوں سیارہ  
گان کو (۶) اندیوں کو (۷) مندر کو (۸) پیاڑوں کو اور (۹) براہیوں کو (۱۰) غیر  
زمینوں کو پیدا کیا - ۲۴ -

तेषां वाचं रतिं चैव कामं च क्रोधमेव च ।

सौष्टिं सौष्टिं चैवमां सौष्टिं मिच्छन्निमाः प्रजाः ॥ २५ ॥

(۱) ان (۲) پرجاؤں (مخلوقات) کو پیدا کرنے (۳) کی خواہش (۴) تپ  
دریانت کو (۵) بانی (آواز) کو (۶) رتی (شہوت) کو (۷) اسکے عروج اور بھی  
(۸) کام (خواہشات) کو (۹) غصہ کو (۱۰) غمگنہ اس طرح کی (۱۱) سستی (پیش  
کو (۱۲) جی (۱۳) اور برہمنے، سر جا - ۲۵ -

कमेराणां च विवेकायै धर्मा व्यवचेष्टत ।

द्वन्द्वैरयोजयिष्येमाः सुखार्थेन पुनः प्रजाः ॥ २६ ॥

वेराजमस्त

(۱) دو عزم اور عزم کو (۲) علیحدہ علیحدہ

بہ آرام تکلیف (غیر) اور (۳) دو

विराजम अस्तं प्रभुः ॥

ترجمہ - (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) دو حقے (۴) ۲۰

حقہ سے (۵) اور (۶) (۷) اور دوسرے) نصف





لوگ (۵) جھوٹوں کے (قابو میں ہو گئے) - ۲۵ -

यत्तु लिङ्गान्यतः स्वयमेव तु पर्यये ।

स्वनि स्वानि अमि पद्यन्ते तथा कर्मणि देहिनः ॥ ३० ॥

यथा ऋतु लिङ्गानि ऋतवः स्वयमेव ऋतु पर्यये ।

स्वनि स्वानि अमि पद्यन्ते तथा कर्मणि देहिनः ॥

ترجمہ :- (۱) جب طور پر کہ (۱۲) تو میں (موتیں) اس لئے اپنے اسم فصل میں (۵) اپنی اپنی (۱۴) فصل کی نشانیوں کو (۱۵) نظام کرتی ہیں (۱۶) ایشیہ اور (۱۷) یسودا (۱۸) انسانوں وغیرہ کے (۱۹) افعال (۲۰) ابھی اپنے وقت پر خود بخود اپنا شمار لاتی ہیں

लोकानां तु बिबृक्ष्ये मुरव बाहुरूपादतः ।

ब्राह्मणं शत्रियं वैश्यं शूद्रं च निर्वर्तयत् ॥ ३१ ॥

लोकानां तु बिबृक्ष्ये मुरव बाहु उरु पादतः ॥

ब्राह्मणं शत्रियं वैश्यं शूद्रं च निर्वर्तयत् ॥

ترجمہ :- (۱) لوگوں (انسانوں) کی (۲) ترقی کیلئے آبادی بڑھنے کی خاطر سے (۳) رستم (۴) بازو (۵) جاگمہ (۶) اور پاؤں سے (۷) براہمن کو (۸) کشتریہ کو (۹) ویشیہ کو اور (۱۰) شودر کو (۱۱) پیدا کیا - ۳۱ -

نوٹ اس بارہ میں سناتی ہندوؤں اور آریوں کا بڑا جھگڑا ہے پس اس پر مفصل بحث دیکھو مضمون پیدائش سے ورنہ ذات کی فضیلت

द्विधा कृत्वात्मनो देहमध्येन पुरुषोऽभवत् ।

अध्येन नारी तस्यां स विराजमस्तजत् प्रभुः ॥ ३२ ॥

द्विधा कृत्वा आत्मनः देहम अध्येन पुरुषः अभवत् ।

अध्येन नारी तस्यां सः विराजमस्तजत् प्रभुः ॥

ترجمہ :- (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) دو حصے (۴) کر کے (خود ہی) (۵) نصف حصہ سے (۶) مرد (۷) اور دوسرے نصف حصہ سے (۸) عورت (۹) پیدا

ہوگئی (۱۰) اس ۱۱ پر بھو (برہما) نے ۱۲ اس عورت (کے ذریعہ) سے ۱۳ اس (یعنی تمام برہما) سے خلقت کو اس ۱۴ پیدا کیا۔ ۱۵

نہ ٹھہرتی تھی رمتی کا اس لٹوگ کے مذکورہ بالا اچھڑا اتفاق ہے پس اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ بات مسلمان عیسائی صاحبان کہتے ہیں تو اگر یہ صاحبان انکی تعلیم کو خلافت اہل حق اور سائنس کہہ کر خلاق کیا کرتے ہیں لیکن افسوس کہ انکو اپنی گمراہی خبر نہیں ہے۔

مسلمانوں مسلمانوں کے محاورہ میں یوں ہے کہ خدا نے باوا آدم کی پسلی سے حق کو پیدا کیا اور زخمہ ہا راج جی یہ فرماتے ہیں کہ برہما کے جسم کے دو حصے ہو گئے ایک مرد ہو گیا دوسرے عورت ہو گئی اور پھر اسی مرد نے انسی عورت کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو پیدا کیا اب نصف مزاج ناظران غور کریں کہ ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے بار احوال ہے کہ طرز فکر یہ خدا کا نہ ہے ورنہ اصول دونوں کا ایک ہی ہے۔

اب کئی تاریخ ہاشیہ آپ جو اعتراض دوسرے کرتے تھے وہی آپ یہاں اب بتا رہے ہیں آپ کا سائنس کہہ رہے ہیں کیا آپ پنڈت تلسی رام صاحب کے اس ویڈیو کو کہ یہ تمام پرشیت نہیں ہے تسلیم کریں گے یہ بتاؤ تب ہونا کہ نو عمر تری کو الف سے لے کر تا غلط اور ناجائز تصور کر لیا جاتا کیونکہ باوجود چھوٹا بچہ ہونے کے کہ قدم رست کے چھ پنڈت تلسی رام صاحب کو اس میں ایسے بکثرت ثللو کوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہو دیا نندی تعلیم اور سائنس کے خلاف اظہار کرتے ہیں۔

حاشیہ اب بھی اگر یہ صاحبان سچائی کو قبول کریں گے تو یہ پر قیام ہو جائیں۔ آگے تک مذہب سے اس تک کو پنڈت تلسی رام جی نے پرشیت (ناحانین) مان لیا ہے اسے ہم بھی انہیں نظر انداز کرتے ہیں چنانچہ نام وین کو گے چلتے ہیں

येषां तु यादृशं कर्म भूतानामिह कीर्तितम् ।

तत्तथा बोधिसत्त्वस्य कर्म योगं च जन्मनि ॥ ४२ ॥

۱۔ جن ۲۔ بھوتوں (مخاوقات) کے (۳) اس دنیا میں اقیانوس جیسے (۴) فعل  
 ۵۔ مقرر کیے گئے ہیں (۶) انگواد سید طرح (۷) میں (۸) بڑا (۹) اور پیدائش  
 کا (۱۰) سلسلہ (۱۱) یعنی (۱۲) گنا۔ ۲۳۔

परावश्व मर्गाश्चैव व्यासश्चोभयतोदतः ।

रक्षांसि च पिशाचाश्च मनुष्याश्च जरायुजाः ॥ ४३ ॥

(۱) پشود جانور (۲) مرگ اسیرن وغیرہ (۳) شیر (۴) دونوں طرف دانت  
 والے (۵) راکشس (۶) پشائی (۷) انسان (۸) یہ سب جریج پیدائش میں ہو  
 فوٹ۔ جریج وہ ہیں جو موت سے پیدا ہوتے ہیں۔

वराहजाः पक्षिणाः सर्पा नका मत्स्याश्च कच्छपाः ।

पाँनि चैव प्रकाराणो स्थलजान्यौदकोनि च ॥ ४४ ॥

(۱) پکشی پھیر (۲) ساس (۳) ناک یعنی مکر (۴) چمباب (۵) کیوا (۶) اور جو  
 (۷) اسی طرح کی اور بھی (۸) خشکی میں (۹) مذبذبہ (۱۰) پانی والے (۱۱) (۱۲) میں  
 وہ (۱۳) انڈی یعنی انڈے سے پیدا ہونے والے (۱۴) پیدائش میں ہوئے (۱۵) ۲۴۔

स्येदजं दश मर्षां युक्तामीशरुमुत्तरांम ।

अध्वराश्चोपजायते पञ्चान्यर्किश्चिरोदशम ॥ ४५ ॥

(۱) دیش پنی مجھ (۲) شک جھوٹے جھٹوکاٹے والے (۳) جون (۴) مکتی (۵) کھٹل  
 (۶) اور بھی گرتی سے پیدا ہونیوالے کیڑے (۷) یا اسید طرح کے جو اور دوسرے  
 کیڑے کے کوڑے ہیں (۸) وہ سب (۹) سویت یعنی پینے سے پیدا ہونیوالے  
 (پیدائش میں ہوئے)۔ ۲۵۔

उद्भिजाः स्थावराः सवै बीज काराड प्ररोहिराः ।

श्लोषध्यः फल पाकान्ता बहु पुष्प फलोपगाः ॥ ४६ ॥

(۱) ستھاورا درخت (۲) جو بیج سے زمین میں چوڑا کرتا ہے (۳) اور (۴) شل جیالی  
 (۵) اوویہ جات (۶) تاکے خاتمہ پر پھل ہوتا ہے (۷) گندمر و جھیر (۸) یا اکثر پھل





غلامخروں کی تلومات چرسکا سے فز ہے پائی نہ پھیرے۔  
 ناظرین! نباتات میں حیوی کی موجودگی کسی نہ کسی حد تک یوزوینک کے اہل سبب سے  
 بھی مان رہے ہیں لیکن افسوس! پھر تہ ہوا اپنے بزرگ صاحبان کے فضل کے  
 خلاف سن مانی کھڑت کر رہے ہیں۔

५  
 हतदन्तास्तु गर्भो ब्रह्माद्याः संमुदाहृताः।

पारेऽस्मिन्भूत संसारे नित्यं सततं पाप्मिनि ॥ ५० ॥

(۱) اس (۱) ہمیشہ تبدیل ہوئیوں کے (۲) کہ (۳) سب (۴) میں (۵) بر (۶) ہوں  
 سے لیکر (۷) ان (۸) رفتوں وغیرہ (۹) تک (۱۰) پیدا ہوئے ہوں (۱۱) کا (۱۲) تذکرہ  
 کیا۔ ۵۰۔

एवं सर्वं सृष्ट्वै मां चाचिन्त्यपराक्रमः।

आमिन्यन्तदेव भूयः काले काले पाडयन् ॥ ५१ ॥

(۱) وہ (۲) جسکی طاقت ہمارے خیال سے باہر تھی (۳) اس (۴) میں (۵) پر (۶) ان سب کو  
 (۷) اور (۸) مجھ کو بھی (۹) پیدا کر کے (۱۰) وقت (۱۱) کو (۱۲) اپنی زمانہ گزرنے  
 پر (۱۳) پھر بھی (۱۴) اپنے (۱۵) اندر (۱۶) سب کو واپس کر لیتا ہے۔

यदा स देवो जागर्ति तदैव चेष्टते जगत्।

यदा स्वपिपति शान्तात्मा तदा सर्वं निमित्तिति ॥ ५२ ॥

(۱) جب (۲) وہ (۳) دیو (۴) پریشور (۵) جاگتا ہے (۶) تب (۷) یہ (۸) جگت  
 (۹) خلقت (۱۰) پیشا کرتا یعنی کام کن زمین مشغول رہتا ہے (۱۱) اور جب (۱۲) وہ (۱۳) سوتا  
 (۱۴) رہتا (۱۵) رہتا (۱۶) سوتا (۱۷) سوتا (۱۸) سوتا (۱۹) سوتا (۲۰) سوتا (۲۱) سوتا (۲۲) سوتا  
 (۲۳) تاسمین (۲۴) سواپیتی (۲۵) شانتا (۲۶) اتما (۲۷) تदा (۲۸) सर्वं (۲۹) निमित्तिति (۳۰) ॥ ۵۲ ॥

स्वकामेभ्यो निर्वर्तन्ते यनश्च ग्लानिभ्यश्छति ॥ ५३ ॥

(۱) اس (۲) پریشور کے (۳) سب کام چھوڑ کر (۴) سوتا ہے (۵) کہ (۶) مہا  
 (۷) لے (۸) جسم کے مالک (۹) اپنے (۱۰) کرموں سے (۱۱) علیحدہ ہو جاتے ہیں (۱۲) اور (۱۳)

بھی (۵) کرتوں سے (۱۰) نفرت (۱۱) حاصل کر لیتا ہے۔ ۵۳۔

वृणपत्तु प्रलीयन्ते यदा तस्मिन्महामनि ।

तदायं सर्वं भूतात्मा सुरवं स्वपिति निर्वृतः ॥ ५४ ॥

(۱) جب (۲) اس (۳) مہمان آتما (پریشور) کے (۴) ساتھ میں (۵) لین۔  
(۶) غرقاب ہو جاتے ہیں (۷) تب (۸) وہ (۹) سب بھوتوں (۱۰) و سائر کا آتما یعنی  
ملک (۱۱) سب باتوں سے علوہ ہو کر (۱۲) سکھ کی (۱۳) بندھ سوتا ہے۔

ततो न तु समाश्रित्य चिरं तिष्ठति सोन्द्रियः ।

न च स्वं कुरुते कर्म तदोत्क्रामति मूर्तिः ॥ ५५ ॥

(۱) یہ (۲) اندریوں بہت (۳) کم (۴) سوشویتی کے سہا (۵) رہتا ہوا  
(۶) بہت عرصہ تک ٹہرتا ہوا (۷) پار (۸) کر (۹) نہ (۱۰) کرنا ہوا بھی (۱۱)  
تب (۱۲) مورتی یعنی جسم سے (۱۳) علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ۵۵۔

यदागुमात्रिको भूत्वा बोजं स्थास्तु चरिष्यति च ।

समाविशति संस्पृष्टतदी मूर्तिं विमुञ्चति ॥ ५६ ॥

(۱) جب (۲) انوما ترک ہو کر (۳) نباتات (۴) حیوانات (۵) کی مدد ایش کے ذریعہ  
(۶) روح بالظہر میں (۷) داخل ہوتا ہے (۸) تب (۹) ان میں ملکر (۱۰) جسم کو (۱۱)  
حاصل کرتا ہے

एवं स जाग्रत्स्वप्नाभ्यामिदं सर्वं चराचरम् ।

स जीवति चाजस्रं प्रमाप्यति चाययः ॥ ५७ ॥

(۱) اسطور پر (۲) وہ (۳) افسے کہیں ناش نہ ہونے والا (۴) پریشور (۵) جاگئے اور مرنے  
کے ذریعہ سے (۶) اس (۷) سب (۸) فانی چر (۹) متحرک (۱۰) اچر (۱۱) غیر متحرک (۱۲) خلقت  
نہ انوما ترک کے معنی نیند تلخی یہ تینے یہ کیا کہ جسم کی آخر سا کریا (۱۳) سامان (یعنی (۱۴)  
حیوان (۱۵) اندریاں (۱۶) منو (۱۷) اس (۱۸) تہی (۱۹) دانی طاقت (۲۰) با سنا (۲۱) خواہش (۲۲) رغبت  
(۲۳) کریم (۲۴) افعال (۲۵) دایو (۲۶) ہوا (۲۷) اودیا (۲۸) جے (۲۹) علی ۔



کو (۹) پیدا کرتا اور (۱۰) فنا کرتا ہے۔  
 نوحث - شلوک نمبر ۵ سے ۳۳ تک پرشیت (ناجائز سمجھا گیا ہے) میں جو  
 کریمہ گلام ۶ واں ذیل میں درج کیے ہیں۔

निमेषा दश चाष्टौ च काष्ठा त्रिंशत्तुर्ताः कलाः ।  
 त्रिंशत् कला मूर्हतेः स्यादहो रात्रं तु तावत् ॥ ६४ ॥

(۱) دن اور رات ٹھانی (نمبر ۱۵) ۳۱ نیش (۲) تک کی پلک گرنے میں جتنا وقت صرف  
 ہوتا ہو (۳) کا (۴) ایک کاشما ہوتا ہے (۵) ان (۱۵) تیس (۱۶) کاشماؤں کی (۱۷)  
 ایک کلا ہوتی ہے (۱۸) تیس (۱۹) کلاؤں کی (۲۰) مہورت (۲۱) ہوتی ہے اور (۲۲)

ایسے ہی (یعنی تیس مہورتوں) کا (۲۳) ایک دن رات ہوتا ہے۔ ۶۴  
 अहो रात्रे विभज्यते सूर्यो मानुष दैविके ।

रात्रिः स्वप्नाय भूतानां चेष्टायै कर्मणा मर्हः ॥ ६५ ॥

(۲۴) سورج (۲۵) انسانوں و دیوتاؤں کے (۲۶) دن راتوں کو (۲۷) تقسیم کرتا ہے  
 (۲۸) رات (۲۹) مخلوقات کے (۳۰) سونیکے لیے ہے (۳۱) اور دن (۳۲) کام کرنے  
 والوں کے (۳۳) حرکتوں وغیرہ کے لیے۔ ۶۵

पित्र्ये राज्यहनि मांसः प्रविभागस्तु पक्षयोः ।

कर्म चेष्टास्वहः कृषाः शुक्रः स्वप्नाय शर्वरी ॥ ६६ ॥

(۳۴) پتر لوگوں کا (۳۵) رات دن (۳۶) انسانوں کے (۳۷) ایک مہینہ (برابر) ہے (۳۸)  
 جو کہ دو پتھوں (پھواروں) میں (۳۹) تقسیم ہے (۴۰) کام و حرکت کرنے کے لیے (۴۱) دن  
 کے (۴۲) طور پر (۴۳) کرشن کش (تاریکی کا پھوارہ) ہے اور (۴۴) سونے کے لیے (۴۵)  
 شکل کش (روشن پھوارہ) مقرر ہے۔ ۶۶

दैवे राज्यहनि वर्षं प्रविभागस्तयोः पुनः ।

चंद्रस्तत्रोदगयनं रात्रिः स्याद्दक्षिणायनम् ॥ ६७ ॥

(۴۶) دیوتاؤں کا (۴۷) رات دن (۴۸) انسانوں کے (۴۹) ایک سال (کی برابر)

ستہ (۴) پھر (۵) ان کا بھی (۶) تقسیم اور محیط پر اسے (۷) اپنی اُن میں سے (۸) ان (۹) تو دترین اقصیٰ سال تک سورج شمال کی جانب ہوتا ہے اور (۱۰) رات (۱۱) دکھائی دیکھ سال تک سورج جنوب کی جانب رہتا ہے (۱۲) ہوتی ہے +  
 نوٹ۔ مگوت، سارہ تک اور دترین سورج رہتا ہو اور دوسرا سمت دکھائی دے۔

ब्राह्मस्य तु सर्पाहस्य यत्रमाणां समासतः।

एकैकंशो युगानां तु क्रमशस्तानिबोधित ॥ ६ ॥

۱۔ برہم (۲) دن راتوں کی (۳) جو چیز (۴) ہے (۵) اور ایک ایک  
 (۶) یوں کا حال بھی (جو کی جیسا ہے) ان کو (۷) سلسلہ وار (۸) سمجھو (۹)

चत्वार्षिकः सदस्त्रिंशो वर्षाणां तु कृतं युगम्।

तस्य त्रिवर्चतो संध्या संध्यांशश्च तथा विंधः ॥ ७ ॥

۱۔ (۲) (دوتوں کے) چار سالوں کا (۳) ستیجک (۴) کہا گیا ہے (۵)  
 اس کی (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) سیکڑوں کی (۱۱) سندھیا ہوتی ہے (۱۲) اور محیط  
 (۱۳) سندھیا نش بھی ہوتا ہے۔

نوٹ۔ ۱۔ دنوں کا سال موتا ہو۔ ورنہ تاؤں کا ایک دن ہم لوگوں کے ایک  
 سال پر برس پس گویا نکا ایک سال ہم لوگوں کے ۳۶۵ سال کی برابر ہے اس طرح  
 پرست کے چار سالوں کا ستیجک ہو تب یعنی ۳۶۵ × ۴ = ۱۴۶۰ سال  
 سال ہوئے اور چار سالوں کا ایک اونٹنی سیکڑوں کی سندھیا پس چار  
 سو سالوں کی سندھیا و سیکڑ کی سندھیاں ہوتی چنانچہ ۳۶۵ × ۴۰۰ = ۱۴۶۰۰۰ سال  
 سال ہوئے اب ۱۴۶۰۰۰ + ۱۴۶۰۰۰ = ۲۹۲۰۰۰ سال سترہ لاکھ اٹھاس  
 ہزار سالوں کا ستیجک ہو سندھیاؤں کو ہوا۔

इतरेषु स संध्येषु स संध्यांशेषु च त्रिषु।

एकापायेन वर्तन्ते सदस्त्रिंशो शतानि च ॥ ८ ॥

(۱) دوسروں (۲) تینوں (ترتیباً) دو پر (کلی) کا شمار (۳) سندھیا اور (۴)۔





اسی ایک ہزارگیوں کے گزرنے پر برہما جی کا ایک دن ہوتا ہے پس۔۔۔۔۔ ۸۱۲۰۰۰  
 ۱۰۰۰۔۔۔۔۔ ۱۲۰۰۰۰ یعنی ایک کروڑ تیس لاکھ (دیوتاؤں کے) سالوں کا برہم  
 دن ہوا اور چونکہ ۴۰ سالوں کا ایک سال ہوتا ہے (اور دیوتاؤں کا دن ہم  
 لوگوں کے سال کی برابر ہے) پس۔۔۔۔۔ ۳۲۰۰۰۰۰۰ = ۳۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰  
 چار ارب تیس کروڑ انسانی سالوں کا ایک برہما کا دن ہوا۔ ۷۲۔

तद्वै पुग सहस्रान्तं ब्राह्मं पुरायमहर्विदुः ।

रात्रिं च तार्वतामैव तेहो रात्रिं विदो जनाः ॥ ७३ ॥

(۱) وہ ہی (۲) ہزار تیس لاکھ (۳) برہما کا (۴) دن (۵) کہل گیا  
 ہے (۶) اسی قدر (۷) لی (۸) شب بھی ہے (۹) اس بات کو جاننے والے  
 وہ (۱۰) رات دن کے (۱۱) جاننے والے (تجھے جاسکتے ہیں)۔

तस्य सोहो नैशस्यान्तै प्रसुप्तः प्रति बुध्यते ।

प्रति बुध्यच्च सृजति मनः सदसदात्मकम् ॥ ७४ ॥

(۱) وہ (۲) برہما (۳) ہوتا ہوا (۴) اپنے (۵) دن رات کے (۶) خاتمہ پر  
 (۷) جاگتا ہے (۸) اور جاگنے پر (۹) ست است (دستی نیستی یا نیکی کو کرنے کا  
 ارادہ و بدی کو ترک کرنے کا خیال) والے (۱۰) دل کو (۱۱) سہ جاتا ہے۔

मनः सृष्टिं विकुरुते चोद्यमानं सिसृक्षया ।

आकाशं जीयते तस्मान्नस्य शीदं गुरां विदुः ॥ ७५ ॥

(۱) (برہما کی) پیدائش کر سکی خواہش سے (۲) متحرک ہوا ہوا (۳) وہ من (۴)  
 (شیخی) خلقت کو (۵) پیدا کرتا ہے (۶) اس سے (۷) آکاش (خلا) (۸)  
 پیدا ہو جاتا ہے (۹) اس آکاش کا (۱۰) گن (خلقت) (۱۱) آواز (۱۲) جانتا چاہیے۔

आकाशात्तु विकुर्वीता सर्वं गत्वा वहः शुचिः ।

बलवान् जायते वायुः स वै स्पर्शं गुराणे मतः ॥ ७६ ॥

(۱) آکاش سے (۲) تبدیل وائع ہو کر (۳) اس سے (۴) سب طرح کے (۵) گندہ







میں ایک نہایت ضروری سوال پیش کئے دیتے ہیں کہ چاہے مادہ کی قدامت سائنس  
 کی معلومات کے موافق ہو اور چاہئے آپ کے پاس سب سے زیادہ عقلی دلیل کتنے ہی  
 زبردست موجود ہوں لیکن اس میں اب ذرا بھی کلام نہیں کہ خود آپ کے تسلیم کردہ  
 مستند محترم اور ذمہ دار ایک کتابوں کے نقلی حوالہ جات سے یہ مسئلہ بالکل ہی باطل رد  
 ہو جاتا ہے۔ پہلی کتاب ان کے کسی منکر کے حقیقی کارنامہ معنویت نہیں ہے اور اس کا کرنے  
 سے صرف ان لوگوں کو تسلی دیا جاسکتی ہے جو سنسکرت سے ناواقف ہیں پس کیا  
 آپ ایسے دھوکے دہی سے کام لیں گے جن کی کتابوں کے ذریعہ ان سے خلاف  
 عوام پر ظاہر کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مذہب (آریہ سماج) ایک کامیاب مذہب  
 ثابت ہو جائیگا؟ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اگر آپ صاحبان اس خرابی کو جلد رفع نہیں  
 کرتے تو آپ کے اس نئے پودھے (آریہ سماج) کی ہنسی بھی قریب ہی مشکل ہو رہی ہے آپ چاہتے  
 تو یہ ہیں کہ عیسائی صاحبان اپنی عیسائیت کو مسلمان صاحبان اپنے مسلم کو مسلمان  
 ہندو صاحبان پر ہندو کو ترک کر کے آپ کے ساتھ بن جاویں چنانچہ آپ ان سب  
 کو یوں مخاطب کیا کرتے ہیں کہ یہ تمہارا مذہب غلط ہے عقل کے خلاف ہے۔ سائنس  
 دیگر علوم کی معلومات سے خلاف ہر قانون قدرت سے بھی خلاف ہے جبکہ ہمارے مذہب  
 میں عقل اور خصوصیت ہے کہ وہ دن تمام خرابیوں سے پاک ہو دیگر مذہب میں موجود  
 میں مبنی وہ عقل کے موافق ہر علمی معلومات سے موافقت کرتا ہو اور سائنس کی کسوٹی پر بھی  
 خوب عمدہ طور پر کس لیا گیا ہو سلیس دنیا کے تمام مذاہب کے ممبرین کو لازم ہو کہ وہ اپنا اپنا  
 مذہب چھوڑ چھوڑ کر یہاں چلتے ہیں وغیرہ "لیکن نفوس کہ آپ صاحبان کو خود یہ  
 پتہ نہیں ہو کہ دوسرے مذہب میں جو مذہب قبول آئیے سائنس وغیرہ سے اختلاف  
 ہو مگر کلام کہ یہ خرابی تو ہرگز بہتر موجود نہیں ہے کہ وہ اپنی ہی منظور کردہ کتب یا  
 جتنا وہ کلام الہی تسلیم کرتے ہوں ان ایک کتابوں کی تحریرات سے خلاف تعلیم دینا  
 میں ظاہر کریں جبکہ آپ کو ہر شے مہاراج نے آپ صاحبان کو جس گہرے خندق میں  
 جا چکا ہو اس میں ساری باتیں ان کی نچ دماغ کی گھڑی سے ہیں۔

اور وہ ساری کی ساری یا انکا زیادہ حصہ خود ان کے پیغمبرِ مردہ مسئلہ کتب کے حوالہ جات  
 اور تحریرات کے خلاف ہیں۔ ہاں اگر آپ الیڈان آریہ سماج (یہ سمجھتے ہیں کہ یہ  
 سماج کی موجودہ تعلیم (جسکا دار و مدار سوامی دیاسدھاراج کی ہی تصنیفات پر منحصر  
 ہے) ویدوں شاستروں وغیرہ کے خلاف نہیں، تو وہ ہمہ انکی خدمت میں عاجزی  
 کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پیش کردہ اعتراضات پر کافی طور پر غور و  
 خوض کیجئے۔ اگر خود سنسکرت نہیں جانتے تو اپنے سنسکرت دان پنڈتوں کو اس  
 جانب متوجہ کیجئے اور ہم (عوام) سے پہنچ کرتے ہیں کہ آپ کو ضرور یہ لازم ہے کہ مادہ  
 اور روح کی قدیمت کے خلاف ان تمام حوالہ جات کو جو ان مضمون کے اندر  
 پیش کئے گئے ہیں، اپنے موافق ثابت کریں۔ اور ہم بڑی خوشی سے اس بات کے  
 منتظر رہیں گے کہ آپ کے نقارخانہ میں اس عاجز خوشی کی گزارش کہانتاک کامیاب ہوتی ہو  
 ناظرین! اب جبکہ آپ کے روبرو ہم نے جہاں ایک طرف یہ ظاہر کر دیا کہ  
 سوامی دیانندھاراج نے مادہ اور روح کی قدیمت ثابت کرنے کے لیے جن حوالہ جات  
 کو نقل کیا ہے ان کے لفظی ترجمہ سے یہ مسئلہ نہیں ثابت ہوتا اور دوسری طرف ایسے  
 مسترد و ویدوں اور ویشدوں سے حاشا کر پیش کر دیا ہے جن سے اس مسئلہ  
 کی بالکل تردید ہو جاتی ہے وہاں یہ بات کسی اندھی ہماراج کے پیش کردہ تمام  
 عقلی و نقلی دلائل کی حقیقت کو بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کے انکی پڑتال بھی کر دی ہو  
 تو اب اگر اتنے پر بھی کوئی صاحبِ ذہن اور مرنی کی ایک مانگ ہی کہتے ہیں تو  
 اس تعصب اور منہ پرستی کے راج و راج و راج کا کیا علاج کیا جاوے۔

اب پربرہم پر ماتن ہمارا تو آریہ سماجی بیانیوں کی مدھی عقل کو شدہ ایک  
 کر دیئے کہ وہ مادہ اور روح کو قدیم سمجھنا چوڑا ہوں کیونکہ روح اور مادہ کی قدیمت  
 ماننے سے شرک فی الذات لازم آتا ہے جسکا قابل صریح شرک ہو جاتا ہے۔ اور جو  
 گمراہ انسان سمجھ سے شرک کرتا ہو وہ یقیناً گمراہ ہو کر دوزخ کو جا بیگا۔ اس لیے تو ان پر رحم کر۔

الی اوم نشانشہ

## ویدکس پر نازل ہونے

ویدون سے مراد چار کتابیں یعنی رگ وید، یجر وید، سام وید اور اٹھ سب ویدت ہے۔ ساتنی صاحبان کا یہ قول ہے کہ دنیا کے شروع میں زمین پر ہمارا می دیوتا کو پیدا کیا اور انہیں یہ چار وید پڑھ دیا۔ ہاں وہ اسے اسی طرح دین یون سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا پر نازل ہوئے۔ بعض صاحبان کا یہ خیال ہے کہ یہ چار ویدیں ملکہ ایک ہی تھا جسے ہمارا نے اپنے شاگردوں یعنی رشی لوگوں کو پڑھایا تھا۔ درجہ ہست۔۔۔ کے بعد وہ ایک سے چار حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ یورپ کے مامان سناتے ہیں کہ قول یہ ہے کہ چار وید چار مختلف زبانوں میں تصنیف ہوئے ہیں۔ ہانچہ سب سے زیادہ رگ وید ہے جو کہ نہایت قدیم ہے بلکہ یو فیسر میکس مورس صاحب اک کتاب ہیں۔ انہی فرمائے ہیں کہ تمام دنیا کی کتابوں کی لامبری میں سب سے قدیم کتاب رگ وید ہے۔ یہ کہہ سکتا ہے۔ کچھ سنائی صاحبان کا یہ بھی قول ہے کہ اول ایک ہی وید تھا بعد میں اس میں چار حصے آ کر یون کے قول کے مطابق وقت کے ساتھ ساتھ یہ چار حصے جدا جدا ہو کر آج کے ہوتا چلا آیا یعنی گویا سب سے آخری زمانہ سے اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ لوگ اس قدر محنت نہ برداشت کر سکتے تھے کہ اس کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک ایک وید کو اسے دین کے نام سے اس خاندان پر ابھونیں محفوظ ہو گئے۔ چنانچہ ویدی (یعنی رگ وید والا)، یجر ویدی (یعنی یجر وید والا)، سام ویدی (یعنی سام وید والا)، توارمی (ترمی ویدی) یعنی تین ویدوں والا۔ جو کہ ویدی (یعنی چار ویدوں والا)۔ اب تک براہمنوں کی خاص خاص ذاتیں بنی ہوئی رہی ہیں۔ ان سب کے ساتھ سوامی دیانند سرسوتی نے اس نے ایک نئی بات برآمد کی ہے جس کے موافقت میں کوئی حوالہ صاف الفاظ میں کسی بھی مستند کتاب پر نہیں ملتا۔ یعنی سوامی جن نے یہ بتلایا کہ چار وید چار شخص پر نازل ہوئے ہیں۔ ان کو برہمنی، مہرشی کہا ہے اور یہ بتلایا



ہے کہ وہ چاروں آغاز آفرینش میں بلا صحبت مان باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ سوامی تو  
 یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان چاروں مہمون سے ہی برہما جی نے ا جو ساتنی ہندوؤں کے  
 نزدیک ویدوں کے مہم و سب و یوتاؤں سے افضل و اس خلقت کے پیدا کر نیوالے  
 سمجھے جاتے ہیں چاروں ویدوں کو پڑا تھا۔

ناغریں اب ان توحات کی بہار دیکھتے ہوئے سردھینکا، بھینکی و کھینچا تانی  
 رکے سوامی جی اور ان کے تیلے پنڈت تلسی رام صاحب اپنی اس نوا ایجاد مسئلہ کی  
 تائید میں پیش کر رہے ہیں سوامی جی کی رک وید آوی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۹ پر ویدوں کی  
 پیدائش کے مضمون میں سب ذیل منہ آ رہے :-

तस्माद्यज्ञात्वे हुतः ऋचः सामाने जाज्ञिरे । क-  
 न्दाँसि जाज्ञिरे तस्माद्यज्ञस्तस्मादजायत ॥ १४ ॥ ३९ ॥  
 तस्मात् यज्ञात् सवे हुतः ऋचः सामाने जाज्ञिरे ।  
 कन्दाँसि जाज्ञिरे तस्मात् यजुः तस्मात् अजायत ॥ यजु-  
 वेद १५ ॥ ३९ मं ७

۱۔ اٹھ ہر - ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴

سوامی جی لفظ چھند سے اتھرب وید کا مطلب کیونکر لے سکتے ہیں۔ ان کے پاس ایسا  
لے کے لئے کونسا پرمان (حوالہ شاستری) موجود ہے؟

ہاں البتہ اس سے آگے ایک منتر سوامی جی نے اتھرب وید کا پیش کیا ہے جس پر  
دون ویدوں کے نام گنائے گئے ہیں لیکن جو اتھرب زیر بحث ہے کہ یہ وہ ویدوں  
یعنے کلام آہنی کے اندر مانا بھی جاسکتا ہے، در قدیم زمانہ کی سنسکرت کتابوں میں سے  
تسلیم بھی کیا گیا ہے یا نہیں تو اس ہی کا حوالہ کیونکر ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے؟  
وہ تو اپنی فضیلت قایم کرنے کے لئے خواہ مخواہ بھی ہدایت پیش کر چکا کہ نہیں وہ اور ایک میں  
سکر عیار ہوتے ہیں وغیرہ سوال تو یہ ہے کہ آیا منوسمرنی میں یا دیگر مستند کتابوں میں  
ہاں رگ یجور سام یہ تین نام آئے ہیں وہاں چوتھا ہی کیونکر آیا؟ اور چونکہ اس  
سوال کا کوئی معقول جواب آریوں کے پاس موجود نہیں ہے پس کیا یرد فیہ میکس  
سادب وغیرہ عالمان یورپ کی یہ بات صحیح تسلیم کر لی جاوے کہ وید قدیم زمانہ سے  
در اصل تین ہی ہیں۔ چوتھا اتھرب نئی تصنیف ہے۔

ہمارے سمجھ میں تو آریوں کو بھی اس بات سے اتفاق کر لینا چاہئے اتھرب کو اگر ویدوں  
کی فہمست سے خارج کر دیا جاوے تو کیا ہر تہ ہے بقیہ تین وید کہ کم ہیں اول انکو تو بڑھ کر  
تر یہ صاحبان معنی مطلب حل کریں۔ ان تین ویدوں میں بھی قریباً چودہ ہزار منتر جاتے  
ہیں جن میں سے ایکسایک منتر کے بارہ میں انکا یہ دعویٰ ہے کہ کسی سے تار کسی سے جہا  
اور کسی سے ومان (غبارہ) جیا جاتے ہیں یا یوں سمجھا کہ ایک سے علم نجوم دوسرے  
سے علم سائنس تیسرے سے علم کمسٹری چوتھے سے علم حساب کتاب پانچویں سے علم جبر  
وغیرہ وغیرہ نکالے جاسکتے ہیں۔

اس بارہ میں سوامی جی آر۔ وسنتیار تھپڑ کا شرح صفحہ ۶۶ ۶۷ ۶۸ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:  
”نمبر (۷) سوال۔ کن کے اتھارین اور کب ویدوں کا اظہار کیا گیا۔“

جواب۔

अग्नेर्देवदेवा वायो यजुर्वेदः इत्योत्तर सामवेदः ॥ शत. ११. ४. २१

پیلے پیلے پیدائش کے شروع میں پر ماتما نے اگنی والو آدیتہ اور ائمرا رشمون  
آتما میں یک ایک وید کو ظاہر کیا۔

ناظرین! سوامی جی نے شت پتھ براہمن کے اس حوالہ کے ترجمہ میں اوپر کی لکیر شد  
مبارت اپنے طرف سے بڑبڑائی ہے۔ ذرا سنئے لفظی ترجمہ یوں ہے۔

अग्नेः ऋग्वेदः यज्ञो वेदः सूर्यात् सामवेदः ॥

معنی :- (۱) اگنی (آگ) سے (۲) رگ وید (۳) والو (= ہوا) سے (۴) یجور  
وید (۵) سورج (= آفتاب) سے (۶) سام وید (پیدا ہوئے یا نکالے گئے یا دیے  
کئے یا نند کئے گئے یا جو لفظ فعل کا چاہے لگا بیوں پر اب کوئی سنسکرت دان صاحب  
بتلا دین کہ اس حوالہ کے کس لفظ سے سوامی جی نے انگریزی نامی چوتھا (ملھم) نکال لیا ہے  
ناظرین! آپ سمجھے یہ پیش بندی کس خاص سے کی جا رہی ہے کی سوامی جی کو تو اتھرب  
کو بھی چوتھا وید ثابت کرتا ہے اور اسی لئے ایک چوتھے ملھم کی تلاش ہے۔ کیا اسے ہی  
دھوکا دہی نہیں کیا جاتا کہ اور سوامی جی نے اپنی رگ وید (۱) بھاشیہ بھوسکا کے صفحہ ۱۶  
سطح ۵ پر اسی حوالہ کو اس بارہ میں پیش کیا ہے جہاں پر یہ سنتر پورا درج کیا گیا ہے جو کہ  
حسب ذیل ہے۔

तेभ्यस्तप्रेभ्यस्त्वयो वेदा अजायन्ताते ऋग्वेदो यज्ञो वेदः

वेदः सूर्यात् सामवेदः ॥ शा. का. १. १. ५

तेभ्यः तप्रेभ्यः त्र्यः वेदाः अजायन्ता अग्नेः ऋग्वेदः यज्ञो वेदः

सूर्यात् सामवेदः ॥

ارتھ :- (۱-۲) اُن تپ (عبودت) کرنیوالوں سے (۳) تین (۴) وید (نیچے) (۵)  
اگنی (آگ) سے (۶) رگ وید (۷) والو (= ہوا) سے (۸) یجور وید (۹) سورج (= آفتاب)  
سے (۱۰) سام وید (۱۱) پیدا ہوئے۔

ناظرین! دیکھئے خود سوامی جی کے پیش کردہ حوالہ میں ہی صاف طور پر تین وید کا ذکر  
ہے۔ چوتھے کا پتہ نہیں ہے اور دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس حوالہ میں تو یہ درج



سب سے کہ آگ ہو اور آفتاب سے یہ تین وید پیدا ہوئے۔ ان تین ویدوں سے دنیا بنی۔ اندر دیوتا ہے۔  
کیونکر وید پیدا ہوئے۔ یہ دوسرا سوال ہے کہ جس کو نظر۔ انداز کر کے  
اول حوالہ کے مطلب کو سمجھ لینا ضروری ہے لیکن سوامی نے بتایا کہ اس کے  
جو جواب دیا ہے وہ برک ویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۹، سطر ۱۱ پر بدل درج ہے:-

ते तु ज्ञान रहिता जडाः सन्ति । मैवं वाच्यं सृष्टादौ मनुष्य  
-देह आरिणस्ते ह्यसन् ॥

ترجمہ سوال - دے تو گیان (علم) سے خالی بے جان شیہ ہیں۔ جواب - ایسا  
مت کہو۔ پیدائش عالم کے شروع میں دے انسانی جسم والے ہو کر رہے ہیں:-

آگے سوامی جی عقلی ولیون کی بھرمار کی ہے لیکن ان باتوں سے تو کام نہیں چل سکتا  
سوال حل طلب تو یہ ہے کہ سوامی جی کی رائے دراصل گرتھ ہے تو قدیم کتابوں میں ایسا  
ذکر موجود کیون نہیں پایا جاتا۔ اور اگر سوامی جی نے بالفرض غلطی کی ہو تو ان کی یہ غلطی اگر یہ  
صاحبان اپنے چوتھے اصول کو مد نظر رکھ کر کیون نہیں ترک کرتے۔ دیر ہو ستیا رتھ پرکاش  
کی عبارت نقل کی گئی ہے جس میں لکھ شدہ فقرہ (یعنی اور انگریزیوں کے اتمہ میں -)

سوامی جی کا ایزاد کردہ ہے جو کہ سراسر مغالطہ دی ہے یعنی سوامی جی نے لفظ انگریز کو چوتھا  
ماہم ثابت کرنے کی غرض سے اور ریشیوں کے اتمہ میں ان بے جان شیہ کو رشتی ظاہر  
کرتے ہوئے ویدان پر نازل کرانے کے لئے منتر کے الفاظ سے زیادہ گروہ کر شامل کر دیا  
ہے۔ اس لئے ہم ان کے پیروکاران کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اوپر کے دونوں حوالہ جات  
میں یہ دیکھ لیں کہ اس ایزاد شدہ عبارت کے لئے کون سے الفاظ موجود ہیں۔

اور جو صاحب ان دونوں حوالہ جات:- (۱) — (۲)

अग्नेर्ऋग्वेदो वायो मेजुर्वेदः सूर्योत् साम वेदः ॥

तेभ्यस्तप्तेभ्यस्त्रयो वेदा अजायन्ताग्नेर्ऋग्वेदो वायो मे-  
जुर्वेदः सूर्योत् साम वेदः ॥

میں ان دو الفاظ (۱) انگریز (۲) ریشیوں کے اتمہ میں کے لئے کوئی مترادف لفظ

تراط کے لئے دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول

ناظرین! ایک بات اور سنئے یعنی سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اپنی کتاب  
 تم بھاسکر صفحہ ۳۷ پر یہ غلط کر رہے ہیں کہ سوامی جی نے اپنے اوپر کے دونوں کتابوں  
 میں اس حوالہ کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔ نیش لفظ सूख्योत (۱) اقباب سے، سوہیات  
 کے جگہ پر सूख्योत آدیتات ہونا چاہئے اگر یہ سنے دونوں کے ایک ہی میں مگر  
 کسی معتبر اور ذمہ دار کتاب کا حوالہ پچھ کا کچھ نقل کرنا بیشک نامناسب بات ہے اس  
 پنڈت تلپی رام صاحب اس اعتراض کی تردید تو کچھ کرتے نہیں صرف یہ کہہ کر ٹال بتلا رہے  
 ہیں کہ سابق کے پیچ ہوئے ستیا رتھ پرکاش میں جو ایسا چھپ گیا تھا اس کا اور ہنادیا  
 ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ پیالک کا چھاپہ اب تک سابق بدستور ہی قائم ہے اور  
 اردو مترجم نے بھی یہی بریل مار دی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ہوائی کی سنسکرت کے  
 آدمی بھاشیہ جو مگھا کے صفحہ ۱۲ پر بھی یہ لفظ سابق چھپ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ موجود ہے۔  
 کیا اس پر بھی یہ تسلیہ کیا جاوے گی کہ جہاں سوامی جی سے بھول ہو گئی تھی وہاں آریہ  
 صاحبان ایسی غلطی بھی ان کی تسلیف سے باہر کرنے کے لئے تیار نہیں۔  
 ہیں۔

اب اس منتر کا ارتھ جو سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے کیا ہے وہ سنئے۔  
 اس شرنی منتر کا ارتھ یہ ہے کہ اگنی وایو اور آدیتیہ (اک سوامی) ان  
 تینوں تیسویوں (خداؤں) سے تینوں وید رکت کچھ سام نل ہر ہوئے یعنی ان تین  
 ویدوں کے موافق ہدایات کی اشاعت ہوئی۔ ..... مطلب یہ ہے کہ ان تینوں  
 دیوتاؤں نے دنیا میں تینوں ویدوں کو روشن کیا برہما جی سے انہیں تینوں نے وید لکھا  
 کو پڑھ کر ان کے مطابق یکے دیگرہ افعال کو جاری کیا اور دوسروں سے مل کر ایسا پیدائش  
 عالم کی شروع میں پرانما نے برہما جی کو ہی وید دئے۔ اگنی وغیرہ نے تپ (خداوت)  
 کو کے (انہیں) روشن کیا ہے

۱۔ لادوتا سے رستی دیتا ہے۔ اندر دیوتا ہے  
اس کی تردید میں پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش نے ۲۵ سطر ۵ پر یوں فرماتے  
ہیں :-

ورٹھیک ہی! جادو تو وہ جو سر پہ چہرہ کے بولے۔ آپ نے بھی اگنی، یو وغیرہ تپسوی  
مہاتما ہی دیدوں کے رشی لکھے۔ اب جگا راہی کیا ہے ؟۔  
ناظرین! ذرہ انصاف کی نظر سے اوپر کی عبارت کو دیکھیں اور بتلادیں کہ وہ جادو نہیں  
بھاسکر پرکاش کے مصنف کے ہی سر پہ تو نہیں چٹ گیا۔

امی پنڈت تلسی رام جی مہاراج! سنا تہی پنڈت نے اسی دیوتا، یہ تو رشی کب لکھا  
ہے کہ سپر آپ اسے بے طرت ڈانٹ رہے ہیں۔ سوال زیر بحث تو یہی ہے کہ سوامی  
جی ان اگنی واپو آوتیہ کو رشی (یعنی انسان) قرار دے رہے ہیں مگر سنا تہی صاحبان ان  
اگنی وغیرہ کو رشی ہرگز نہیں مانتے البتہ وہ ان کو دیوتا ضرور مانتے ہیں (اور دیوتا سے  
وہ آریوں کے دیوتا) سالم فاضل نہیں سمجھا کرتے بلکہ دیدوں سے لیکر یون تک میں لفظ  
دیوتا سے جو کچھ مراد لی جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ ایک عہدہ خلقت ہی نوع انسان سے افضل  
درجہ اور مرتبہ والی ہے اس بات کو مانتے ہیں) چنانچہ وہ ان آگ ہوا سورج کو بھی دیوتا مانتے  
ہیں (خواہ یہ آگ بذات خود دیوتا نہ لیا جاوے یا نہ لیا جاوے) اس کا نامک دیکھو حکم سے وہ اپنے کام میں مشغول  
ہوتی ہے دیوتا کہا جاوے دو یون محاورے ان لوگوں میں رائج ہیں (اور اسی طرح وہ  
پانی کا دیوتا، نرن۔ بادلوں کا دیوتا، اندر۔ دوست و خزانہ کا دیوتا، کوہسیر۔ موت کا دیوتا،  
راج وغیرہ وغیرہ کو مانتے ہیں۔ پس پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے جو اس منتر کے معنی میں اگنی  
واپو آوتیہ کو عابد بتلایا تو ان کے محاورہ میں کوئی غلطی نہیں ثابت ہوتی۔ ان کے پرانوں  
میں تو تمام بے جان اشیاء کا عبادت کرنا وغیرہ بھی اکثر موقعین پر کہا گیا ہے۔ اس لئے  
ایک لفظ تپسوی یعنی عابد کے آنے سے آپ کے سر میں جادو نے کیوں ایسا زور پکڑ لیا  
تہریاں جی! آپ کو سوامی دیانتد کی مغلطہ وہی جان بوجہ کر بھی ان کا اس طرح ساتھ  
دیتے ہوئے (شرم) آئی چاہئے تھی۔

ناظرین! ہم دعوئے کے ساتھ کہتے ہیں کہ سنا تہی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے



جس سے پہلے ۲۳۰ سطر ۱۱ سے لیکر ۲۴۱ سطر ۳ تک  
 میں کہیں بھی رشتی لفظ نہیں استعمال کیا۔ مگر پنڈت تلسی رام صاحب کے سر میں ایہ  
 زبردست جادہ چڑھ رہا ہے کہ کتابھی نہیں یاد رہ جاتا کہ معترض کیا کہہ رہا ہے اور آپ  
 کیا سن رہے ہیں اور اوٹا دوسری کو ڈانٹتے دوسرے کے سے تیار ہوتے ہیں۔ ان کو لازماً  
 تو یہ تھا کہ اس بات کا جواب دیتے کہ اس اوپر کے حوالہ میں تو صرف تین نام آئے ہیں پیدت  
 سوامی جی نے چار کہہ کر مان لئے اور دوسرے معترض یہ تھا کہ آگ ہوا سورج تو اربوں  
 نزدیک بے جان شہار یا ہندوؤں کے نزدیک خاص دیوتا ہیں پس سوامی جی کے پاس انکا  
 رشتی ایسے انسان ماننے کے لئے کون سی سند یعنی اتھاروی *Author*  
 موجود ہے۔ یہیں انوس کہ پنڈت تلسی رام صاحب ان معقول اعتراضوں کی تردید با  
 زور کے کی حالت میں "سروں کو کالیان سنا کر ہی اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہوئے اپنے  
 ان بھائیوں سے غارت حاصل کرنے کی اومید رکھتے ہیں۔

دانش ہو کہ اس حوالہ میں نہ تو رشتی لفظ ہے اور نہ ولوت لفظ ہے۔ پس یہ  
 کریں کہ کام ہے کہ وہ اتنی دیاوتیہ (آگ ہوا سورج) کو رشتی (انسان) ثابت  
 کریں اور اس سے نفرت سائنسی صاحبان کا یہ کام ہے کہ وہ اس منتر کے آگ ہوا  
 سورج کو دیوتا (مستون سے علیحدہ کوئی افضل یونی) ثابت کریں۔  
 پناچہ سائنسی پنڈت جو الہ پرشاد صاحب اپنی دعوے کے ثبوت میں یکجہ رویدگی  
 جو انھوں نے دیا کا مثیلہ ان منتر پیش کرتے ہیں جو کہ سب ذیل ہے:-

अग्निदेवता वातो देवता सूर्यो देवता चन्द्रमा देवता वह्नो देव-  
 ता रुद्रा देवतादित्या देवता मरुतो देवता विश्वे देवा देव-  
 ता बृहस्पतिदेवतेन्द्रो देवता वरुणो देवता ॥ य. १४-२०

اس کا ترجمہ یہ ہو گا: گنی دیوتا ہے۔ وات (ہوا) دیوتا ہے۔ سورج دیوتا ہے  
 چندرمان دیوتا ہے۔ دسویں دیوتا ہیں۔ رودر لوگ دیوتا ہیں۔ آدیتہ لوگ دیوتا ہیں۔

ت دیوتا ہے ہشوی دیوتا ہے برہمپتی دیوتا ہے۔ اندر دیوتا ہے  
ن دیوتا ہے۔

اس وید منتر میں جو دیوتاؤں کی فہرست درج ہے اس میں متنازعہ فیہ  
ون الفاظ الگنی والیہ = وات اور سورہ (= آدیتہ) موجود ہیں۔ نوٹیکہ  
سناتنی پنڈت نے تو خاص وید کے حوالہ سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا ہے۔ اب  
دیکھیں آریہ پنڈت کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۲۴۹ سطر ۲۵  
پر اس کی تردید یوں کی گئی ہے۔

”بیان آگ ہوا سورج وغیرہ بے جان اشیاء کا بیان ہے۔ اور بھلا وید میں  
کسی خاص ریشی الگنی وغیرہ کا بیان آتا۔ ہی کیوں؟۔ کیا یہ قاعدہ ہے کہ وید  
میں یا دوسرے کسی جگہ جو نام کسی غیر ذی روح شے کا ہو وہ نام کسی انسان  
کا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو حوالا یعنی آگ کا شعلہ بے جان شے کا نام ہے پس حوالا  
دیومی کا نام یا انسان کا نام نہ ہونا چاہیے۔“

ناظرین! سناتنی پنڈت حوالا پرشاد صاحب کے نام، حوالا پر پوپو کرنا پنڈت  
تمسی رام صاحب کے از معزز واعظان آریہ سماج کی شائستگی اور خوش اخلاقی کا نمونہ  
ظاہر کرتا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم نے تو صرف ایک مثال دی ہے تو کیا ان کو کشمی لڑیے  
کی مثال خود اسی کمرے کے اندر نہ مل رہی تھی جہاں وہ رونق افروز تھے کہ وہ  
میرتھ سے مراد آباد جیسے دور دراز مقام تک ناحق ایک بے جان شے کا انسانی  
نام تلاش کرنے کے لئے دوڑے گئے۔

اب رہا سوال زیر بحث کے متعلق۔ پس جو دیوتاؤں کی فہرست پیش کی  
گئی ہے اس کے بارہ میں پنڈت تمسی رام صاحب فرماتے ہیں کہ بیان (یعنی  
اس منتر میں) آگ ہوا سورج وغیرہ بے جان اشیاء کا بیان ہے  
پس ہم سوامی دیانند کی تفسیر کھولتے ہیں دیکھیں وہ اس منتر کا کیا ارتھ  
کر رہے ہیں۔

لیکن ناظرین۔ ذر دس چلے۔ سوامی جی بے جان کے ساتھ کچھ جانداروں کو بھی  
شامل کر۔ ہے ہیں یعنی لفظ بسو سے آٹھ گنی وغیرہ یا پہلے درجہ کے دودان (عالم  
انسان) لفظ رور سے گیارہ پران وغیرہ یا اوسط درجہ کے دودان (= عالم انسان)  
۔ آدیثہ ست بارہ مہینے یا اعلیٰ درجہ کے دودان (عالم انسان)۔ مروت سے روشن  
وماغ یا عقلمند و پریشیل یعنی نور و خوش کامادہ۔ کھنے والے رتوگ وک (رتوگ ان کو  
کہا جاتا ہے) ہوم یا بے پندہ۔ ابر سے میں ریشو سے دیواہ سے اچھے عقلمند و دودان  
عالم انسان یا سب بہ وصاف و الی اشباہ۔ برہسپتی سے بڑ بچن (آواز) کا  
یا برہماٹھ انعام لڑ بات کا محافظ پر ماتماد یوتاؤن کا دیوتا (پریشو)  
مانا ہے۔

کہنے ناظرین۔ پنڈت مسی رام صاحب تو اس منتر کے سب دیوتاؤن کو  
بے جان بنا رہے ہیں لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ جنکی عزت قائم رکھنے کا جادو  
ان سے یہ سب لچکر رہا ہے۔ ہمارا راج خود ہی ان کی۔ تو سے خدشہ لکھ گئے ہیں؟  
”پنڈت مسی رام جی مہاراج! آپ تو اسے بے جان دیوتاؤن کی فہرست  
بتلاتے ہیں لیکن سوامی جی نہ صرف آپ جیسے ہوم کرائے والے رتوگ لوگوں کو  
مروت کا خطاب و عطا کر رہے ہیں بلکہ برہسپتی لفظ (جو منتر میں آیا ہے) کا ارتھ  
پریشور کرتے ہیں۔ کھنے کیا اب آپ پریشور کو بھی بے جان کہیں گے اور کیا رتوگ  
لوگوں کو (جن میں آپ لو بھی شامل ہوئے) کا فخر حاصل ہے اور شاید آپ اس عزت  
کو گنوا مانا سب نہ سمجھتے ہوں گے) بھی بے جان سمجھئے گا؟“

ناظرین! اب پنڈت صاحب کی بقیہ عبارت پر غور فرمائے۔ معترض تو  
نقلی ثبوت معنی حوالہ مانگتا ہے مگر آپ عقلی دلیل سے کام چلانا چاہتے ہیں۔  
لیکن ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چل سکتا۔ جس طرح  
سناتنی پنڈت نے اپنے دعوے کے موافق ثبوت یعنی حوالہ میں خاص وید منتر  
نکال کر پیش کر دیا ہے اسی طرح اگر آریہ صاحبان ویدوں ہی کے کسی منتر میں



گنی واپو آد تیه ان تینون کو رشی یا انسان ہونا دیکھلا دیوین تو البتہ انکی بات  
سی قدر قابل وقعت ہو سکتی ہے ورنہ محض باتیں بتانے سے کبھی کوئی دعویٰ ثابت  
ہو کر تا۔

پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ: ”بھلا دید میں کسی خاص رشی اننی صاحب  
ہی کیون؟ کیون صاحب! آتا کیون نہیں! جس دید میں (سوامی دیانند کے  
نسیر کے مطابق) سب جان دیوتاؤں کے ساتھ توگ رہوم کرنے والے) آگئے  
وہ رشی کے ہی مانند ہوا کرتے ہیں اور (بشو سے دیواہ)۔ اچھے عقلمند عالم انسان  
می آگئے تو اوسی دید میں اننی واپو آد یہ بھی (اگر دراصل رشی ہوتے) تو کیون  
نہ لائے جاتے۔ اور اگر آپ کی یہ منشا ہو کہ وہ گنی وغیرہ دیدوں کے ملہم صاحبان  
تھے پس ان کا ذکر دیدوں کے بعد کی کتابوں میں ہو سکتا ہے تو آپ یا دیگر کوئی  
نریہ پنڈت صاحب شست پتھ براہمن میں ہی یہاں کا تولہ سوامی جی لئے پیش  
کیا ہے ان اسی وغیرہ کا رشی ہونا بھی دیکھلا دیوین۔ یعنی شست پتھ براہمن  
لئے اس عبارت کا مترادف فقرہ تلاش کر کے خارج کرین کہ بہ  
گنی۔ واپو۔ سور یہ (یا آد تیه) نامی رشی یا انسان تھے  
ن پروید نازل ہوئے ہیں۔

ناظرین! شاید شست پتھ جیسے ضخیم کتاب کی ورق گردانی کرنے کی تکالیف کو  
داشت کرنا آریہ پنڈت صاحبان سفت کی سرورومی خیال کرین اسلئے آپ  
ن کو مطلع کر دیتے کہ ان کی ایسی محنت۔ ایگان نہ جاد سے کی یعنی اگر وہ اپنے  
ہن میں کامیاب ہو گئے تو دیانند کی عزت قائم رکھنے کا کر بڈاٹ (احسان) آریہ  
سے حاصل کرنے کے علاوہ وہ خاکسار کی جانب سے بھی مبلغ دو سو  
روپیہ انعام نقد کھن کھن گنا سکیٹے (بقیہ شرائط انعام کے لئے  
دیکھو صفحہ ۱۰۷ حصہ اول)

آگے سوامی جی ارو و ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶ سطرہ اپریون تحریر فرماتے ہیں:

## سوال -

” यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो नै वेदाञ्च प्रहिरोगति तस्मै ”  
श्वेताश्वतर ۳۴. ۳۰-۳۱

یہ آپ نشد کا قول ہے۔ اس قول کے بموجب تو برہما جی کے دل میں وید اور  
پیدائش کیا گیا ہے۔ پھر اگنی وغیرہ رشیوں کے اتمان کیوں کہا۔  
جواب - برہما کے اتمان اگنی وغیرہ کے ذریعہ قائم کر یا۔ دیکھو مضمین کیسے  
لکھا ہے۔

اسے مہرستی بی! منو کو تو پیچہ دیکھا جائیگا لیکن یہ تو بتلائے کہ آپ نے معترف  
کے اعتراض کا کیا جواب دیا۔ اوپر کے حوالہ میں تو صاف الفاظ میں یہ درج  
ہے کہ پریشور نے برہما کو پیدا کر کے ویدوں کو ان کے ہی حوالہ لروایا۔ پس اس سے  
تو ساتی صاحبان کی ہی بات ٹھیک ثابت ہوتی ہے کہ وید برہما ہی پر نازل  
ہوئے نہ کہ آگ ہو اسورج پر۔ آپ نے تو اس شوشا شوتر اور پنشد کے حوالہ  
کو اگر پرشپت (جائز مان لیا ہوتا تو زیادہ آسانی تھی۔ مگر اب جبکہ آپ نے اسے  
مستند حوالہ تو مان لیا ہے مگر تردید کچھ نہ کی تو ضرور آپ کے دعوے کو یہ منتر رد  
کردیوے گا۔

اس منتر کا ارتھ کرتے ہوئے ساتی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اپنی بھاسکریا  
صفحہ ۲۳۶ سط ۲۰ پر یوں فرماتے ہیں: ”..... اور شست پنشد کی شرتی میں  
ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے خلقت کے آغاز میں اگنی وغیرہ کی پیدائش کا بیان  
ہو سکے اس شرتی میں تو ”آدی“ لفظ ایک ایسا موجود ہے جس کا یہ ارتھ ہوتا ہے  
کہ پیدائش عالم کے شروع میں برہما جی کے ہی لئے ویدوں کا اوپدش (ہدایت)  
کیا۔ دوسرے کو نہیں۔..... اس سے یہی یقین کیا جاتا ہے کہ خلقت کے آغاز  
میں پرمانے صرف ایک برہما جی کے ہی ہر دے (دل) میں ویدوں کو  
روشن کیا۔۔۔۔۔

ناظرین کی تسلی کے لئے ہم اس پورے منتر کو لکھ کر اس کا لفظی ترجمہ کرتے  
ہوتے ہیں۔

यो ब्रह्म ऽ विदधाति पूर्वं यो वै वेदान् च प्रहिरोगति तस्मै । त  
ह देवमात्म बुद्धि प्रकाशं मुमुक्षुर्वै शरणं अहं प्रपद्ये ॥ श्वे० १८

यः ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यः वै वेदान् च प्रहिरोगति तस्मै  
तस्मै ह देवमात्म बुद्धि प्रकाशं मुमुक्षुर्वै शरणं अहं प्रपद्ये ॥

ترجمہ :- (۱) جو (۲) پہلے (۳) آغاز دنیا میں (۴) برہما (۵) پیدا کرتا  
ہے (۶) اور (۷) جو (۸) یقیناً (۹) دیدن کو (۱۰) اوس (۱۱) برہما کے لئے (۱۲)  
دیتا ہے (۱۳) اوس (۱۴) دیوتا (پریشور) کو (۱۵) ہی یقیناً (۱۶) جو کہ  
مکشو لوگوں (طالبان نجات) کے (۱۷) آئی اور بدھ (روح اور عقل) کو یقیناً  
روشن کرنے والا ہے (۱۸) اوس کے ہی (۱۹) شران میں (۲۰) میں (۲۱) پراپت  
ہوتا ہوں (یعنی اوس پریشور کے حضور میں حاضر ہوتا ہوں)

ناظرین! دیکھئے الفاظ نمبر ۷-۸-۹-۱۰ میں کیسے چلے طور پر بیان ہوا ہے کہ  
پریشور نے دیدن کو (یعنی اپنا کلام خود ہی) برہما جی کے حوالہ کیا۔ اور اسی منتر  
کے الفاظ نمبر ۱-۲-۳ سے برہما ملہم کی پیدائش کا بھی ذکر کر دیا گیا۔ اور چونکہ  
برہما ایک ذی روح کا نام ہے اسی سے دستاوی صاحبان کے قول کے مطابق  
ایک معزز دیوتا ہوا یا آریوں کے قول کے مطابق ایک بڑا عالم قافل سمجھا جاوے  
پس اس دعویٰ پر کوئی اعتراض نہیں رہ جاتا۔ لیکن اگنی وایو سورج کے ملہم  
ماننے پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا حال بھی جواب آ رہا ہے صاحبان یا خود  
سوامی جی کے پاس نہیں ہے۔

اب دیکھئے اس منتر پر پنڈت تلسی رام صاحب کیا فرماتے ہیں :- (اس





اس قدر زیادہ اصرار ہے حسب ذیل ہے۔

अग्निं वायुं रोहिभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।

दुहो ह यज्ञ सिद्धये ऋक् यजुः साम लक्षणम् ॥ मनु० ३०९ श्लो० २३

اس کا ترجمہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج رو دستیا تقدیر کا شمع ہے۔ ۲۰۰  
 ۲ پر یون کرتے ہیں۔ ”پر، تھاتے شمع روح مدیش میں دیمون کو پیدا کر کے گنی وغیرہ  
 چاروں مہارشیوں کے ذریعہ چاروں ویدوں کو حاصل کر لے اور اس  
 برہمانے اگنی والو آوتیہ اور انکر اسے ”سوام“ اور ”اتھرب“ دینا حاصل کیا۔  
 ناظرین! اوپر کے عبارت میں لکھ شدہ الفاظ شلوک کے معنی سے نہ پید ہیں۔ سو  
 سوامی جی کی بیج گڑھنت ہے خاص کر موت، ناظر نہایت قابل نو۔ ہیں۔ اس شلوک  
 کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

अग्निः वायुः रोहिभ्यः तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् । दुहो ह यज्ञ सिद्धये  
 ऋक् यजुः साम लक्षणम् ॥

ترجمہ۔ (۱) اگنی (۲) وایو (۳) روی یعنی سورج (۴) ان تینوں (۵) سے (۶) مین  
 (۷) سناتن (۸) قدیم (۹) برہم یعنی ویدوں کو (۱۰) دو (۱۱) یک (۱۲) بچوہ  
 (۱۳) سام (۱۴) ایش نیون (۱۵) تری میں ان کو (۱۶) گنیہ کی (۱۷) سندی (۱۸) کا سبانی  
 کے لئے (۱۹) اس برہمانے دوسا۔ یعنی گای سے بیسے دودھ دوا کرتے ہیں  
 اسی طرح ان آگ وغیرہ سے وید آخر کے لئے

ناظرین! سوامی جی کے ترجمہ کو اس لفظی ترجمہ سے ملا کر غور فرمائیے کہ نہ تو اس  
 متر میں چار مہمون کا ذکر ہے بلکہ لفظ نمبر ۱۲ (تریم) صاف صاف شلوک میں موجود  
 ہے جس کے معنی تین کے ہی ہیں۔ اور نہ رشی مہارشی (انسان) مترادف کوئی  
 لفظ آیا ہے بلکہ لفظ نمبر ۱۳ (دوہو) دو یا صاف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگنی دایور دی  
 سے منو مہاراج کا مطلب انہیں آگ ہوا آفتاب (بے جان اشیاء) سے ہی کیونکہ  
 یہ لفظ بتلاتا ہے کہ جس طرح گای سے ہم دودھ دوا کرتے ہیں اسی طرح برہمانی

نے آگ سے روید کو۔ ہوا سے بجور وید کو اور آفتاب سے سام وید کو اخذ کر لیا۔  
 کیا سمجھنے کے آگ وغیرہ تو بے جان اشیاء ہیں ان سے وید (موجودہ شکل میں) اگرچہ  
 نہیں حاصل کئے جاسکتے۔ مگر سنو مہاراج کی منشا یہ ہے کہ برہما جی نے آگ کے  
 صفتوں۔ اسے استعمال کیا۔ فواید اور اس میں ہوم وغیرہ کرنے کے متعلق تمام  
 ضروری ہدایات کو۔ کے بارہ میں غور و خوض کر کے یکجا کر دیا اور ان تمام  
 کے مجموعہ کا نام روید رکھا گیا۔ اسی طرح ہوا کی صفتیں اور اس کے فواید  
 ضروریات اور سی سلسلہ میں سائنس کو روکنا چھنے پرانا پیام اور لوگ وغیرہ کی  
 جی ہوا کے بارہ میں غور و خوض کر کے برہما جی نے معلوم کر کے ان تمام ہدایات  
 کے مجموعہ کا نام بجور وید رکھ دیا۔ اسی طور پر آفتاب کے صفتوں فواید و  
 اس کی ضروریات و جذبات کو آفتاب پر غور و خوض کرتے ہوئے معلوم کر کے ان تمام  
 ہدایات کے مجموعہ کا نام سام وید رکھ دیا۔

ناظرین! سنو کی منشا و توفیق صحیح ہے = دو بات سے یہ ہی معلوم ہوتی ہے  
 اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کیونکہ ہیدون میں شروع سے آٹھ ہوم یکتہ وغیرہ  
 کی ہی تفصیلات ظاہر کی گئی ہے پس انہیں ہمیں سمجھنے کے لئے آگ ہوا اور آفتاب کی مدد سے  
 یہ کام پورا ہوتا ہے۔ یعنی ہوم کی تمام سائنسی (سامان) اول آگ میں ڈالی جاتی  
 ہیں جو اسے بدل کر اسکے اجزاء کو ہوا کے سپرد کر دیتی ہے۔ پھر ہوا اس کو اوپر اڑا  
 دیتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے آفتاب کے سپرد کر دیتی ہے اور وہ بادل کے شکل  
 میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بعدہ آفتاب کی کشش روشنی و گرمی کے کمی زیادتی  
 (ایسا جیسے کے دیگر امور) کے مطابق مناسب موقع پر آفتاب بارش کے ذریعہ  
 ان ہوم میں جلانی گئی ہوئی اشیاء کے تاثیر (کو پھر ہمارے پاس واپس بھیجتا  
 ہے وغیرہ۔

ناظرین! یہ ہوم کے اصول کی بحث ہمارے مضمون سے تعلق نہیں رکھتی لہذا  
 ہمیں صرف یہ دیکھنا تھا کہ آگ ہوا اور سورج سے ویدون کو اخذ کرنے کے



کیا معنی ہیں۔ اس بارہ میں جو محقق ہندو صاحبان زیادہ تر پرین گے وہ ایسی اور  
 بھی معمولات ظاہر کر سکیں گے جن سے یہ ثابت ہو سکے کہ کیون وید ان کو آگ ہو اور  
 سورج سے ہی اخڑ لیا جانا بیان ہوا ہے غمیکہ دراصل بات یہ ہے کہ وید ان  
 کے مصنف یا ملہم تو برہما جی ہی ہیں مگر وہ ہونے کو یا آگ وغیرہ کی بدولت  
 کو ان سے دہا ہے۔ لیکن سوامی دیانند سوتی مہاراج جہاں سائنس کی  
 ساری معمولات کو ویدوں کے اندر داخل کرنے کے لئے پریشان رہا کرتے ہیں  
 وہاں اس کی پکائی کچیر کو چھوڑ کر ناحق بیچارے سائنسی عالمان وید کو چڑھانے کی  
 خاطر یالیون سمجھنے کہ ایک نیا مسند ایجاد کرنے لے انوکھے ڈھنگ سے اپنے نواقیم  
 کرو دسماج کی عزت اور وقعت کو بڑھانے کے لئے پائی اور مضطرب سے  
 جس کا تحریر کرنا ہمارا کام نہیں ہے (کیونکہ ایسی ڈیوٹی دوسرے صاحبان پور  
 کر رہے ہیں) ایسی کڑھنت کر رہے ہیں جس کے موافقت میں کوئی حوالہ ان کو  
 کہیں سے بھی ملتا ہی نہیں۔

ناظرین! جو لوگ تھوڑی بھی سنسکرت جانتے ہیں وہ تو اس بات کو تسلیم  
 کریں گے کہ منو کے س شلوک میں سوامی جی کی وہ عبارت جس پر ہم نے لکیر  
 کر دی ہے موجود نہیں ہے اور وہ سوامی جی کی بچ کڑھنت ہے۔ مگر سنسکرت  
 سے ناواقف متعصب آریہ صاحبان فرما دیں گے کہ پڑواہ اکبھی ایسا ہو سکتا ہے  
 کہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم فاضل نہیں نہیں بلکہ بال برہم چاری اور یوگی اور  
 مہرشی ایک ادنیٰ شلوک کے معنی نہ سمجھتا یعنی غلط ترجمہ کرتا مگر نہیں بلکہ جو ایسا  
 خیال کرتا ہے وہ خود بالکل جاہل ہے وغیرہ۔ اس لئے ہم ان صاحبان کی خدمت  
 میں نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ضرور اور بالضرور اس بات کی  
 تحقیقات کریں اور اس منو سمرتی کے اول ادھیائے ۲۳ وین شلوک کا  
 جو لفظی ترجمہ ہم نے اوپر درج کیا ہے اگر اس کو غلط ثابت کر دیں یا اپنے مہرشی  
 کے ترجمہ کو (جو اوپر درج ہے) صحیح ثابت کر دیں یا کم از کم صرف اس قدر ثابت کر دیں

کہ اس شلوک میں حسب قول سوامی جی کے :-

(۱) - اگنی وغیرہ چار

(۲) - مہارشیو تن

(۳) - چارون وید

(۴) - انکرا

(۵) - اتھرب

لئے پانچ الفاظ (جو سوامی جی کے ترتیب میں آئے ہیں) یا ان کے مترادف الفاظ موجود ہیں تو بیشک ان کو اس مہربانی اور احسان کے معاوضہ میں ہم مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں (بقیہ شرائط انعام کے لئے دیکھو صفحہ ۷۷ حصہ اول)

ناظرین! اب دیکھئے کہ پنڈت تلسی رام صاحب کیا فرماتے ہیں۔ چونکہ مصنف نے مجھاسکر کے اس شلوک کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "وید ترے" یعنی تینوں ویدوں کے ہدایت کے مطابق افعال کی اشاعت ہوئی۔ پس پنڈت تلسی رام صاحب مجھاسکر پر کاش صفحہ ۲۵۰ سطر ۸ پر یوں فرماتے ہیں کہ "پس آپ کی تشریح ہمارے دعوے کے لئے مضر نہیں ہے۔"

وہ مضر یوں نہیں! نہ ماننے کی تو بات دوسری ہے۔ اجمی حضرت آپ تو گورو چیلے بلکر چار وید و چار رشی اجن میں چوتھا انکرا ہے شانت ترے تھے لیکن وان تو وید ترے वेदत्रय یعنی تین کا ذکر ہے کیا آپ معترض کے الفاظ کو سن نہیں رہے ہیں؟

ناظرین! کیسے سنتے وہ جادو جب سر سے اوترے تب تو کام چیلے۔

اسی سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے ساتنی پنڈت جوالا پر شاو صاحب نے مجھاسکر صفحہ ۲۳۰ سطر ۱۴ پر منو سمرتی کی اول ادھیاء کا نو ان سا ۲ وان اور ۲۲ وان شلوک لکھ کر یہ ظاہر کیا ہے کہ (۱) برہما اگنی دایو سے قبل پیدا ہوا (۲) منو کے

قول کے مطابق برہما نے ہی ویدوں کے موافق تمام دنیاوی اشیاء کے نام رکھے  
 ہیں انہی دایو کا نام بھی تو برہما نے ہی رکھا (اور ۳) برہما نے ہی سب دیوتاؤں  
 وغیرہ کی پیدائش کی۔ ان وجوہات سے بھی ثابت ہے کہ برہما ہی ویدوں کا مہمہ ہے  
 نہ کہ اگنی وغیرہ۔ اس کی تردید میں مصنف بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۵ سطر ۱۲ پر یوں  
 غریب کرتے ہیں: "तद्वत्समम्" (منو ۱) کا ارتھ ہم پہلے کرچکے ہیں اور  
 اسی سے۔۔ بقیہ دونوں شلوک (مذکورہ بالا) کے متعلق بھی جواب  
 ہو جاتا ہے کہ منو میں جو شلوک نمبر ۴ میں برہما کا بیان ہے وہ کسی خاص انسان  
 یا رشی کا نہیں ہے۔

ناظرین! بیان پر پنڈت تلسی رام صاحب نے جو چال چلی ہے اس کو سمجھ  
 لینا ذرا مشکل کام ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر بالفرض ہم پنڈت صاحب کی اس بات کو تسلیم ہی کر لیں کہ  
 منو ۱ میں جس برہما کی پیدائش کا بیان ہے وہ کوئی خاص انسان یا رشی نہیں ہے  
 جس کو کہ سناتنی بھی رشی یا انسان نہیں مانتے۔ یہ تو آریوں ہی کی عادت ہوا  
 رہتی ہے کہ دیوتاؤں کی وقعت کو گھٹانے کی بنی فکر میں غلطان رہا کرتے ہیں  
 سناتنی برہما کو۔ شی یا انسان نہ مان کر دیوتا بلکہ دیوتاؤں کا بھی بزرگ مانتے ہیں  
 بلکہ پنڈت تلسی رام صاحب کے قول کے ہی مطابق وہ پریشور ہی خود بخود ایک دوسری  
 شکل میں پیدا ہو رہا ہے (یا پر لرنی وغیرہ پیچیدہ الفاظ جو وہ کہتا چاہیں وہ ہی سہی)  
 تو کیا اس سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ وہ برہما (جو منو ۱ میں پیدا ہوا)  
 منو شلوک ۱ کے مطابق اگنی وغیرہ سے ویدوں کا دوہنے والا (یا ان کے محاورہ  
 میں ویدوں کا مہم خواہ رشی) نہیں ہے؟۔ اچھا اگر وہ نہیں ہے تو دوسرا اور کونسا  
 ہے یہ بتلانا لازم ہے؟۔ کیونکہ سوامی جی اس منو ۱ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے یہ تو مان  
 رہے ہیں کہ برہما نے اگنی وغیرہ سے ویدوں کو حاصل کیا۔ پس اب پنڈت تلسی رام  
 صاحب سے سوال یہ ہی کہ اگر وہ منو ۱ والے برہما کو منو ۱ والا ہی برہما



نہیں مانتے تو بتلاوین کہ وہ پلہ والا برہما (جس کی رشتی کو تو کم زکم سوامی جی ت  
 رہے ہیں) پلہ واسے کے علاوہ دوسرا کون ہے جو چونکہ سنوسماتی کی پیدائش  
 عالم کے بیان میں ہے اور ایک شے کی پیدائش کا ذکر اس میں مود جو  
 اور ظاہر ہے کہ ملیم صاحبان کی پیدائش کا بھی پتہ ملنا ہی ضروری ہے۔ پس  
 ہر حالت میں پنڈت تلسی رام صاحب کو منو پلہ سے پلہ تک کے اندر منو پلہ ولد  
 برہما کو چھوڑ کر یک برہما اور ظاہر کرنا لازم ہے (پھر چاہے وہ رشی بن جاوے  
 یا انسان مجہد بیاجد سے۔)

ناظرین۔ در نسل و بان سی دوسرے برہما کا ذکر مود بود نہیں ہے۔  
 اور اگر تمام شلوکوں کو پیش کر دیا جاوی تو آپ کو معلوم ہو کہ ایسا سلسلہ  
 بند ہوا ہے۔ لہٰذا سنوسماتی سے برہما کا پلہ منو پلہ میں ذکر ہے۔ ہمیں اس سے  
 کچھ بحث نہیں کہ اگر یہ صاحبان اسے رشی کہیں انسان کہیں یا پریشور  
 کہیں مرقظہ برہما پر بحث ہے جس کو خود سوامی جی نے بھی تسلیم کیا ہے چونکہ  
 یہ تمام شلوک بعد ترجمہ منموں پیدائش عالم میں بلا کم و کاست نقل کئے گئے ہیں  
 اس لئے یہ پیرا پیرا بود و ضرورت ہونے کے ہی ان کو نقل کرنا مناسب نہیں  
 سمجھتے۔ ان صاحب ویکھنا چاہیں وہی موقع پر دیکھیں اور ضرور دیکھیں۔  
 لیکن مختصر ایلون سمجھتے کہ سنوسماتی اول ادھیا کی نوین شلوک میں برہما کی پیدائش  
 کا ذکر ہے۔ ۱۰ دین میں اسی کا نام نہر بن رکھنا جانا بیان ہوا۔ ۱۱ دین میں اسکا  
 نام برہما ہوا۔ ۱۲ دین میں وہ انڈا پھوڑ کر باہر نکلا۔ ۱۳ دین میں یہ کہ اس  
 سے نوٹے ہوئے انڈے کے ۱۰ ویکٹروں سے زمین آسمان بنایا۔ ۱۴ دین سے  
 ۲۰ دین تک مختلف اشیاء اسی نے پیدا کیں۔ ۲۱ دین میں اس نے ویدوں  
 سے سب اشیاء کے نام رکھے۔ ۲۲ دین میں دیوتاؤں وغیرہ کی پیدائش  
 اس نے کی۔ ۲۳ دین (شلوک متنازعہ فیہ) میں انکی وغیرہ سے ویدوں کو  
 دھایہ ذکر آیا ہے۔

ناظرین! اب بتلائے کہ اگر منوسمتری اول ادھیار کے ۶ دین شلوک والے  
برہما ہی سے اس منوسلم میں مراد نہیں ہے تو دوسرا کون برہما کہاں سے کو داغ  
ایک بات اور قابل غور ہے کہ شلوک نمبر ۹ کے بعد نمبر ۲۳ تک کے درمیان میں پھر  
نہ تو کہتین لفظ آیا ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ آیا ہے جس کے معنی پنڈت تلسی رام صاحب  
پریشور پر ماتما وغیرہ لے رہے ہیں بلکہ صرف "ॐ" ضمیر (Pronoun)  
اکثر لایا گیا ہے۔ ان پنڈت تلسی رام صاحب شاید یہ کہیں کہ اگر منوسلم والا برہما  
دیدن کا لہم ہی تو وہ بذات خود پریشور ہی ہوگا۔ تو اس کا جواب ہم ان کو یہ دیتے  
ہیں کہ وہ اس وہم کو اپنے گورو سوامی دیانند مہاراج سے ہی فیصلہ کریں جو  
منوسلم میں باوجود لفظ برہما نہ ہونے کے بھی دیدن کا دوہنے والا برہما کو ہی لکھ کر  
آپ کو ناحق پریشان کر گئے ہیں

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب کی منوسمتری سے عفاف یہ ظاہر ہو رہا ہے  
کہ وہ اس سلم میں شلوک والے (اگنی وغیرہ کو روہنے والے) کو نہ تو رشی یا  
انسان مانتے ہیں اور نہ برہما ہی مانتے ہیں بلکہ وہ ان اگنی وغیرہ سے دیدن کو  
حاصل کرنے والا پریشور ہی کو مان رہے ہیں۔

ناظرین! آپ کچھ تعجب نہ کریں کہ آج پنڈت صاحب نے خالق مطلق پر برہم  
پریشور کو آگ ہوا سورج کا شاکر دینا یا ہے اور کل دیانند کا چیلہ بنانے کی فکر  
کریں گے اور شاید لگے دن خود ہی اس کے استاد بننا مناسب سمجھیں گے۔

ہماری بات کا شاید اعتبار نہ کیا جاوے اس لئے ہم پنڈت تلسی رام جی مہاراج  
کی منوسمتری صفحہ ۵ سطر ۲۱ سے اول ادھیار کے شلوک نمبر ۲۲-۲۳-۲۴

کے رجحون کو ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں (اصلی شلوک مضمون پیدائش عالم  
میں دیکھو) اوس (پر ماتما) نے پیدائش کے آغاز میں ان سب کے  
نام افعال اور فیصلوں کو عمدہ عمدہ دیدن سے مقرر کیا، ۲۱۔

(نوٹ۔ واضح ہو کہ اس شلوک میں لفظ پر ماتما نہیں آیا ہے۔ ॐ لے ۵

یا اوس البتہ آیا ہے پس اوس سے وہ ہی شے لی جاسکتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا  
 ہو اور ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ شلوک نمبر ۱۳ سے ۲۳ تک میں کوئی فاعل موجود نہیں  
 ہے اسوجہ سے خواہ مخواہ شلوک نمبر ۱۰ والے برہما کو ہی وہ یا اوس سے سمجھا جاسکتا  
 ہے لیکن پھر بھی اگر پنڈت تلسی رام صاحب کی بھی مرضی ہے تو ہم بھی تھوڑی دیر کے  
 لئے ان کی ہی بات کو ماننے لیتے ہیں کہ اوس مخلوقات کے پر بھونے افعال کی حیثیت  
 والے دیوتاؤں (۱) یعنی دیو آدیتہ وغیرہ (۲) سادھیوں کے لطیف گروہ اور  
 ساتن یعنی قدیم رقیو تشنوم نامی یکتہ وغیرہ (۳) یکتہ کو پیدا کیا۔ ۲۲۔

(نوٹ۔ ناظرین! لارہ یاد رکھئے گا کہ اس شلوک میں لفظ دیوتا موجود ہے  
 اور پنڈت صاحب خطوط وحدانی کے اندر اپنی رائے بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ  
 دیوتا سے (۱) گنی والیو آدیتہ سے ہی ہے۔ بھلا پھر جب کہ وہ ان کو جو کہ اگلے  
 ہی شلوک میں ملہم کہے گئے ہیں دیوتا مان رہے ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ  
 ساتنی پنڈت سے اس بات برکیوں جملہ کر رہے تھے کہ وہ دیدن سے اگنی وغیرہ  
 دیوتاؤں کی فہرست کیون پیش کرتا ہے کیونکہ ملہم تو رشی ہونا چاہئے۔ کیون پنڈت  
 تلسی رام جی مہاراج! کیا آپ کو بھاسکر پرکاش تحریر کرتے وقت اپنی مصنفہ منو  
 سمرتی بھاشہ کی یہ تحریر بھول گئی تھی (۲) (اب ۲۳ دان شلوک متنازعہ فیہ  
 دیکھئے)۔

(دس نے) یکتہ کے لئے قدیم وید جس کے تین بھید (تفرقہ) = رگ یجور  
 سام ہیں ان کو اگنی، یو سور یہ سے (۱) اگنی سے رگ وید۔ والیو سے یجور وید۔  
 سور یہ سے سام وید (ظاہر کیا۔ ۲۳۔

ناظرین! اس شلوک کا پہلا لفظ جو (اوس نے) ہی اس کے بارہ میں  
 ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس نے (۲) پنڈت تلسی رام صاحب نے شلوک نمبر ۱۴  
 میں تو لفظ اوس کے ساتھ (ہر ماتما) لکھا تھا اور نمبر ۲۲ میں لفظ اوس کو  
 مخلوقات کے پر بھونے کے ساتھ ملا دینے سے وہ ہی مراد ہو گئی جو پہلے شلوک میں بھی



تھی لیکن ذرہ کوئی پوچھے کہ کیوں صاحب اس ۲۳ دین شلوک میں جو (اوسے) ہی وہ کہہ رہے اس بات کو کیوں نہیں صاف کیا پس کیا یہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس چال کے کچھ گہرے معنی ہیں۔ خیر۔ اب اگر ہم ہر ایک زبان کے عام قواعد کے مطابق عمل کریں کہ وہ یا اوس سے وہ فاعل مراد لیا جاسکتا ہے جس کا نام اوپر آیا ہو۔ تو پنڈت تلسی رام صاحب کی اجازت سے ہم اوس سے پریشور ہی مراد لے سکیں گے کیونکہ پنڈت صاحب شلوک نمبر ۲۱ میں پرماقتا در سہ ۲۲ میں پرہجو کا استعمال کہہ رہے ہیں (مگر برہما کا کہیں منان و گمان بھی نہیں) وہ تو وہ دین شلوک میں بہت دور پہنچ چکا ہے) لیکن پھر اب ہمیں جوڑیہ سوال رہنا پڑتا ہے کہ :-

شہ بیان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کے ترجمہ منوسمرتی سے تو یہ ظاہر ہوا کہ اس منو ۱۶ میں آگ ہوا سورج کو دہننے والے کو آپ پریشور مانتے ہیں اور آپ کے گوردھاراج اسی شلوک میں برہما کو انہی وغیرہ کا شاکر دہناتے ہوئے کم زبم اس شلوک میں برہما کی ہستی کو لفظ ॥ ۳ ॥ وہ سے قایم کر رہے ہیں۔ پس ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی بات کو ہم صحیح سمجھیں یا آپ کے گردی۔ اب چونکہ ہوا کے تو موجود نہیں ہیں کہ وہ اس سمعہ کو مل کر لے اس لئے بہتر ہے کہ آپ ان کے پاس جانے سے قبل اس بات کو صاف کر دیں۔ یعنی یا تو آریہ صاحبان کو مطلع کر دیں کہ ہم نے غلطی کی تھی اب منوسمرتی جب دوبارہ شایع ہوگی تو اس شلوک ۱ کے لفظ ॥ ۳ ॥ وہ سے برہما ہی ظاہر کرو یا جادے گا۔ تاکہ سوامی جی کی بات ۲۳ میں سب سے نہ لگنے پادے۔ یا اگر آپ کو اپنی بات پر حوصلہ ہے تو پھر یوں ہی کیجئے کہ ایک اعلان جاری کر دیجئے کہ ہم دیانند کی اس بات کو غلط مانتے ہیں جو کہ وہ منو ۱۶ کے الفاظ ॥ ۳ ॥ وہ شجر ہما مراد لے رہے ہیں وغیرہ۔ جناب عالی! بغیر ان دو میں سے ایک پر عمل کئے ہوئے کسی طرح چارہ نہیں ہے۔ ہاں اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا کہ اگر اب بھی مرغی کی ایک ہی ٹانگہ کہتے چلے جاویں گے۔

ناظرین! سوامی دیانند مہاراج نے اپنی رگ وید اودی بھاشہ بھومک صفحہ ۱۹  
 سطر ۲۳ پر سنو سمرتی کے ایک اور شلوک کا حوالہ بھی پیش کر کے اوس سے جو قصہ دید  
 اور اس کے ملہم انکرا کو ثابت کرنا چاہا ہے پس ذہ اس حوالہ کی بھار بھی دیجئے۔  
 یہ سنو سمرتی دوسری ادھیار کا اداواں شلوک ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

प्रचक्षतापयामास पत्न्यं १ शशकुण्डलसः कोचः ।

पुत्रका हंत दोनान्न जनेन पारदहृतान् ॥

मद्र० अ० २ श्लो० १५९

اس کا ترجمہ از زبان پنڈت تپسی رام صاحب ان کی نو سمرتی صفحہ ۵۰ پر یوں  
 ”انگر اٹنی کے عالم لڑکے نے اپنے جی و غیرہ کو پتہ پا اور اپنے علم و عقل کی زیادتی سے  
 ان کو شکر و سمجھ کر سے زکوٰۃ بس لیا۔ ادا۔“

ناظرین! یہ ہے وہ شلوک جس سے سوامی جی اتنے ب وید اور اوس کے  
 ملہم ان مولوں کا وجود ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آیت کو اس دوسرے ترجمہ  
 سے کچھ ایسی بات راق ہے یا نہیں ہم تو سوامی جی کی رائے کے موافق ایک لفظ  
 بھی بیان نظر نہیں آتا۔

یہ ان سنو مہاراج اور سے علم کی فضیلت کا ذکر کر رہے ہیں اور علم کی زیادتی  
 جس میں ہو اوس کی بلا لحاظ عمر و رشتہ و غیرہ عزت کی جانی چاہئے یہ مضمون  
 بیان پر ہیں۔ ہے اور اس شلوک میں ایک مثال پیش کی گئی ہے۔ پس نہ تو  
 بیان اٹھرب وید کا کہیں ذکر ہے اور نہ انکرا کو اوس کا ملہم کہا گیا ہے۔ مگر  
 سوامی جی نے نہ معلوم کیا سمجھ کر اس شلوک کا حوالہ دیا ہے۔

ناظرین! سوامی جی کا انوکھا ڈھنگ حوالہ پیش کرنے کا تو آپ نے خوب عمدہ  
 طور پر تاثر لیا ہو گا کہ شلوک میں ایک لفظ انکرا کے لڑکے نے آیا کہ پس اسے  
 لے دوڑے اور اپنے پیرو کا سان کو اشارہ کر دیا کہ وہ دیکھو فلاں شلوک میں  
 انکرا لفظ کی گردان موجود ہے (بجلا کم از کم انکرا ہی ہوتا تو غنیمت تھی۔

ہاں تو انگریز نے انگریز کا لڑکا آیا ہے) پس وہ اتھرب وید کا ملہم ثابت ہو رہا ہے۔

واہ کیا خوب!۔ کمالیہ ایسے ہی دلائل کے بھروسے آریہ سماج کے شئی اور اس کے ممبران تمام دنیا کے مذاہب کو دعوت دے رہے ہیں وہ اپنا گھر چھوڑ چھوڑ کر آریہ سماج میں جاد اخل ہو جاویں۔ کچھ آریہ صاحبان آپ سچائی کو قبول کرنے اور غلطیوں کو ترک کرنے کے اصول پر کب عمل کرنا شروع کریں گے۔ کیا عاقبت کے بعد۔ اچی مہاشے! اب تو آپ کو صاف طور پر تسلیم کر لینا چاہئے کہ دیانند نے منو کا اچھ شلوک پیش کرتے ہیں سخت غلطی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ اتھرب وید اور اس کے ملہم انگریزوں نے تو منو سمرتی میں پایا گیا ہے اور نہ ان دیگر حوالہ جات میں جن کو سوامی نے پیش کئے ہیں (سوا خامن اتھرب کے حوالہ کے جو کہ مدعی کا اپنا بیان ہے۔ مگر ملہم انگریز کا وہاں بھی پتہ نہیں ہے)۔

ناظرین! ایک لطیفہ اور سنئے بعد یہ مضمون ختم ہوگا۔

یہ شلوک منو <sup>۱۰</sup> جے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے جیسا کہ اوپر مذکور مضمون زیر بحث میں بطور حوالہ پیش کیا ہے (یعنی معتبر تسلیم کر لیا ہے)۔ لیکن آپ یہ سن کر نہایت تعجب کریں گے کہ اس شلوک کو آریہ سماج کے معزز واعظ و مناظر شرمیہاں پنڈت تلسی رام صاحب پرکشیت یعنی جانیتر قرار دیتے ہیں۔ واہ! گوردمہاراج جس شلوک کو اتھرب وید اور اس کے ملہم انگریز کی ہستی کے ثبوت میں پیش کریں اسے چیلے صاحب ناچا کر زار دیوین۔

کہئے ناظرین! ہم کسکی بات کو صحیح سمجھیں اور کس کی بات کو غلط تسلیم کریں۔

اسے آریہ سماج کے معزز لیڈران! آپ ان خرابیوں کو کیوں نہیں دور کرتے



کیسے تعجب کی بات ہے کہ آپ کو اپنے گھر کے ان تمام اندرونی نقایص کے رفع کرنے کے لئے تو فرصت نہیں ہے مگر دنیا کے تمام مذاہب والوں سے ناتواں کی سرکھٹی کر کے ان کا اور اپنا وقت ضائع کرنے اور ان کے معزز بزرگوں مہاتماؤں دیوتاؤں یا پیغمبروں وغیرہ کو صلواتیں سناتے کی بہت فرصت رہا کرتی ہے بلکہ ان کاموں کے لئے تو آپ اور دہار کھائے ہی بیٹھ رہا کرتے ہیں۔

ہاں! اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ایک بات قابل غور رہی جاتی ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ شروع سے آخر تک اس بات کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا کہ اتھرب وید بھی ویدوں کے اندر شامل کیونکر ہے اور اس کا ملہم کہ ہوا سوسج کے بعد جو چوتھا انگریز فرض کر لیا گیا ہے اس کا نام کہاں آیا ہے پس وہ اندھ ارض آریہ سماج پر بدستور قائم رہ جاتا ہے کہ عالمان یورپ کی تحقیقات کے مطابق دراصل قدیمی وید تین ہی ہیں جو تمنا بہت پیچھے کی تصنیف ہے یعنی نوسمرتی کی تصنیف سے بھی بعد میں اتھرب وید کی تصنیف ہوئی ہے۔ لیکن اگر اتنے پر بھی کوئی آریہ صاحبان نہ مین تو ناظرین! آپ ان کو مطلع نہ کیجئے کہ اگر وہ پنڈت تلسی رام صاحب کی شائع کردہ نوسمرتی میں (اس نے دوسری کو آریہ صاحبان قابل اعتبار نہیں سمجھتے) جایز اور ناجایز شلوکوں میں سے بھی یہ بات نکال کر دیکھلا دیوں کہ۔

اتھرب وید کا انگریز شی ملہم ہے یا برصغرت اتھرب وید انگریز سے روایہ حاصل کیا۔

تو ان کو مبلغ ستارویہ انعام دیا جاوے گا۔ (بقیہ شریط انعام دیکھو صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴

وید مترون پرالان کج بکتری

ہندو پریم نے جس گروہ کا: آج کل ہندو مشہوت سکی پاک کتاب کا نام ہی وہ  
ہیں جو کہ چار جلدوں میں ہیں جتنی ہیں وزن کے نام: ایک ایک مہر: اور تشریف ہیں سناتنی  
ہندو صاحبان کا خیال ہے کہ ان چار کتابوں میں صرف وہ مکتبہ ہیں جن سے عموم وغیرہ کہا  
جایا کرتا ہو اور کسی قسم کی دنیاوی قانون قاعدہ انسان ونگی کے سے ہدایتیں نہ دے کسی  
کی ایسی باتیں موجود نہیں ہیں یا گزرتی ہیں یہ نکل میں ہیں جن سے صرف نہایت اعلیٰ درجہ  
کے عالم باعمل یعنی فاضل منی صاحبان چھ سچو سکتے ہیں۔ ہر پانچویں لوگ ہر مہینے میں ہر سو  
شست ہفتہ ہفتہ ایشریہ۔ اور تانڈی بھی ہر روز روزیت ہیں اور ان کو ہر طرح کی ضرورت  
ہدایتوں کا مجموعہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے بعد منوسمہنی وغیرہ کا: یہ ہر مہینے سوانی دیا شدہ ہوتی  
مہاراج کی یہ منشا ہے کہ ہر ایک کو ایک ایک چار مکتبہ ان چار مکتبہ کے ہر ایک کتاب سے  
کچھ سے کچھ لے کر پڑھ کر اور دیکھ کر ان کے ہر ایک مکتبہ میں ہر ایک کتاب سے

کچھ سروکار نہ کیا جاوے یا یہ امان میں رہو وگرنہ اس کا بھونکا یا بھینکا  
اس بات کو اور صاف کرنے کے لئے میں ایک مختصر یہ سید صاحب کی تحریر میں نقل  
کر رہا ہوں۔ گو یہ کام دیر ہو جائے گا مگر یہ ضروری ہے کہ سید صاحب کی خوش سلیقہ  
یا چتر نگاری میں موسومہ گویوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ دیا جائے کہ سید صاحب کی پینٹری  
بہت ندرت کی ہے۔ ہمایوں کی مقام پر پورٹ جی ہوئی تھی جس کے حوالہ سے سید صاحب نے جج پور

The city of Samsat derives its vitality,  
its strength in fact its very existence  
from the tides - that is heat and light  
to the sun - what are the vital processes

to animal organism, what is consciousness to the human mind; what are the brain centres to the mechanical movements of the human body, that are the Vedas to the *Arya Samaj* —

[illegible]

ناظرین! اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، مگر یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، مگر یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، مگر یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

۱۵۔ فی الواقعہ سے پہلے ہی پتہ لگا رہا تھا کہ یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے  
بہت سے جیسے جیسے ہیں۔ **MEHSON** کے ساتھ ہر ہونے کا یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے  
بارہ میں چھوٹے چھوٹے ہیں۔ **THORO** کے ساتھ ہر ہونے کا یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے  
گئے ہیں۔ ہر ہونے کا یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے  
کہ کوئی دفعہ میں نہیں آتا۔ ہر ہونے کا یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے  
کوئی ہونے ہر ہونے میں آتا۔ ہر ہونے کا یہ سطر ہر ہونے پر قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے



ان کا فی سرفا صدر جبکہ وہ صرف سات شوش کو کون کی ایک مختصر کتاب ہو اور وہ بھی نہایت  
 ن سہکرت اور شیرین الفاظ میں اپنے مطلب کو دکارتی ہو تو کون بند ہو گا جو است  
 ان نسخہ کو چھو کر ویدوں کے اس دلدل میں جا پھنسے یہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں بلکہ  
 ممکن ہو اور جس کے نہایت مشکل ہونے کا خود آریوں کو قرار ہے (جیسا آگے ان نمون  
 ن بتلایا گیا ہو گا) اتنا ہی نہیں بکارتیت است (بھگوت گیتا کی مانند) بے شمار کتابیں ہندوؤں  
 نے قبضہ میں موجود ہیں جن کے بعد وسوہ نہ تو ویدوں کی برادر کرتے ہیں اور نہ واقعی پیدوں  
 سے بغیر ان کا کوئی سچ ہو۔ برعکس اس کے یہ صاحبان کا کوئی کام ویدوں کے بغیر کیا ہو  
 یا نہ فرما رہے ہیں چل سکتا مگر جہاں یہ مانج کا ویدوں سے یہ تحقق ہے جیسا کہ انسانی  
 ایسا متدبوش خواہ اس کا۔ وہاں سمجھ دیکھتے ہیں کہ مہربن آریہ سماج کو خود پتہ نہیں کہ ویدوں میں  
 اس پر ایسے نہ پہلے انہوں نے پڑھ کر اب پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں غرض کہ انہوں  
 نے تو وید نہیں کتابوں کو مان لیا ہو جو سوامی دیانند کی تصنیف تین صدیوں کو ایک  
 وید بنا رکھا ہو۔ کہ جب کوئی معتز شہان پر کوئی حملہ کرتا ہو تو وہ بہت ویدوں کی قوت سے  
 ہارے تھے یعنی یہ سماج کے منی لفظ کو تو میس و مر نہیں کہ ویدوں میں یہ ہو کر کیا نہیں  
 پس خواہ خواہ انہیں باتوں کو وید کی نسبت یہ کرنے کے مستحق ہوئے ہیں جو ان پر  
 یہ صاحبان ظاہر کر رہے ہیں چنانچہ وہ ویدوں پر جو حملہ کر رہے ہیں ان سے یہ کہہ دیا جائے  
 وہ سوامی جی کی تصنیفات پر ہی کیا جاتا ہے کہ وہ یہ خوب دیکھتے ہیں کہ یہ لہجہ وید  
 میں ویدوں میں کوئی نقش لگاؤ نہ الینہ ہم سوچنے کے لیے تیار ہوں گے (لیکن اگر کوئی  
 میں سے یہ دریافت کرے کہ آپ نہ کو حاضری نہ جان کر کہ ویدوں کا کتنا حصہ خود پڑھ  
 ہو تو جواب صفر ۰۰۰۰ ہی میں ملے گا۔)

ناظرین! چونکہ ویدوں کی ایسی عظمت آریہ سماج کے منت مکی اور پابوں کی  
 کتابوں کو تو ان میں بھگوت گیتا جیسی لائق تصنیفیت بھی مشتمل نہیں (بہت کم جہاں  
 ہاتھیں کرتے ہیں پس آپ پر ہم اب یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آج کل ویدوں کے منتروں سے  
 غنے مطلب کا طرح سمجھ جائے گا کہ ان پھر یہ فیصلہ کیا کہ وہ ہو گا کہ ویدوں کے علوم



گھڑی کو شک ہو تو میدھر او گریہ کی تفسیر و ن کو پڑھ کر تھان کر پڑھ سے اور یہی وجہ ہے  
 کہ غیر ملکی عامان مذکور بالا تفسیر و ن کو پڑھ کر ہمارے ویدون کو گڑبست ہے اور بچوں کے گیت  
 تلاوت سے ہیں۔ البتہ آریہ مادیون نے تو اپنے رتہ سے ویدون کی حقیقت سب پر  
 روشن کر دی ہے۔

(نوٹ) جو کہ حقیقت ویدون کی آریہ سماجی تفسیر و ن سے نمایاں ہو رہی ہے وہ سنسکرت  
 و ان صاحبان سے نفی نہیں ہو چکا ہے ناظرین کو معلوم ہو کہ اخبار ایک نئی سوختہ ہوا نمبر  
 ۱۵۰ کے صفحہ ۱۲ پر ستر ستر ماحمی یون پھر ستر ستر ہے مین گوروکل کانگریسی سیر  
 دیا تا پارٹی کے تمام نمبران و ستر ستر کے مٹ پندت (نیکو سب سے بڑے ہونے کی وجہ  
 سے نہ صرف پندت کا مجدد آریون کی اس معزز پستی ٹیوشن مین دیگ ہے بلکہ  
 آپا یہ کہ خطاب بھی کیا گیا ہے) سے کلی بات ہوئی اور انہوں نے ان سے منجھد مگر انہوں  
 کے صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ ..... سو می ہی کا بھاشیہ انگریزی کے لکھے ہوئے  
 لوگوں کو پھنسانے کے لئے ہے۔ اور موجودہ مجہ ان آریہ سماج مین چونکہ یہ  
 نہیں نہیں بلکہ یہ سنسکرت سے خلق ناکم ہیں ہی وجہ سے کہ اس قدر زیادہ جواب  
 اس میں شامل مین اور دینندنی تفسیر کے دعوے کی چوں کہ کسی کو پتہ نہیں۔ ورنہ  
 سو می جی کی تفسیر کا تو یہ حال ہے کہ اگر ہم سکی مدد سے ویدون کو ابھین کرنا (یعنی  
 طالب علم کی مانند پڑھنا) چاہیں تو اس کے لئے اس میں وہ منتر لفظی معنی کے  
 ازیر یا د کیا جاسکتا ہے۔ تو سکی تفسیر یا دیاں کہو کہ سو می دیا شد کے دماغ کی گڑبخت  
 محض شروع سے آخر تک سہ سہی نظر سے پڑنے والے کے لئے زمین سے زمین  
 طالب علم کو نصف گھنٹہ اور کہیں کہیں پر یک یا دو گھنٹہ کا رے یہ زبانی یا فوضی  
 باتیں نہیں ہیں بلکہ ہم اپنے ذاتی پتہ پر کا نتیجہ ظاہر کر رہے ہیں پس اسل بات یہ ہے  
 کہ سو می جی نے سائنس فلاسفی جغرافیہ اور فلک سس وغیرہ یا پارلیا منٹ سلطنت  
 جمہوری ریل مار و غیرہ وغیرہ کی بھر مار کرنے کے لئے ویدون کے سیدھے سامنے  
 الفاظ پر ایسے پیچیدہ خول چڑھا دیے ہیں کہ اول تو ان کا (دیا شدی تفسیر کی مدد سے)



پر سنائی امر دشوار ہو رہا ہے اور اگر بالفرض سب کام چھوڑ کر ہم اس کے پیچھے ہی جاویں  
 اور سارا وقت لگا کر کچھ نسخہ ویدوں کا سوانحی جو کہ تفسیر کے مطابق ہے بھی ایوں تو سچ منج  
 سو بس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہم بجس ویدوں کا مطلب سمجھنے کے سوانحی دیانند  
 کے خیالات کا لب لباب ان کے ہی الفاظ میں البتہ خوب سمجھ لیوں گے۔ سوانحی دیانند  
 سرسوتی مہاراج اپنی تفسیر میں نہ تو لفظی مستطابہ کرتے ہیں اور نہ خوب (ترکیب ترتیب  
 لفظ) ہی صاف صاف بیان کرتے ہیں (سو چند سنشیات کے) بلکہ وہ ایک ایک  
 غلط پر ایک ایک فقرہ گنہگار کہہ دیتے ہیں جس سے پڑھنے والے کی عقل مضطرب ہو جاتی ہے  
 اور یہ سوانحی صاحبان میں ممد کوہن من سمجھتا کرنے کو مجبور رہتے ہیں کہ وید بڑے  
 مشکل ہیں ان کی عبارت ممد کوہن کی آسان کام ہو۔ دیانند اپنی زبانہ کلاشنی عالم  
 فی نسل کو درست اس سنجیدہ تفسیر کی سب سے بڑی نعمت ہے اور ایک ایک حرف صحیح و  
 غلط و غیرہ۔ ان سنشیات سے نہ تو تمکیم میرا آریہ سن کو ہم جیسے عقول پسند  
 نہ ہو سکتے ہیں۔ دیانند اپنی عام فاضل نہیں اس سے بھی بہت  
 زیادہ سمجھتا ہے۔ دیانند جس سے کیا مطلب ہمیں آگے دینے سے طلب ہے  
 نہایت ان کے بیان کا یہ ہے۔ سوانحی دیانند نے چاہے جان بوجھ کر ویدوں کو اور بھی مشکل  
 بنا دیا ہو کہ کوئی خاک بھی مطلب نہ سمجھ سکے یا ان کی زیادہ علمیت و زیادہ عقل سے ان میں  
 یہ ان ہو گیا ہو کیونکہ یہاں تو سنشیات سے کہ جو بہت زیادہ عام و فاضل ہوتے ہیں ان میں  
 مثل کا یہ نہ بھی ہو جاتا کہ یہ سب غرضیکہ خود ہی ہو مگر اس واقعہ سے کوئی سنشکرت  
 ان پر زیادہ بھی لگا نہیں رہتا کہ سوانحی جی سے بھی اس کے کہ جیسی کہ مید تھی کہ ویدوں  
 کے معنی مطلب کو سابق و ان کی نسبت آسان کر دیتا ہے ایسا ایما اور نہایت مشکل  
 بناتے ان کو سنشکرت کی جو کہ جسکا حد و حساب نہیں۔ ہمارے اس بات کو سنیہ صاحبان یقین  
 نہ کریں گے اس لئے ہم ذیل میں ایک منہ وچ کر کے لفظی معنی بھی پیش کئے دیتے ہیں۔  
 اور سوانحی جی کی تفسیر بھی پیش کرتے ہیں جن کے مقابلہ سے یہ پتہ لگ جاوے گا کہ وید مشنوں  
 کے الفاظ کا ترجمہ شکل نہیں ہے بشرطیکہ ان کا نوے (ترکیب ترتیب الفاظ) صحیح نہ ہو یا جاکو



सहस्र शीर्षो पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् सः भूमिः सर्वत-  
स्पृत्वा अत्यतिष्ठत् दश अङ्गुलम् ॥ यजुः ३०. २१ मं. १॥

یہ مشہور معروف پرش سوکت کا منتر ہے۔ اس کو روید کے اکیسویں وید  
کے تمام منتر و ویدوں کی سہ پہر روید میں جیسا کہ یہود کا مین یہ ثبوت پیدائش  
عالم پرش کی توجہ دیتی ہے۔ منوں میں من تھا کہ اس میں جیسا کہ یہ منتر کتاب مذکورہ بالا کے  
صفحہ ۱۱ پر درج ہے اس کے ختم کے تریب تریب الفاظ اور لفظی ترجمہ  
یوں ہوتے ہیں۔

सहस्र शीर्षो पुरुषः सहस्र अक्षः सहस्रपात् सः भू-  
मिः सर्वतः स्पृत्वा अत्यतिष्ठत् दश अङ्गुलम् ॥

اور اس کا لفظی ترجمہ جیسا کہ الفاظ میں یوں ہوا ہے: پرش، انسان یا پر مشہور  
۱۰۰ ہزاروں سر والا ۱۰۰ ہزاروں انگوٹوں والا ۱۰۰ ہزاروں پاؤں والا ۱۰۰ ہزاروں  
۱۰۰ زمین کو سب طرف سے ۱۰۰ چھوڑ کر گھیرے ہوئے، ۱۰۰ دس انگوٹوں والے میں  
۱۰۰ مقیم رہا۔

اس آئینہ کے ترجمہ سے واضح ہو گیا کہ بیان منتر میں صرف دس لفظ ہیں وہاں اردو  
زبان میں بھی یہ مطلب ہو کر سہ سہ صرف ۱۰ الفاظ پر کٹ چھوڑ کر لائن سے کاٹ لیا  
گیا۔ منتر کے اسی قد میں سہ لفظی مطلب یہ رہا کہ ۱۰ ہزار سر ہزار انگوٹوں وغیرہ  
سے کیا مطلب ہو رہا ہے۔ لیکن وہاں یہ شے جس میں وہ مقیم رہا۔

نہ سوائے جوابات کمال ہو رہا نہ دیکھنا غسرین کا فضل ہو لیکن وہ صرف  
اس طے ہو چکا ہے کہ وہ ایک لفظی ترجمہ درج کر دینے کے بعد شریچہ میں شرف کی ہیں  
تاکہ جو لوگ وہاں وہ پڑھنا چاہیں وہ بخوبی سمجھ سکیں کہ اس منتر کے ہوں تو کامیاب  
ہو سکیں اور بہت سب ہی ہو سکتی ہیں کہ وہ منتر کے الفاظ کے لفظی معنی اول سمجھا دے





॥ नि. प्र. १२३ ॥

ب عطف پریش کے معنی پر حواہیات پیش مکے جاتے ہیں جو سنسکرت میں  
ہو اور اس کا مطلب آگ ہے۔

(پُور) پُورِ संसारे शेते सर्वमभिव्याप्य वर्तते स पुरुषः  
परमेश्वरः ॥

پُری یعنی سنسار میں جو سوتا ہے یعنی سب میں ویسے ہو کہ جو ہر جگہ  
وہ پریش پریش ہے۔

पुरुषः पुरिषादः पुरि शयः पूरयते वो पूरयत्यन्तरित्यन्तर पुरु  
षमभिप्रेत्य परमात्परं नापरमस्ति किंचिदस्मान्ना-  
-शामो न ज्यायोस्ति किंचित् ॥ रह इवस्तद्यो नदी  
तिष्ठत्येकस्तेनेदं पूरो पुरिषेण सर्वमपि निगमो  
भवीत ॥ नि. प्र. २२४ ॥

وہ پریش پریش ہے پُری میں رہتا ہے اور خواہ اس نے اس پُری میں کون بھر لیا  
رہے ملا ہے اس وہ اس پریش پریش ہے اور جو اندر ہی اندر پریش کو عمل کر کے (پُور)  
اس پریش پریش سے سو ہو گیا ہے پُری میں رہتا ہے سنسکرت میں صاحبان غور  
پُری میں پُری سے آگے سوتا ہے پُری میں پُری میں رہتا ہے جس کے معنی پُری میں  
پُری پریش ہے (یعنی نہ لگے نہ ورثہ ہے) جس سے نہ تو کوئی چھوٹا ہے  
ورثہ ہے جو نہ لگے نہ ورثہ ہے جس سے نہ تو کوئی چھوٹا ہے  
اس پریش پریش سے یہ سب پُری گیا ہے یہ بھی ایک نگر دھوت ہے (یہ حوالہ  
گفتہ ہو سکتا ہے)

(پُرش:) پُرش सर्वस्मिन् संसारे, भिव्याप्य सादति वर्तते  
ही ॥

پڑھنے سارے سن میں جو وی ایک ہو کر رہتا ہے۔ (پورا پورا)   
 (پورا پورا)  $\text{यं स्वयं परमेश्वर इदं जगत् स्व स्वरूपेण प्रकीर्तयामहे तस्मात् स पुरुषः ॥}$

جس اس سب بگت (سنت) کو پوری طور پر پہنچا ہو (کل بیجوت ہو)   
 (ت)  $\text{तं भद्रं कुरु संस्तुते भद्रं कुरु रात्रि (मनो-ब) सुवृत्तं विप्रश्न-}$    
 (پرنتریتی)  $\text{ये जीवन्मयाप्यन्तर्मेऽभिव्याप्य प्रकीर्तयामहे तस्मात् स पुरुषः तमन्तरं पुरुषमन्तर्यामिनं परमेश्वरमभि-}$    
 $\text{प्रेत्येयम्वक् प्रवृत्तमस्ति ॥}$

جو بیجوت ہے جی نذر کے درمیان وہ ایک ہو کر پوری رہتا ہے اور وہ پوری پوری   
 ہے۔ اس نذر کے لئے پڑھ کر  $\text{अन्तर्यामि}$  کی بات بھی جانتے والے   
 پڑھ کر اس کو حاصل کرنے میں یہ گویا کی رہا ہے  $\text{श्रुत्वा त्रैलोक्यं}$    
 (  $\text{यस्मात्परं}$  )  $\text{यस्मात्पूराणं परमेश्वरात् पुरुषाख्यातरं प्रवृ-}$    
 $\text{द्धमुत्तमं किञ्चिदपि वस्तु नास्तेव पूर्वं वा (मापरमस्ति) य-}$    
 $\text{स्मादपरमवेच्चानं तदुत्तममुत्तमं वा किञ्चिदपि वस्तु}$    
 $\text{नास्तेव ॥}$

جس پر پوری پڑھ کر نام کے پڑھ کر بہتر و کوئی بھی نہ ہے ورنہ کبھی   
 میں بھی نہ جس سے پڑھ کر یا اسے برابر یا قتل بھی کوئی نہ نہیں ہو   
 तथा  $\text{यस्मादशीतपः सूर्यसं ज्ञायः स्थूलं महद्वा किञ्चि-}$    
 $\text{दपि हव्यं नाभूतं न भवति नैव च भविष्यतीत्य-}$    
 $\text{वधेऽहम् ॥}$

اور جس سے پڑھ کر  $\text{सुखं कुरुते लयितं यास्तु}$    
 کوئی بھی نہ نہیں ہو ورنہ کوئی بھی نہ   
 ५.  $\text{स्तब्धा निष्कम्पः सवेत्यास्थिरता कुवेन सन् स्थिरो-}$











پنڈیا صاحب موصوف اس کتاب میں آگے چل کر حسب ذیل فرماتے ہیں۔

..... اس لئے نیک و نیک کو شک و شبہ چھوڑ کر ماننا چاہئے کہ سب سستی  
تجلی نمودار کی گئی ہیں اور ان میں کوئی سستی نہ ہو کیونکہ یہ ایک سبب نہیں ہے بلکہ  
اور ان کے ساتھ بہت سے نہیں تو بدستور یہاں تشبیہ ایک منتر کے تو مثنویوں میں سب سے  
ہیں جو ہر شے پر مسکرت ہیں جدا بہت تشبیہات میں یہ مثنویوں (۱) شریقی یعنی ویدوں  
کی ہر ایک نئی بہ مثنوی نیز ہونے لگا ہے جو ان کی سب سے سب سے گورکھ سکیں کے کہ یہ یہ  
سب سستی و شمعیت اور ہیں۔

نارائن صاحب کتاب پنڈیا صاحب جس تشبیہ سے وہ منتر پیش کیا ہے اس سے  
یہاں پر غلط فہمی کے آپ پر نہ ہو کہ یہ تشبیہ کی عبارت مثنویوں کی چھوٹی تشبیہ  
میں کہ ہر سب سے ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
صنف کے ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
کرتے ہوں کی مثال ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
کہتے ہیں کہ ایک جگہ ہر ایک ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر ہر شے پر  
تھے۔ اتفاقاً ایک پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے  
معلوم کرنا چاہئے کہ یہ پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے  
کیا کہ ایک پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے  
بھائی پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے پتھر کے  
وہ کہتا ہے کہ۔

رام چھپن و شری رام چھپن و شری رام



# لہسن پیکر لہسن پیکر

عزیز کا اسی طرح ہر ایک شخص لہان بھگڑتے کو تیار تھا مگر یہ کون جانتا تھا کہ پھیرو نے کیا

کہا۔

ناظرین! یہی حال ہم وید ستروان کا پسے میں۔ وید کے منتر اس پھیرو کی آواز کی مانند  
ہیں اور اس کے منتر صاحبان نہیں پڑتے مولوی مہودہ فروش اور کسے فی وغیرہ کے مانند ہیں  
در سب اپنی اپنی لہجہ بکری کو عوام پر بھرا کر رہیں پس اسی حالت میں ہم سکوٹ کھین  
اور کسکوٹ بھین جبکہ خود ان منتر میں کوئی عین نہیں کہ آیا وہ جو کچھ منتر میں سے  
لکھتے ہیں وہ سچ ہیں یا نہیں اور یہی وہ سب اختلاف کا جواب دے سکتے ہیں کہ سر  
ان کی تاویل کسی بڑے دوسروان کی کیوں کر غلط ہے تو ہم کو کون کا یہ خیال کہ یہ ویدوں کو پڑھ  
کر ان سے اپنی زندگی کے سدھار کا بہتر ذریعہ نہیں حاصل کر سکیں گے محض ہم سے کچھ نہیں  
ہے۔ اہر شاید ہی وجہ ہو کہ ہندوؤں کے بزرگوں کے جب کہ ویدوں میں ایسی بڑی  
پول ہے کہ اگر یہ رزم خواہم پر نظر ہو گیا تو وہ لوگ ان کے معتقد ہرگز نہ رہ جائیں گے تو  
انہوں نے جہاں کثرت یہ ویشیہ اور خام کر شور وں سے ان کو پوشیدہ رکھا وہاں ہر امنوں  
کوئی یہ ہدایت کی کہ وہ انہیں صرف زبانی رت یا کرن و شادی بیاہ وغیرہ ہیات میں سے  
منتر پڑھ لینے یا خاص خاص جگہ ہوم وغیرہ میں ان کا ورد کر لینے کے سوا ان کو زیادہ تکلیف نہ  
دیوین تاکہ وہ عوام کو اس جھانے میں بھینساے رہیں کہ بھائی کلام الہی و تمام علموں کے  
خزانہ وید ہی میں ہے اور ساتھ ہی ان عقلمند بزرگ چاک براہمنوں نے یہ بھی کہا کٹھن طرح کی دل  
پسپ کہا نیوں کو گھٹ کر کتابیں تصنیف کر دیں جبکہ گوشت پران وغیرہ نامیوں سے موسوم کیا  
گیا اور یہ شہر کیا کہ مذہبی و دین دار لوگوں کو انہیں کتابوں سے کتنا سانی بیا کرے چاہیے

لہ یہ ایک میل کلام جو کسی قدر رکھا ہوتا ہے۔



یہ رفیع بات کسی بنو دین جباری ہو سوائے دیانند سرسوتی مہاراج نے اس بات پر ذور دیا کہ تمام  
 ہر لون وغیرہ کو جو بنو دین صرف ویدوں پر ہی مہاراج و مدار کیا جوستہ تو ملحق ہو گون کو ضرورت ہوئی  
 کہ اب وہ سہت کی شریاں شروع کریں تا وہ پودوں میں کہیں نہ لکھا جائے اور جب سنسکرت یگران  
 جانتے والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ وید متروں میں یہ اپنی شش ہو کہ ایک ایک مترو کے میں میں طرح کے  
 معنی نکالے جاسکتے ہیں تو پھر کیا رہی۔ تاہم بدلتا ہوا بنو دین کی بنو دین کی بنو دین کے مترو  
 سے اپنے سواندیش پر مشورہ کرتے۔ یا نہ پرستی و غیرہ کو بنو دین کے لئے اور جب ترہ مترو  
 صاحبان ان پر یہ حق حاصل کرتے ہیں کہ مترو میں یہ بات تھی پس منہا یہ تھوڑی سی تھی وہ لوگ  
 اس بات کو یہ نہ سمجھتے تھے کہ ان مترو مترو میں وہ باتیں بھی نہ تھیں جو سوامی دیانند نے ویدوں  
 میں ہونے کی میں پس اگر جباری غلبہ ہو تو وہ مترو کی تفسیر کے صحیح ہونے کے لئے کوئی سند  
 Authority موجود ہو تو خالصتہ سوامی دیانند کی تفسیر کا طائفہ سے بالکل بے معلق ہوتی ہو۔  
 تو اسے کوئی نہ تھی تسلیم کریں

تاہم یہ بات تو یہ ہو کر گیا ہے کہ وہ بنو دین کہ ہر مترو ہی تسلیم کر لیں اس میں شک نہیں تو  
 کہ اب ان کے مترو مترو کو جس قدر طقت نشان میں نہیں رہ گئی پس میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مترو  
 تھا کہ جب ان متروں کی زبان کو اس میں ہی ہوئی اور ان کے لئے ہی وہ پر مشورے نازل کئے ہوئے  
 گئے کہ اب جہان کے معنی مطلب ہی کسی طرح میں نہیں ہوتے ورنہ ایک ایک مترو سے دس  
 دس دس پیش پیش بلکہ اور زیادہ معنی نکالے جاسکتے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ ایک ایک شش کو جاتا رہی  
 تو دوسرا پتا ہو چوختا ہو تو پہلا مترو نصف مزاج محققین اذہ الفاف سے ہی کہے گا کہ کیا ان کی  
 اچھنوں کے مترو مترو میں پناہی مترو وقت مترو کی زبان کی کو کا رہو رہے کار رکھونا نہیں تو اور  
 کیا ہے۔

پان۔ سوامی دیانند کی اس تعلیم نے آریوں کو دیو نہ بنا رکھا کہ دنیا میں سلام الہی ایک ہی  
 ہو سکتی ہو اور وہ دنیا کے شروع میں ہو۔ اس خیال کو بد نظر رکھو وہ لوگ تمام دنیا کے مذہب کو  
 گمراہ لفظ سے مخاطب کرتے ہوئے اپنے تئیں ہم جنہیں دیگر سے نیست۔ مجھے ہیں اور اتنا  
 ہی نہیں بلکہ جہان وہ عمومی سنسکرت بلکہ ہندی تک بھی نہ جانتے کے باعث خواب



مہیدہ نے گھوڑے کا غورت کے ساتھ محبت کرنا ثابت کر دیا اور وہاں رہنے والے ریل و تار وغیرہ  
 ان سے برآمد کر لیا اور وہ مہیدہ بیکٹا نہ رہتے تو ہوتا مار کے تار برقی معلقہ (۱) ماسک (۲)  
 کو جس جوکان کے بعد کی یہی دیر وید کے کسی منتر سے نکال لیتے کوئی وید میں معلوم ہوتی کہ اگر مہیدہ  
 کی وہ بات غلط ہو تو دیا نہ دیا یہ بات کیونکر ترجیح دیکھیں گے جبکہ الفاظ منتر میں دونوں کا پتہ نہیں  
 ملتا۔ ہم اپنی سس بات کی صداقت کے لئے ذیل میں ان متنازعہ شہادوں میں سے دو کو پیش کرتے ہیں۔

गणानां वा गणपोतः हवामहे अपराणां वा अप्रपपोतः  
 हवामहे निधानां वा निधपोतः हवामहे वसो मम  
 । आहमन्ति ममात्मामात्मना वा ममेधम् ॥ यजुः  
 २३ म १८ ॥

یہ یجور وید کے تیسویں ادھیا کا بیسواں منتر ہے جس سے مہیدہ ہر نامی بہت قدیم مفسر  
 نے یہ معنی حاصل کیے ہیں کہ رب کی عورت گھوڑے سے درخواست کرتی ہے کہ تو مجھ میں حمل  
 قائم کر اور میں بات کر دو اپنا لفظ میں پڑھ لیتے ہیں کہ یہاں جو یہ عورت استغنی کے لفظ  
 سے تشریح نہیں کیا ہے بلکہ اس میں ایک تہذیبی غیب ہو گیا ہے کہ منتر میں گھوڑے کا مترادف  
 کوئی لفظ نہیں ہے لفظ "وا" لگتی ہے جس کا معنی مہیدہ نے گھوڑا کہا ہے اور گھڑت کرنے پر کہ کوئی  
 عورت گھوڑے کو منی صبا کرے یہی جو کسی منتر سے نفرت میں یہ معنی برتر ہرگز بھی ظاہر نہیں کرتا  
 بلکہ اس لفظ کے لفظی معنی یہ ہوتے ہیں کہ "ہم تیرے تہا میں یا کم اس" Glass کو مثلاً ایک  
 لوگوں کی جماعت یا لوگوں کی بہت۔ فوج کی بہت۔ یا برہمنوں کی جماعت کشتریوں کی جماعت  
 وغیرہ وغیرہ۔ اور لفظ "پتی" کے معنی ہیں مالک کے پس اس مرکب لفظ گن پتی کے معنی  
 ہوتے ہیں جماعتوں کا مالک چنانچہ جس سے پریشور بھی سمجھا جاسکتا ہے کوئی راجا وغیرہ بھی مانا  
 جاسکتا ہے یا ہل منو واپس کنیش دیوتا کا دوسرا نام کپتی بتلاتے ہیں۔ اب مہیدہ ہر کا وہ  
 بنا ہوا یا قلعہ بالکل چکنا چور ہو گیا ہے اور اگر بالفرض اس منتر میں یہی بیان موجود ہو کہ  
 کوئی عورت کپتی سے یہ درخواست کرتی ہو کہ "مجھ میں حمل قائم کر تو اس کے صرف یہ معنی



ہو سکتے ہیں کہ کوئی عورت کسی مرد (انسان) سے جو کسی جماعت کا مالک یا سرشار ہی ایسی خود پیش  
 خط ہر کرتی ہو اور اب اس صورت میں وہ بات کو سون دے جاتی ہے جو وہ یہ ہے کہ اس منتر کے  
 ارتقہ میں ظاہر کی ہے پس یہ معلوم ہوا کہ وہ مہیدہ کی پنج دماغ کی گھڑبنت ہے۔ اور یہ ہے  
 کہ جو انسان جس قسم کی ہوتا ہے وہ گھڑبنت بھی وہی کی جاتا ہے۔ چونکہ ہندو ہندو  
 عیاشی (اور آوارہ) تھا اس سے بنی گھڑبنت بھی وہی کی کر جیوڑی تھی۔  
 اب وہ سرانتر دیکھئے۔

शुक्लं पदेन प्रह्वारमश्विना स्पृष्ट्वां श्वेतं तदुत्तारं दूष्य-  
 -थः । शर्वैर्मिद्वं दानासु दुष्टं चक्रे भूमिद्विमिव चष-  
 -शोः सहस्र ॥ अ० १५० = १०२९ म० १० (म० १२९५ १२९५ १०)

یہ گویا ہشتک اول نوواک، ورنہ اس کا دلتوان منتر ہے۔ اسے سوامی دیا اندر سے  
 مہاراج اپنی گویا ہی بہ شیعہ بھومکا کے صفحہ ۹۰ پر درج کر کے یہ لکھتا ہے کہ یہ منتر  
 میں عسکر تار برقی کو ذکر موجود ہے۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں صرف ایک کوئی  
 ذکر موجود نہیں ہے اور سوامی جی اس طرح اپنی گھڑبنت کو غور سے لکھ کر دیکھ کر دیتے  
 ہیں کہ انسان بات و یہ دن بھی ہوئی ہو گشت من زمانہ فیہ سس میں ۱۲۸۱۲۸ تیرہ مرتب  
 جسکے معنی سوامی جی سکریت میں یون کر تے ہیں ॥ १२८८८८ ॥  
 اس کا ترتیب یوں ہوا کہ نامی منتر (پنج یا کل) کو تم کو دینے بناؤ پس یہ ہے کہ منتر  
 کو تم بناؤ تو سوامی جی خود انیز ذکر رہے ہیں اور اس لفظ تیر و تار کے معنی سوامی جی  
 نے تار کیا ہے اب چاہئے غور ہے کہ سوامی جی نے اس لفظ کے معنی ہوتا رکھ لئے  
 ہیں اس کے لئے ویا کرن یا تفسیر وغیرہ کا حوالہ ہی نہ ملازمی تھا۔ مگر وہ لکھتے ہیں کہ یہ  
 کسی سکریت دان مصنف لغت وغیرہ کو جواب میں بھی یہ خیال ہوا ہوگا کہ اس میں  
 ایچا کو ویدون سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ناظرین سوامی جی اس میں کیا کو  
 غور فرما دیں کہ تار لفظ جو ہندی میں عام فہم ہو رہا تھا اس کے معنیوں (تار) میں







بندھا ہوا وہ پیل چلتا ہے (وہ پکڑ لیتا ہے وہ پیل) مرنے والوں ایسے انسانوں میں داخل ہوا ہے

۲۔ دوسرا فرقہ ازبک صنف نزدیک جو کہ سنسکرت کی بنیاد پر قدیم کتبوں میں

میں ہے۔

یہ شرعی سنسکرت ہے جو کہ سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔

سنسکرت کے سب سے پہلے کی زبان تھی۔



کو شستہ و خیر و سات طح کی جھلکتی اس کے سات باتھ کے مانند ہیں۔

۸۔ ساتوں اور متعلقہ مشرقی بینورگ پر ہے۔

یہ تشریح ہیں۔ با کا اعلیٰ رہتی ہے۔ گاسے میں جو تپا صرح کی آواز سوزہ اس کے چار  
سینگ ذیل و غیر ذیل میں سوار کے تین پیر میں نی وریو یہ دوسرے میں سات رند صر  
س کے سات باتھ ہیں سمٹھ اور دھاتوں سے (میتھان تین سے) وہ بندھا ہوا ہے.....  
اسطورہ میں کی مثال وار ہو وراگ لکھن میں اصل ہو۔

۹۔ تینوں رتھ متعلقہ سببیت بطور تپا ہے۔

بہت تپا سببیت (موجودہ تپا) کا خیر رہتی ہے اس کے تحت تپت گھٹن اور زمین

۱۰۔ ساتوں اور متعلقہ مشرقی بینورگ پر ہے۔ گاسے میں جو تپا صرح کی آواز سوزہ اس کے چار  
سینگ ذیل و غیر ذیل میں سوار کے تین پیر میں نی وریو یہ دوسرے میں سات رند صر  
س کے سات باتھ ہیں سمٹھ اور دھاتوں سے (میتھان تین سے) وہ بندھا ہوا ہے.....  
اسطورہ میں کی مثال وار ہو وراگ لکھن میں اصل ہو۔

۹۔ تینوں رتھ متعلقہ سببیت بطور تپا ہے۔

یہ تشریح ہیں۔ با کا اعلیٰ رہتی ہے۔ گاسے میں جو تپا صرح کی آواز سوزہ اس کے چار  
سینگ ذیل و غیر ذیل میں سوار کے تین پیر میں نی وریو یہ دوسرے میں سات رند صر  
س کے سات باتھ ہیں سمٹھ اور دھاتوں سے (میتھان تین سے) وہ بندھا ہوا ہے.....  
اسطورہ میں کی مثال وار ہو وراگ لکھن میں اصل ہو۔

ناظرین! آپ نے اس ایک منتر کے پڑھنے سے دن کو دیکھ کر یہ اب دسوں رتھ سوامی  
دیا بندھ سوتی ہیں لے کر جس کی سببیت ہے۔

۱۰۔ تپا کے لوساف یا الفاظ ساتر کے معنیوں کا اہدیش۔

معنی: لے کر لواتے ہیں کے صبح و پھر شام ملنے کے اسباب چار وید سینگ اور دو  
لکھنا اور چھپنا اور سات گائیڈی وغیرہ چھند جس کے سات باتھ و رتھ اور پیر میں اور کلپ این تین





میں: سیتے کہ یہ کوئی بات نہیں ہر واقعہ ان اہل کجکاروں نے اپنے دماغوں کو حیران و پریشان  
 کر رکھا ہے۔ منہ کا صلب تو بالکل ساف تر اس منہ کے حضرت دام و دیو شی میں دیکھنے نامرہب  
 فاعل او مہیا اپنے باب کے شروع میں درج رکھا ہے۔ پس یہ خیال ہو کہ اتفاقاً وہ وہ  
 دیو بہانہ کہیں کسی ملک کی یہ رہنما چلے جاتے تھے۔ ستم میں انہوں نے ایک عجیب خلقت  
 بیان کر رکھا ہے۔ پیل کے شاہ تہا سکہ دیکھو کہ دام و دیو ہمارے رنگ رنگ کے دیو کھانڈوں سے ہیں  
 نسل یا مٹی کے وہ۔ اب خوراس قسم کا بھی دیکھو۔ تھاکہ پس کے چار سینک ہوں وہ سر ہوں تھیں  
 یہ ہوں سات ہفت ہوں و روتین صرف۔ بندہ ہوا پھلتا ہو۔ غرض کہ جب دام و دیو جی نے بہت  
 ناسخ و کلام کو پیش کیا تو انکار کیا۔ یہ میرا کہہ کی قدرت کا حق پتہ ہے۔ وہ تمام مطلق سب شکست  
 ہو چلتا ہو کہ کون سنو رہا۔ سب پنا پنا دیو ان ستم منہ تہذیب کر کے اپنے شاگردوں  
 کو ہر دایا دیو رکھی دیا۔ ان کو اور شیو کے سب شکست کا ہونے کے دیو ہوتوں میں سے ایک  
 ثبوت یہ بھی سمجھو کہ یہی عقل اوائسے عجیب غریب یا نور کو دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے لیکن وہ مطلق  
 ہو پس وہ سب پتہ پتہ ہیں۔

ناتھ بن اواقفی سچ بہت اس منہ کے مصنف نے رشی و ام۔ یو مہا راج کی حقیقت  
 یہی منٹا رہی ہوگی ورنہ نئی ریسکت پر روپ پر مشورہ ہے تمام خصلت کو بات کی بات میں  
 پیدا کر دیا جسے سورج چاند اور ستاروں کو جو کہ چاند کی بات نہیں ہیں ایک ایک بڑے میں گھڑا  
 جسے اس زمین و آسمان کو زمین میں تمام حجابات ہی حجابات ہر پرستہ میں بلا مدد و غیر ہی پیدا  
 کر دیا۔

میرزا و کیوان جان خود ہم گریست جسم بر بی نظیر و زوایین تو زمین ماننا پرت است کہ یہ اُس  
بُست کار یگر کن عجیب و غریب کا پیکر تو زمین تو در گیا ہے کہ ایک چھوٹے سے جسم میں تمام برجانہ  
انجم و کواکب جات کی نقل و جوہر کردی ہو وغیرہ وغیرہ۔

تو بھلا کون کیا بدل ہوگا جس کی محفل میں اس قدر ادنیٰ سی بات نہ جزیب ہو سکے  
کہ اس نے درمطلق اپنی قدرت سے ایک ایسا مخلوق وام دیورشی کے ردیر و ظاہر  
کر دیا تھا جس کا تذکرہ اس منہ میں کیا گیا ہو۔

ناظرین! بھلا بچارے دام دیو کو یہ کیا پتہ تھا کہ دیدون کا وہ سارے گنہگار نہ ہو جاوے گا  
 اور دنیا میں شایستگی کی دن دھونی رات چوٹی نرتی ہوتے ہوئے کوئی یہ منطقی نہیں جھوٹا  
 کہ اس منتر سے بجائے اس کے کہ پریشور کی قدر مطلق ہونے کی صفت کا غور نہ ہو کہ اس منتر سے  
 زندگان خدا یعنی شائقین عید نس پر زنگار کی یاد میں خود میں ہوں یہ صوفی اس کے اس  
 نسل کی بڑی گت بنائی جاوے گی۔ ایک اسے دیارن کے کھج میں پیٹنے لگے ہاں تلبہ خود دوسرے  
 موسیقی کے مدرسہ میں لے جاتا ہے۔ تیسرا اسے اپنے زیر میں دعوت دیتا ہے تو دھوٹھا اسکا  
 تختہ پاؤں پر رکھ کر دیکھ دینے جا رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور شاید دام دیو جی کو یہ تو کبھی خواب میں بھی نہ آیا ہو گا۔ ایک مذہب آج ویں  
 مذہب ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاوے گے جو خدا کی طاقت کو محدود کرتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیں گے  
 کہ وہ مقررہ قوتوں قدرت سے خلافت کچھ کر رہی نہیں سکتا نہ وہ ممکن کو غیر ممکن کر سکتا ہو اور نہ وہ  
 کی گویا کو رفع کر سکتا ہو بیان تک کہ ایک آل بھر بھی کسی شتر دہات میں ہی رہا تو نہیں کر سکتا۔ خواہ  
 وہ اپنے اس انوکھے گھڑت کی تعریف بھی نہ بتا سکے ہوں یعنی جب ان سے پوچھا جاوے  
 کہ نہ تو ان قدرت سر شٹی نہیں **सर्व निषम** کہا جینی نیش تو تلو کہ کیا کیا باتیں اس  
 زمرہ سے باہر رہ جاتی ہیں تو کوئی ٹھیک و کمال نیشن بھی نہیں بیان کر سکے۔ لیکن تاہم بھی  
 وہ تمام دنیا کے عاقون عالموں و رفقوں کو ہر وقت ہر وقت بنائے ہوئے اس کے ساتھ  
 بکار میں لگے ماحول بچارے سید سے سادے بسوسے ست تین دام دیو جی ویں خیال  
 نر راہو گا کہ کوئی ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں گے جو زہنی خود دیدون کے سب سے بڑے مخالف  
 پتہ تین خط ہر کرین گے مگر وہ جہاں پریشور کی سرب شکستجی **न र्क** مطلق صفت گوہر  
 میں تشبیح کے ذریعہ پتہ شکتی مان (حدود طاقت و اہمیت) کرنا چاہیں گے وہیں اس منتر  
 میں جس عجیب و غریب مخلوق کا بیان ہوا ہے اس کے وجود سے تو ایک گنگا سی ہاں  
 ہو جائیں گے بکہ وہ شاید بہ کثرت کو بھی تیار ہو جائیں تو قہر نہیں اس منتر کی گروہی  
 خاص قسم کا ستارہ وغیرہ نہیں ہے بلکہ وہ عت و قوت و ہر شے میں مذہب و ایمان  
 جن کے ذہن اس کے یہ سننے کے لئے ہیں۔ ایک مذہب و غریب مخلوق کا ذکر





۲۲ تری میں بذریعہ جہاز و گن بوٹ (۳) اکاش میں بذریعہ خباہ یا ایمان وغیرہ۔

(۲) دوسرا لال بھیکری ارتھ۔  
(۱) شرفی برٹش گورنمنٹ ہند پرستی جو اس کے دوسرے میں منو گورنر جنرل برٹش  
اور دویم ان کی کونسل میں۔

۲۲ اس کے چار سینک پانچ کے خاص مقامات میں بیٹے اور سیدی نظام  
و نوجوی نگرانی۔ دویم ہا راجگان و نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
چھاپہ حاکمان و نوزیان حج مکملتر وغیرہ کا نظام۔

۳ اس کے تین ہیر پر صوبہ کی اس کی بین میں بیٹے اور دویم ہا راجگان و نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
جنرل اور سویم پور وقت ریو پور و حیدرآباد۔

(۴) اس کے سات سات گامہ ہندوستان کی سات سات گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
گورنر جنرل راج گورنمنٹ گورنر ملک خود کا اور وقت ہا راجگان و نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
برجیا ۵ گورنر ہندی ۶ گورنر مدر ۷ اس کے تمام حریف شریان و راج گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
وغیرہ۔

(۵) یہ تین طرف سے ہندوستان کی سات سات گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
تعمیرات ہندوستان سے۔ سویم رعبا مندا کی سات سات گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
ہے۔

۳۱ تیسرا لال بھیکری ارتھ۔  
یہ شرفی آریہ سماج پرستی ہے۔ اس کے چار سات سات گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
ترقی مذہبی سبھا میں ۳۲ ہندو شریان و نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر  
(۱) بین آریہ سماج (۲)

(۲) اس کے دوسرے میں اول شرفی دویہ و راج گورنمنٹ میں بیٹے اور نوابان ملک کے تعلقات۔ سویم رعبا مندا کی منشا غیر

(۳۰) اس کے تین پرہیز ہیں۔ اول کرکٹ (فٹ بال) دوم وغیرہ (دویمہ پاسنا کاٹھ)۔  
(عبارت ہر سٹش وغیرہ) سوم گیسٹان کاٹھ (علم معرفت یا تارک الدنیا ہونا  
وغیرہ)

۳۱ اس کے سات باتھ ہیں۔ ۱۔ اورکل و سنکرت پانڈ شالائین (۲) کالج و مختلف  
سکول اسم تھیم خاندان ۳۲ گیتہ تی پات شالائین نے ان کیوں کی درگاہ میں (۳) آریہ  
ہنارت ۳۳ بدھ بواہ بھی ہیں۔ ۳۴ پنجاب شادی بولگان ۳۵ وید پرچہ فٹھ لیکھ امم ویریل فٹھ  
و دیگر فٹھ وغیرہ۔

۳۶ یہ تین طرف سے بندھ ہوایں اس سانس گوشت پانی سے رویم مہا تہا پارٹی  
ست سومہ ۳۷ وہاں سے متحدیت آدو خیالات کے ممبران کی پارٹی سے۔

۳۸ چوتھ بل بھگوری بتا۔

۳۹ تیر شادی ساتھی و برہمنی ہندو کی پرستی پر اسکے چار سنگ برہمن  
کشتہ یہ۔ ویشہ ویشو ہیں۔

۴۰ ساتین پرہیز ہیں۔ اول کسی کا چھو نہ بہان دویم۔ ہندوستان سے باہر  
نہ بہان سوم۔ دیوان پرخوب شکریہ ورن کی دوسری شادی ہرگز ہرگز بھی نہ  
ہونے دینا۔

۴۱ اس کے دوسرے ہیں اول تبدیلی مذہب نہ کرنا۔ دویم سنکرت زبان میں جو کچھ  
لکھا ہو سب کو سچ اور ہر جگہ کے مطابق سمجھنا۔

۴۲ اس کے سات باتھ ہیں ۱۔ ایت پرستی کرن ۲۔ مردوں کا شرادھ کرنا ۳۔ قبروں  
کو بھی پوجنا ۴۔ پیدائشی برہمنوں کو پریشو کی مانند سمجھنا ۵۔ آریہ سماجیوں کی ہر بات میں  
مخالفت کرنا ۶۔ تیرتھوں کے باہر وید پین پڑھنا توں وغیرہ کو لاکھوں روپیہ غیرات دیکر  
حالا مال کر دینا ۷۔ شادی غمی وغیرہ میں گھر بیٹوں تک متا شہہ دیکھنا۔

(۵) پرہیز طرف سے بندھا ہوا ہے اول پرانے مہر والیوں (فرقوں) سے مثلاً



شیوہ پیشو بہشتاکن وغیرہ سے دویم حلقہ سمیرا دین سے مثلاً رامانوجی۔ بلہو چاری۔  
 دادو پتھی۔ نانک پتھی کبیر پتھی وغیرہ سے۔ سویم۔ سنے رازاد فرعون یا ہند۔ یوم کی جبر کاٹنے  
 راجن سے مثلاً آریہ سماجی۔ براہمو سماجی راز با سوامی و لون۔ یا جینیوں۔ یووتھوں اور سستک  
 (مناخدا وغیرہ سے۔

## پاکوان لال کھجکڑی ترجمہ

یہ شرتی ریل کے بجن ہوتی ہے۔ بجن میں جود۔ گ کی جگہ ۲۰ ہائی کا جگہ رس بچ پ کے  
 رہنے کی جگہ ۲۱ کل پینچ کی جگہ ۲۲ بین یہی سس کے پ رسینگ ہیں۔  
 ۲۳ اس کے دوسرے ہیں وہ آگ دویم ہیں۔

۲۴ اس کے تین پیر ہیں اول۔ ڈرو۔ دوم۔ بگ۔ سوم۔ بکس میں  
 ۲۵ اس کے سات باتوں کے بچے سات مسافر گاہ بن میں ہیں جتنی ہوئی ہیں  
 ۲۶ تین طرح کے مسافر بن سے بندھا ہوا ہے یعنی ۱۔ ڈرو۔ ۲۔ لون سے ۳۔ دویم  
 ۲۷ ربر و لون سے ۳۔ اور سوم و ڈرو و لون سے۔

ناظرین! ہم نے آپ کو پتہ پانچ اس بجکڑی ریل سے سن دے اور اب اسی طرح آپ بھی  
 اس منتر کی پیروی کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً آپ بھی ان بجکڑی کا خطاب حاصل کر سکیں گے۔  
 لیکن شہید چارے آریہ بانی یہ خیال کریں کہ اس منتر کے توہینے کے لئے تو کیا اور منتروں کے معنی  
 مطلب بھی ایسے ہی پیچیدہ تھوڑے ہی ہوں گے؟ اس لئے ہم ایک منتر اور پیش کئے دیتے ہیں  
 جس کے پیش معنی کئے گئے ہیں۔

یہ ناظرین! اوپر کے منتر ہر تو نو شخص اس سے نطق کے معنی مطلب نکالے تھے لیکن  
 جو منتر اب ہم پیش کرتے ہیں اس کے پیش ارتھ ایک ہی ہندت سنہ کر دئے ہیں۔ اور وہ  
 کون؟ جو سوامی دیاتند کے پیروکاران میں سے ہیں۔ یعنی ہندت گزہاری لل شہر جھوڑ  
 فرخ آبادی سابق راج اپدیشک آریہ رتی ندھی بھی پنجاب سے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ

تقریب وید کا بھاشیہ (تفسیر) شائع کرنے والے ہیں (چونکہ تقریب وید پر سوامی دیانند کی تفسیر موجود نہیں ہے) پس اول منتر کے معنی مطلب کو بطور نمونہ ایک رب لہ کی شکل میں عوام کی واقفیت کے لئے شائع کر دیا ہے جس میں انہوں نے تقریب وید کے اول منتر سے بیل کے نکلے ہیں گویا اس نمونے پر فی ہر کیا جا رہا ہو کہ پندت صاحب مونسوف اپنی اعلیٰ لیاقت کے ذریعہ ایک ایک منتر سے پیش پیش معنی مطلب ظاہر کریں گے۔ پھر طرہ یہ کہ چاہے آریہ سماجی سنسکرت وان صاحبان اخصب کے باعث (چونکہ سوامی دیانند کے مقابلہ میں کسی کو ویدوں کا مفسر ماننے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں) بس نمونہ کی تعریف نہ کریں لیکن شاعری بڑے بڑے معزز ملّا سنسکرت، نہایت صاحبان بھی اس نمونہ کی تعریف کر رہے ہیں جن میں سے چند کے نام و تعریفی فقرہ چنانچہ ہیں: "تجذبات کے لئے ہم خیال میں غفلت کرتے ہیں ریاس ملّا کہ ناظرین کو اول معلوم ہو جو باب سے کہ ایک منتر کے پیش شرح پر معنی لکھی جانا عالمان سنسکرت برہمنین بلکہ اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ ہونڈ۔"

(اسٹرا کر جی ایچ) "تمہ صاحب سابق پرنسپل بنارس کالج ہون تھیں پھر رہائے ہیں۔"

The work so far, appears to me to be excellent and I am sure that the whole if carried out with the same fulness & careful scholarship will be a valuable addition to Vedic literature — (sd) H. G. H. Griffith

ترجمہ: یہ کام زبان تک میں متیان کر سکتا ہوں بفضل مسلوب ہوتا ہے اور بے غیبین ہکا اگر بورا نے تقریب وید پر ایسی ہی عمدگی و لیاقت کیساتھ مکمل تفسیر اور شائع کر دیا تو ویدوں میں یہ ایک مثال قدر اندر آگئی ہوگی۔

(۲) تاستری رگھو ہر دیال صاحب ایم اے سنسکرت پروفیسر سینٹ پیٹرس





جو ایک سال بچ کر گھٹنے بوجھ دی ہیں۔

**پہلا ارتقہ**۔ سب جسموں کے قائم رہنے کا ذریعہ چوتھے ہونے جو تین سات یعنی تین گھنٹے اور پانچ گھنٹے میں پیدا ہوا ہے۔ سب جسموں کے درمیان ہر ایک مخلوق میں موجود ہو رہے ہیں۔ ان اور کہے ہوئے گھنٹے وغیرہ کی طاقت کو ہیدروید کے آوازوں کا مالک پریشور جلد ہی میرے جسم میں پیدا کرے۔

**دوسرا ارتقہ**۔ جو تین یعنی پانی میں اور کاش خلا میں رہنے والے طرح طرح کے جسموں کے مخلوقات چاروں طرف موزوں رہنے میں پانی میں اور کاش والے حیوان کے جسموں کو روحانی طاقت رکھنے والے ہونے کو ہیدروید کے طلبہ کے واسطے تھکنڈ لوگ ماریٹ بلڈ روہ میری ایڈیٹور کی خوشنودی جانتے ہیں تو سب بیویوں کی حفاظت کریں۔

**تیسرا ارتقہ**۔ جو تیس میں ملے ہوئے زمین، پانی، آگ اور ہوا اور مان (غبار) وغیرہ کے بیچ میں جس کی طاقتوں کو تمام کرتے ہوئے ان کی بیج کے اندر رکھوا کرتے ہیں ان آگ ہوا اور پانی کے جسم کے ملاپ سے ہونے والی طاقتوں کو ہیدروید کا جسم ہے والا اب جبکہ میں اپنے پریشور سے ہیدروید کو نیا میں اپنے گیان رحم سے روشن کر دیا ہے یہ پیدا کئے ہوئے ویدوں سے حاصل کریں۔

**چوتھا ارتقہ**۔ جو بیویوں اور ان میں رہنے والے حیوان میں ہے جب تمام طرح کے جسموں کو چھو کر پہلے کمال اقیانوس میں زمین، پانی، آگ، آتش، اُن میں میری آواز جو وید ہے کمال جانتے والے آج ہی اس کے شمع میں طبعی طاقت رکھتے ہوئے جسم کو حاصل کرے۔

**پانچواں ارتقہ**۔ جو تین سات ہونے بات پت کھ اور سات، نون چربی وغیرہ ہاتھ جو جسم کے ابراہیم جو تمام مخلوقات کے زندگی کے ذریعے ہیں ان سب دھاتوں کا مالک ہونے سب سے پہلے کروڑوں مٹی سے ہر جسم پر پوری حالت میں پتھر پر چپاری کے جسم اور آواز کی طاقت کو برساویں۔

نوٹ۔ یہاں علم ڈاکٹر کی بھی اس منہ میں آگیا۔

**چھٹا ارتقہ**۔ جو ہمیشہ سے ملے ہوئے تین یعنی برہم جو اور پر کر فی طرح کی صورتوں

رکھتے ہوئے سب جاہود و یمن ان مذکورہ بالا تینوں کے جسموں میں ویدوں کے  
جلنے والے عام لوگ میری طاقت کا ہونا سمجھیں۔

**نوٹ۔** یعنی ناظرین آریہ سماج کا اثر اجاری اصول یعنی تین بیرون کے قدیم ہونے  
کا ثبوت بھی اس منتر سے مل گیا مگر عجیب کہ الفاظ تینوں کے جسموں میں کہتے ہوئے یہ خیال آ گیا  
کہ پریشور زکار (ربا جسم والے) کو جسم والا کہتے والے ہیں۔

**سوال ارٹھ۔** جو تین یعنی دیو، بھوت اور آتما ہوتے والے تین تہ کی کیا  
سے جسم والوں کو حاصل ہوتے ہیں ان تینوں کی تکالیف کو ویدوں میں تہریت ویدوں کی روشنی  
کے زانیہ میں میرے مہربانی سے جسم میں ہی مرتکب یعنی ان کی تکالیف کو تکالیف نہ سمجھئے۔

**آٹھواں ارٹھ۔** جو تین مذہب سات ۱۳ = ۲۱ یعنی الیس متعین یا تین  
گرام تین ستیان تین تہریت تین لی وغیرہ ہر ایک تین تین اور سات ۱۳ = ۲۱ کی طرح کے گون  
وغیرہ کوئی بہر کرتے ہوئے کالے میں بار بار آتے ہیں ان کے ایک ایک (شان و شاش) کی  
طاقت کو ویدوں کے جاننے والا انسان ویدوں کی روشنی کے زانیہ میں میرے گیان، علم سے  
جلت۔

**نواں ارٹھ۔** جو تین ۳ سات ۱۳ = ۱۰، لکڑی ہوتے ہیں یعنی دیو، بھوت اور  
اور سوان حضرت اور وہ ہر ریش بڑا تو ہزار وغیرہ ہوتے ہیں بہت قسم کی شکلوں کو رکھتے  
ہوئے علم سب کتاب میں دیے آتے ہیں پس ہر لوگ اب یعنی ویدوں کے ظاہر و باطن  
پر ان ہندوؤں کی طاقت کو یعنی مختلف قسم کے سب کتاب کے ذریعہ ترقی کرتے ہوئے جسم  
رکھنے والوں کے نہایت فائدہ کے لئے قرار ہیں۔

**دسواں ارٹھ۔** جو تین ریشات اکاش، بھو، بھو اور یہ ہر لوگ یعنی اوپر  
کرو، نیچے، کار (اور یہ زمین) اور آفتاب وغیرہ سات ریشات یا سات ریشیوں (مجموعہ) کا کرو، طلوع  
غروب ہونے سے مختلف قسم کی شکلوں کو رکھتے ہوئے آفتاب وغیرہ یا ریشات کے چاروں  
طرف یا اپنے ہی اسی (کریلی) پر گھومتے ہیں۔ اب ویدوں کے ظاہر ہونے پر عام لوگ میرے  
مہربانی سے ان تینوں کے ریشات اور آفتاب وغیرہ سیاہ کان کے منڈاؤں (چکروں یا دائروں)





میں موجود ہیں جسے حیو حالت جاکنے سونے اور غفلت کی نیند (سو خواب) ان تین حالتوں سے  
تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن ان سب حیوں کے مابین میں بڑی پیمائش کے لئے نیانی (ماتل)  
لوگ ہیں جسے اب سیر دے ہوئے طاقتور جسم کو جسمیں جو قوی حالت تریلاویر کی حالت والی حالتوں  
کے سلسلہ میں یہ قوی حالت سمجھ جاتی ہے یعنی وہ حالت جسمیں انسان یا کوئی مین ایسا مجموعہ مستغرق  
ہو جاتا ہے کہ باغذ غفلت کی نیند کے ظاہر ہوتا ہے اس سے حاصل کر کے نہ رکھیں۔

**پندرہواں ارتھ۔** جو ان کے جو ان سے منعفی ان تین حالتوں سے متعلق ہوا اس  
باعث ان حالتوں سے پیدا شدہ مختلف حیوں کی تیسری صورت جو نامی رکھنے والی حیوں کے ناموں  
میں اشعار ذکر کر سکتے ہیں ان حیوں کے مابین علامہ لوگ بہت ہی خوشنودی کیلئے یا مجھے حاصل کرے  
کے لئے جسم سے ہر دم وغیرہ کی طاقت کو پیدا کریں۔

**سولہواں ارتھ۔** جو عورت مرد اور ان سرسبز نشانات والے ہیں اور ان نشانات کو  
رکھنے والے حیوں میں گھوڑے میں پس بن وغیرہ وغیرہ ہیں تاکہ تمام اپنی فعال کی طاقت سے  
ان عورت مرد اور نامور کے نشانات سے جسموں کے خیال مجھ سے نہ ہونے حیوں کو نہ جسمیں۔

**سترہواں ارتھ۔** جو تین تین کے اندر سب کے مابین و پرار بدھ میں جن میں ح  
کے انتہائی نیک اور کامیہ افعال سے فعال ہیں اسی کے مختلف نام کے جسموں کو رکھتے ہو حیو  
پارون صرف گھوڑے میں۔ ان حیوں کے مابین میں زمین کے مٹی کو جسے والا انسان  
اب سیر بہ نسبت یا میرے سوا کے لئے بہت نیک ہے۔

**اٹھارہواں ارتھ۔** جو جسمیں ہر دم کے اندر میں فاضل نشانات نیاوی  
خواہشات و شہوت کا ذکر کیا ہے۔

**انیسواں ارتھ۔** جن کی معرفت ہے ہر دم فعال اوپا سلا مرالہ ہر  
ذکر کیا ہے۔

**بیسواں ارتھ۔** جن کی پیمائش ہے کہ کیا ہے۔  
**کیسواں ارتھ۔** جن کی پیمائش ہے کہ کیا ہے اور سوگت (خود بخود)  
کا ذکر کیا ہے۔











کہ جب بھی جوہر منکرت بیان اور اس علم اور کتب ذریعہ کوشش کی گئی کہ انہی مدد و فکر پر ہاجا و خواہ بند و تباہین  
یا یوں امریکیہ میں اور یہ گرتیہ قبل ہٹ پانگوں سے کچھ سرکار نہ رکھا گیا تو کچھ طلب برہمی نہ ہو سکے بلکہ اس بہت ن  
ہو گیا یعنی وہ نہ کے طالب علم کم رہو گئے اور اصل سے خلاف معے تھل لے گئے اور طور پر یہ وہ کچھ حقیقت  
سے خلاف نظر رہوئے گئے۔ اور آگے پھر وہ سب سب فرست تھیں۔













شاید ہماری اوپر کی بات براعتیار نہ کیا جاوے اس لئے ہم ذیل میں قرآن شریف کی چار آیتیں اپنی رائے کی تائید میں نقل کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوً بِغَيْرِ عِلْمٍ

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کو جو اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں، نہ کہہ دو کہ وہ اللہ کو ہانت سے پکارتے ہیں لیکن اسے پارہ ۷ رکوع ۱۲۔

لَا تَقْرَأُوا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رُسُلِهِ

ترجمہ۔ خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو تجھ نہیں سمجھتے۔ پارہ ۳ رکوع ۷۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ الْقَوْمِ الْكَافِرِ

ترجمہ۔ اور رسول تو ایک بھائیو! اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوئے ہیں۔ پارہ ۱۳ رکوع ۷۔

إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

ترجمہ۔ ہر ایک قوم میں رہا کہ نہ ہے۔ پارہ ۲۲ رکوع ۱۵۔

آخر میں ہم اس وعدہ شریک پر بھی ہدایت سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے گمراہ متعصب بھائیوں کو روزہ رست پر لے جاوے اور غلطیوں کو ترک کر کے سچی قبول کرے۔ یہ میرا سوال ہے کہ رہنما ہونے کی توفیق عطا فرماوے۔

اقی اوم شانہ

# ورن (فات) کی فضیلت پیدائش سے سے یا نہیں؟

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۰ سطر ۲۲ پر یوں فرماتے ہیں :-  
 ” (۲۲) سوال - کیا جس کی ماں ہمیشہ باپ برہمن ہو وہ برہمن ہوتا ہے یا جسک  
 ماں باپ دوسرے ورن کے ہوں کیا ان کی اولاد کبھی برہمن ہو سکتی ہے ؟  
 جواب - ہاں - بہت سے ہو گئے ہوں اور ہو گئے بھی - جیسے چھاندو گتھ آب تشند  
 مین جادوال رشی نامعلوم خاندان مہا بھارت میں دشواستر کشتری ورن اور ماتنگ  
 رشی چاندال خاندان سے برہمن ہو گئے تھے - اب بھی جو عمدہ علم و عمل والا ہے وہی برہمن  
 ہونے کے لائق اور جابل شودر کہلانے کے لائق ہوتا ہے - اور ایسا ہی آئندہ بھی ہوگا  
 پھر صفحہ ۱۱۴ سطر ۲۲ پر :- ” جس جس مرد میں جس جس ورن کے اوصاف اعمال ہوں  
 اُس اُس ورن کا اُس کو اختیار دینا - ایسی آئین رکھنے سے سب لوگوں کو ترقی کی رغبت  
 ہتی - ہتی ہے - کیونکہ اعلیٰ ورنوں کو خوف ہوگا کہ اگر ہماری اولاد ہالت وغیرہ عیب والی ہوگی  
 تو شودر ہو جائیگی اور اولاد بھی ڈرتی رہے گی کہ اگر ہم مذکورہ چال چلن اور علم والے نہ ہونگے  
 تو شودر ہونا پڑے گا - اور بیچ در لون کا اعلیٰ ورن میں ہونے کے لئے حوصلہ بڑھیکے گا  
 ناظرین ! سوامی جی کی منشا یہ ہے کہ جس طرح عیسائیوں مسلمان مین ذات پات کی  
 کوئی تفریق نہیں ہے ایسا ہی ہندوؤں کی حالت بھی ہو جاوے لیکن اس بات کو اگر وہ  
 یہ کہہ کر چلانا چاہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ براہمن کشتری دیشیہ شودر وغیرہ فرقوں کے باعث

ہندو قوم اس قدر تنزل ہو گئی اور دیگر قومیں اس پر بے ہودہ بخیر و نیک سے جکڑے ہوئے ہوئے ہوئے سے اس قدر ترقی کے میدان میں آئے قدم بڑھانی چلی ہوئی ہیں سوچہ سے ہندو قوم کو بھی بے ان واسیات باتوں کو ترک کر دینا چاہیے۔ نیزہ تو کوئی ساتھی یثرت محافت نہ کرتا لیکن سوامی جی مہان پالائے توہین من مانی مان تعجب یہ ہے کہ اپنی ساری باتیں کرنا اس کے قدیم سے قدیم شاستروں سے ثابت کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ پراسٹنڈنڈ میں وہ تمام باتیں رائج تھیں جن کو وہ ہدایت دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ شاستر سے دور و خوش کر کے ہوئے سو سمرتی وغیرہ کو بڑھنے والا ہر گز نہ کر رہی۔ اس متوجہ نہیں ہو سکتا اور سوامی جی کی سے کسی حالت میں ہی موافقت کر سکتا ہے۔ اگرچہ مہا بہارت وغیرہ میں دو چار ایسی مثالیں و شواہد دیئے گئے ہیں جن کی بنیاد پر ہی سوامی جی کا اس قدر بڑا بھاری قلعہ تعمیر ہوا ہے۔ لیکن ان کی کتابوں میں ایسی باتیں درج ہیں جن سے یہ ساری باتیں رد ہو جاتی ہیں چنانچہ ساتھی صاحبان کا یہ فیصلہ ہے کہ شواہد و غیرہ کی حالت میں مشتبہات سے بچنے کے واسطے کافی وجوہات موجود ہیں لیکن جب کہ آریہ صاحبان ان مہا بھارت پر کوئی دھوکہ نہ دے سکتے تھے ان کی باتوں کی بکرا نہ کر کے ہمیں سو سمرتی سے روکنے والا نہ ہو سکتا۔ سوامی جی بھی تسلیم کر رہے ہیں اور پریشیت ناجائز شاکوں کو نہ ہار کر کے لقبہ سے کو پندت مسی رام صاحب بھی منظور کر رہے ہیں۔

واقعہ جو کہ براہمن لشتہ پر دلشہ تھو۔ یہ چار بڑی ذاتیں ہندوؤں میں نہایت قدیم زمانہ سے موجود ہیں۔ ان اعلیٰ معنی کے لحاظ سے علمی اور دماغی کام کرنیوالوں کو براہمن کہہ سکتے ہیں۔ لباس کی حفاظت کر لینے والوں کو کشتریہ۔ تجارت و زراعت وغیرہ والوں کو ویشیہ اور خدمت کاروں یا کاریگروں کو شودر۔ پس لغوی معنی وسیع کر دینے پر تو یوں بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا کے تمام عالم فاضل صاحبان چاہے وہ ہندو ہوں مسلمان ہوں یا عیسائی ہوں اور چاہے وہ ہندوستانی ہوں۔





یہ نو سمرتی کے دستوں اور ہیا رکاد ۶۷۷ وان شلوک ہے اسے سوامی جی نے  
 اردو سنیا تھیر کا ش صفحہ ۱۱۸ سطر ۸ پر لکھ کر یوں ترجمہ کیا ہے: "شور خاندان  
 میں پیدا ہو کر براہمن کشتری اور ویش کی مانند نصف عمل اور فطرت والا ہو تو وہ  
 شور براہمن کشتری اور ویش بن جاتا ہے جو شخص براہمن کشتری اور ویش خاندان  
 میں پیدا ہوا ہو اور اسے نصف عمل اور فطرت شور کی مانند ہوں تو وہ شور  
 بن جاتا ہے۔ سیطرت جو شخص ششہنی یا ویش کے خاندان میں پیدا ہو کر براہمن یا  
 شہو کے مانند ہو اور براہمن یا شور بھی ہو جاتا ہے۔ وی پارون ورون میں  
 جس میں ورن کی مانند ہو ورون یا وورت ہو وہ اسی ورن میں بنی جاوے گا۔  
 ناظرین! یہ سوامی جی کا ترجمہ ہے لیکن اوپر کی لکھی شدہ عبارت کا اس شلوک  
 کے ذمین الفاظ سے بھی مضافاً تعلق نہیں ہے۔ بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ سوامی جی یا شہ  
 سر سوتی مہاراج کی جن گڑبنت ہے۔ لفظی ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ بشو در  
 براہمن بن کر حاصل کر لیتا ہے اور براہمن شور پن و کشتری سے پیدا ہوا بھی اسی طرح  
 اور شہو بدھو کے کہ بھی اسی میں سمجھو۔

ناظرین! ان لفظی ترجمہ کو جو کہ پیش کیا گیا ہے۔ مناسب اسے ترجمہ سے ناموافق  
 نہیں ہے۔ سوامی جی کا یہ ترجمہ اگر آپ خود کریں تو سمجھیں کہ گناہ سوامی جی اپنے دماغ  
 کے تحت کیا کیا کام کر رہے ہیں۔ یہ ظاہر کرنے میں جو کہ یہ ترجمہ صرف مبالغہ  
 دہی ہے۔ درج ذیل بیان پر سوامی جی نے وہ چال چلی ہے کہ بسکا پتہ لگانا بھی  
 ذرہ وقت طلب ہو اگر تا ہے۔

بیان پر بڑی بہاری چال کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سوامی مہاراج تو یہ ظاہر کر رہے  
 ہیں کہ بیدیشی شور خاص پیدائشی تبدیلیات سے براہمن بن جاتا ہے اور اسی  
 طرح براہمن بھی پیدائشی تبدیلیات کے باعث شور بن کے درجہ میں تنزل ہو  
 جاتا ہے۔ لیکن سوامی جی صحت فعل خاصیت اپنے گھر سے ملا کر اس شلوک کی غلط  
 تفسیر کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول ڈال رہے ہیں۔

ہم تمام آریہ پنڈتوں کو چیلنج کرنے میں کہ اگر وہ اس شلوک منو ۱/۲۰ کا وہی ترجمہ جو سوامی جی نے کیا ہے (جو کہ اوپر نقل کر دیا گیا ہے) صحیح ثابت کر دیں تو ہم ان کو اس مہربانی کے عیوض میں مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیویں گے (بقیہ شرائط انعام دیکھو صفحہ ۱۷۸ حصہ اول)

اب اس سوال کو حل کرنے کے لئے کہ آیا آریہ صاحبان کا یہ قول صحیح ہے کہ اس شلوک سے منو مہاراج کی یہ فتاویٰ ہے کہ صفت فعل خاصیت کی تفصیلت سے شودر براہمن بن سکتا ہے یا کہ پیدائشی ذریعہ سے ایسا ہوتا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ جس مقام کا یہ شلوک ہے وہاں کے آگے پیچھے کی تمام عبارت نقل کر دی جاوے۔ یہ منو سمرتی کے دسویں ادھیاء کا ۷۵ واں شلوک ہے۔  
میں ناظرین! آپ اس دسویں ادھیاء کے اول شلوک سے سن چلے۔ ہم پنڈت تمسی رام صاحب کا ہی ترجمہ صرف ہندی الفاظ کو اردو کر کے پیش کئے دیتے ہیں (اصلی شلوک بوجہ طوالت نقل نہیں کئے جائینگے)۔

منو سمرتی دسویں ادھیاء شلوک نمبر

۱۔ اپنے افعال میں مشغول دو جانی (براہمن وغیرہ) تینوں ورن لم دیہا پڑہیں اور براہمن ان کو پڑھاوے۔ سوا ایکے دو ستر (یعنی کشریہ ویشیہ) پڑھاوے۔ یہ فیصلہ ہے۔

۲۔ براہمن سب ورلن کا ذریعہ معاش شاسترون کے مطابق جاتا رہے اور ان کو بتلاوے اور خود بھی حسب مناسب عمل کرے۔

۳۔ افضل ہوئے۔ خاصیتا بہتر ہونے۔ نیم یعنی قواعد کا پابند رہنے اور سنسکاروں کی زیادتی کے باعث سے براہمن سب ورلن پر بھو (مالک) ہے۔

۴۔ براہمن کشریہ ویشیہ یہ تین ورن دو جاتی (دو مرتبہ کی پیدائش والے) ہیں۔ چوتھا شودر ایک جانی (ایک مرتبہ کی پیدائش والا) ہے۔ پانچواں ورن نہیں ہے۔



۵۔ براہمن وغیرہ چاروں درون میں اپنے ہم قوم کی (مشاہدتی سے قبل) مرد کی صحبت سے پاک بیویوں میں سلسلہ وار جواولادین پیدا ہوں ان کو ذات سے ہی جانتی چاہیں۔

نوٹ۔ اس نسلوک پر پنڈت مہسی رام جی نے ایک حاشیہ دیا یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اس قسم کی تفریق محض نام کے رُپا نے وغیرہ کی خاطر کی گئی ہے پس پنڈت صاحب سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا منومہن مان لوہا نسلوک دار بڑا لریہ ہی بات لکھنا آتا تھا؟۔

۶۔ سلسلہ دار اپنے سے (پندرہ بہن سے کسندی عورت جن - شریہ سے وشیشہ عورت میں اسی طور پر) ایک بچے کی لذات کی جو نون میں (ویکون روہارہ پیدایش والوں) کے پیدا ہونے سے پہلے اس وقت کی ذات سے نام نہاں کچھ برحق (کنٹرول ہفتہ) کہتے ہیں۔

۷۔ پندرہ سالہ ان کے درون (دو روہاں) - موسے والوں کے درمیان یہ قدیم ہی عام قاعدہ بنا ہوا ہے کہ وہ (نویں) تواریکی میں (دو عورتوں میں) (بیشے رہیں) - (پندرہ سالہ) کے دوران کے متعلق یہ دھرم کی یہی قاعدہ سمجھو کہ۔

۸۔ براہمن سے وشیشہ کی بڑکی میں جو دور یہ بڑکی سے دو مہینہ ذات کہلاتی ہے اور براہمن سے شودر کی بڑکی سے جو پندرہ ماہ وراثت میں وہ پندرہ بھی کہلاتی ہے۔

۹۔ کشتریہ سے شودر بڑکی میں جو پیدا ہو وہ سخت دس سال اور گز ذات والا کہا جاوے۔

۱۱۔ کشتریہ سے براہمن کی بڑکی میں سوت نامی ذات پیدا ہوتی ہے۔ اور وشیشہ سے کشتریہ عورت میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ مالہ ذات کہلاتی ہے۔

۱۲۔ شودر سے وشیشہ کشتریہ اور براہمنی عورت میں سلسلہ دار آپوگو - کشتا اور چنٹال

ذاتیان پیدا ہوتی ہیں۔

۱۵۔ براہمن سے دیگر ذات کی غورت میں جو اولاد پیدا ہو وہ آدرس ذات کہلاتی اور جو امبشت ذات کی غورت میں پیدا ہو وہ آجھیر کہلاتی ہے۔

نوٹ۔ یہ دیکھئے ذات و ذات کا سلسلہ بھی سنو کے وقت سے ہے۔  
اب وہ کرم (افعال وغیرہ) سے ورن کی فضیلت ماننے کی فلاسفی کہاں گئی۔

۱۶۔ آیوگو۔ کشتا۔ چندال یہ انسان میں تین ردیل پرتی لوم سے پیدا ہوتے ہیں پس یہ شور سے بھی زیادہ ردیل ہیں۔

نوٹ۔ پیدائش سے اشرافیت اور رذالت ثابت ہے۔

۱۸۔ نشاد سے شور میں پیدا ہوا پکس ذات میں ہونا ہے اور شور سے نشاد کی لڑکی میں پیدا ہو گلٹ کہا گیا ہے۔

۱۹۔ اسی طرح کشتا سے اردگر کی لڑکی میں پیدا ہوا شو پاک کہلاتا ہے اور وید سے امبشتھی میں (پیدا ہوا) دین کہلاتا ہے۔

۲۲۔ (برائتہ) کشتریہ سے جھل۔ مل۔ بچو۔ نٹ۔ رن۔ کھس اور ورڈنای

ذاتیان پیدا ہوتی ہیں

۲۳۔ براتہ ویشیہ سے سود ہتو جاریہ۔ کاروش۔ بجنما۔ متبر اور ساتوت نام

والے پیدا ہوتے ہیں۔

۳۔ جیسے شور براہمن میں ادھم اتنزل یافتہ) جو کو پیدا کرتا ہے اسی طرح

چارون ورتون میں دے ادھم اتنزل یافتہ اپنے سے بھی زیادہ تنزل یافتون

کو پیدا کرتے ہیں۔

نوٹ۔ اس سے رُہ کر اور کیا صاف بیان پیدائشی فضیلت کا حابے

اس کے مقابلہ میں کوئی حوالہ افعال کی فضیلت کا تمام سنو سمرتی میں نہیں ملتا۔

۳۳۔ آیوگوی ویدیہ سے شیرین کلام بیتریک کو پیدا کرتی ہے جو کہ بیج کو

گھنٹا بجا کر راجاؤن کی تعریف کیا کرتے ہیں۔

نوٹ۔ گویا اس پیشہ کے لئے ایک خاص طرح سے پیدائش کے جانے کی ضرورت ہوگئی اس سے بڑھ کر پیدائش کی زنجیر اور کیا ہوگی۔  
۳۲۔ نشاد اور آلوگو می سے واس اس دوسرے نام والا کشتی کو چلا کر معاش حاصل کرنے والا مادگو پیداموتا ہے جس کو آریورت کے باشندگان کیورت کہتے ہیں۔

۳۶۔ نشاد سے توکار اور خاصہ چار پیداموتا ہے اور وید سے اندھرا اور مید نامی ذاتیں ان جو قصبہ سے باہر رہا کرتے ہیں پیداموتی ہیں۔  
۳۷۔ چندال سے دید ہی میں پانڈو سو پاک نامی بانس کے سوپ پنکھا وغیرہ بنا معاش کما تے والا پیداموتا ہے۔

۳۸۔ چندال سے پکسی میں سویاک پیداموتا ہے جو کہ پانی ہمیشہ نیک لوگوں سے برائی کیا گیا اور جلاؤ کا پتہ۔ ہننے والا ہے۔

نوٹ۔ واہ! جب کہ وہ پیدائش سے ہی اس پیشہ میں لگا دیا تو پھر پانی وغیرہ کیونڈینڈت تلسی رام صاحب نے اس شلوک والیے دیگر دن کو پرکشیت (ناجاہ) میں کیونڈینڈال دیا۔

۴۰۔ تپ کے فریہ (ویشوا) کے مانند اور پیدائش کے ذریعہ {رشی شریک وغیرہ کے مانند} سب بھون میں انسانوں میں جنم لینے پیدائش کی فضیلت اور {آگے کہے مطابق} جھوٹائی حاصل ہوتی ہے۔

نوٹ۔ براکٹ کی عبارت شریک میں نہیں ہے۔ بلکہ پنڈت تلسی رام جی کی ایزاہی لیکن تاہم اس شلوک میں بھی پیدائش سے بھی تنزلی و ترقی ظاہر کی گئی ہے نہ کہ انحال سے۔

۴۳۔ یہ کشتیہ ذاتیں اپنے فرایض کو بھولنے {کریا لوپ} سے اور {پڑہنے لکھنے کرائے اور پریشچتہ وغیرہ کے لئے} براہمنوں کے نہ ملنے سے لوگوں میں آہستہ آہستہ شومدرین کو حاصل ہو گئیں {جس طرح}



۴۴۔ پونڈرک۔ اوڈر۔ دروڈر۔ کامبوج۔ لون۔ شک۔ پار۔ د۔ الپھو۔ جین۔  
کرات۔ دروڈکش۔

۔ اگر یہ شلوک نمبر ۳۴ کسی قدر فعال کمفیڈیلٹ کو ظاہر کرنے کا تھا  
لیکن اس سے اگلے نمبر ۳۵ نے نہ ہونے دیا۔ یعنی منو کی مشاربے کہ کشتیر بہ توائے  
فرا ایض سے گر گئے وہ براہ راست سوامی دیاسند کے قوال کے مطابق ایشہ اور بعدہ  
شودر نہیں جن کے بندہ ان کے افعال کی کمی سے جن کی پیدائشی ذاتیں کی پیدا  
ہوئیں۔ اب جس گریہ پیدائش کی فضیلت کو نہ مان کر ہی صفت وغیرہ کو پیا جاوے  
تو عجیب ہے۔

۴۵۔ برہمن لشد۔ دیشہ سورون کی ریالوپ (یعنی فریض کو پورا کجا نہ دینے  
سے) رذیل ذاتیں یعنی بھاشا والی یا کر یہ بھاشا ولی سب دینوی ہیں۔

نوٹ۔ اب اور بھی سخت ہو گیا۔ کریالوپ جنہوں نے لیا وہاں درون سے  
خارج ہو گئے۔ چنانچہ سوامی جی ان چاروں سے علیحدہ ان کو نہیں جانے دینا چاہتے  
۴۶۔ سو تون کا کام۔ تھ۔ سے کاسائیس ہونا۔ ایسٹھون کا دونی رنا۔ دید  
بیرون کا شہر کے درگاہ اور مالک ہون کا بنیادین۔ رات کاموں کو کر کے  
یہ لوگ گزران رہتے ہیں۔

۴۷۔ نشاء دن کا چٹھ مارنا۔ یوگو کا لکڑی ٹوڑنا اور سب۔ نہ صر۔ چنچو اور مد گونکا  
جنگلی جانوروں کو مارنا پیشہ ہے۔

۴۸۔ کشتا۔ اوگر۔ پٹس۔ ان کا روزگا۔ بل کے سبہ والے جانوروں کو مارنا  
اور باندھنا ہے اور دھگک و لون کا چمڑے کا کام بنانا۔ در یون کا باجا بھسار  
رکام ہے۔

۵۰۔ گانون کے نزدیک مشہور۔ بڑے بڑے درختوں کے نیچے اور شمشان۔  
امردہ جلانے کی جگہ۔ اور پھار۔ بلخ باپون کے پاس اپنے اپنے کاموں کو کرتے  
سے یہ مشہور۔ ہو کر مقیم رہیں۔

۱۔ چنڈال اور شوچ ڈوم (تصبد سے باہر مقیم رہیں۔ اور ان کے برتن خراب رہنا چاہیں۔ اور ان کی دولت گنا کر جاسے۔ نوٹ۔ میون ایک صاحبان ایک رزم نہ کرینگے۔ ناظرین! منو کی زیادتی اور تصبد کیے تعمیر شدہ فقرہ سے بیان ہے۔

۲۔ ان کی پوشاک زدہ کے پیر سے اور پنچر سے ہونے والے پھوٹے برتنوں میں کھا دین لو ہے کے زیورات رکھیں اور وہ ہمیشہ سوئے ہوئے رہیں۔

نوٹ۔ اس سے اور زیادہ کیا۔ ہو گا کہ وہ محض ایک خاص پیدائش کے باعث دھن دولت ہونے پر بھی نہ ہو۔ سر ہن سکھیں اور نہ عمدہ برتنوں میں کھانا کھا سکیں اور نہ سونے یا مہر کے زیورات ستھیں رکھیں۔ فسوس کہ ایسے شاہ کون کو پندت مہی۔ مہی سے اور پشیمت رانا دیا رانا بیاہتا تو آریوں پر ایک بھی اعتراض نہ تھا۔

ناظرین! کیا اب بھی سوئی جی کی باسیج ماننے کا کہ پیدائشی فضیلت نہیں بلکہ صفت فعل خاصیت سے ہی وہ ان کی نسبت منو سے ہے۔ منو تو مومی جی کے سخت مخالف ہیں۔

۳۔ دھرمائو شمنان ارم کے فایض نہ دینے کے وقت ان چنڈال ڈوم وغیرہ کے ساتھ دیکھنا بولنا وغیرہ برتاؤ نہ کرے۔ ان کا آپس میں بیویاں اور شادی بیاہ برابر والوں کے ساتھ ہو۔ نوٹ کہ ناظرین اب آریہ صاحبان کیا کریں گے۔ جی اور تو جیسا پیدائشی چار ڈوم وغیرہ کے ساتھ گنگو کرنا ہی منو مہاراج محض اس کے پیدائشی کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔

۴۔ ان کو کھیت وغیرہ میں رکھ کر علیحدہ سے کھانا دیویں اور دسے رات کو قصبوں اور گہروں میں نہ گھومیں۔

۵۔ دسے راجا کے حکم سے چپ اس پائے ہوئے کام کے لئے دن میں گھومیں اور لاوارث مردے کو لے جائیں۔ یہ مریدا۔ (قاعدہ یا احکام) ہے۔

۶۴۔ شودر امین براہمن سے پارش واکنہ ورن پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ اتفاقاً لڑکی ہو  
اور وہ دوسرے براہمن سے بواہ کرے اور پھر اس کی لڑکی تیسرے براہمن سے  
بواہ کرے اسطور پر سات جنم (پشت) میں براہمن پن کو حاصل کرنا ہے۔

**نوٹ** اس شلوک کو پنڈت تلسی رام جی نے پرکشیت ماننے کی حسب ذیل وجہ  
بیان کی ہے: یہ شلوک اسلئے ماننے لایق نہیں ہے کہ شودر عورت سے ہم بستر ہوئے  
میں براہمن نسیرے دیوار کے مطابق پست رنزل ہو جاتا ہے۔ تو ایسے سات  
براہمن کو سات پشت تک تنزل رہے اور شلوک نو کا ہو یہ ٹھیک نہیں معلوم  
ہوتا ہے۔

ماہرین، باب ان سے یہ پوچھیں کہ اس ادھیاد کے شروع سے ۶۴ شلوک تک  
تمام باب سے یکے بعد دیگرے کتنے کرموں کا آگیا ہے؟ پنڈت صاحب کے  
مذہب کے کثیت کا بائز نہ ہوا۔ اور یہی شلوک پرکشیت ہو گیا۔ صاف یوں کیوں  
نہیں کہتے کہ اس سے کچھ نہ رہے سو میں بن لئے ورن کرم سے ہونا مانا ہے جو کہ  
اس شلوک کو جان ماننے پر رد ہو جاتا ہے اور یہی رد ہو گا (اس لئے  
آپ نے افسوس سے اس شلوک کو پرکشیت مان کر کام پلایا

منو کی تو یہ منشاء ہے کہ ویسے پشت ہی اس شرط تہ سے براہمن پن کو حاصل  
کر لیتے ہیں۔ اب بھی آپ کی تہیب فرما سکی ہے۔ سات پشت تک تنزل کرانے  
والا شلوک کہتے ہیں۔ پن پنڈت تلسی رام جی ہمارے: منو کی تو یہ منشاء ہے کہ اگر  
ماہرین بساؤ خود ہو کہ شودر امان ہو اور براہمن باپ ہو اور اس سے لڑکی پیدا ہو  
میں کی سات منو نے پارش ویکھ لیا کی منبت ہو وہ اگر پھر براہمن سے بیاہ دی جاوے  
ورعلیٰ نا اشیائیں یہی ہے۔ منو مرتبہ ہو تو ہوتا ہوا پن پشت میں ہوا ہو گی وہ  
اسفند برہمن پن کا اثر آجائے گا کہ وہ براہمن ورن میں داخل ہونے کے لایق ہو گی۔  
اس سے اکل شلوک اس مطلب کہ خوب صاف کر دیتا ہے جو کہ شلوک تننازعہ  
فیہ ہے۔



۶۵۔ براہمن شودرین کو حاصل ہوتا ہے اور شودر براہمن پن کو حاصل کرتا ہے  
شتر یہ سے پیدا ہوا ہے اسی طرح اور ویشیہ سے پیدا ہوا انسان ہی اسی طرح  
دوسرے ورگ کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا جانتا چاہئے۔

۶۶۔ جو انسان فہر میں سے شودر عورت میں پیدا ہوا اور جو شودر سے برہمنی  
عورت میں پیدا ہوا ان دونوں میں بہتر کون ہے؟ ایسا شیخہ ہو تو یہ  
نوبت بنتا ہے۔

۶۷۔ اگر کسی عورت میں آریہ اور برہمن کشتیہ ویشیہ سے پیدا ہوا  
وہاں سے پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح شودر سے برہمنی عورت میں پیدا  
ہوا انسان تو بہتر ہے۔ پتا ہوا ممکن ہے۔ یہ فیصلہ بنتا ہے۔

۶۸۔ وہوم کا یہ ہے۔ جتنے شودر عورت میں پیدا ہوئے ان کے متواتر کی  
غربی سے دور رہیں۔ ان میں سے بہتر ہے۔ اس کے واسطے الغرض  
ہے۔ دونوں میں۔

**نوٹ**۔ یہ کہ جو انسان جو ان کا فیصلہ پیدا ہوا ایشی فضیلت کے ہی حق میں ہے۔  
جبکہ وہ زن سے برہمنی نہیں ہوتا تو وہ وہاں کے بھی مستحق نہ رہے۔ اب بتلائے  
کہان گئی کہہ کی قدر ہے۔

۶۹۔ جیسے پہلے کہتے ہیں بویا ہوا بیکر وخت ہو جاتا ہے اسی طرح اریا (برہمن)  
شتر یہ اور ویشیہ عورت میں آئے۔ یہ برہمن کشتریہ ویشیہ مرد سے پیدا ہوا اور  
پور سے ہو کر اب برہمن بنیں۔ وغیرہ سنسکار کے لائق ہے۔

۷۰۔ براہمن کہتا ہے۔ ویشیہ شودر کے فعل کرنے والے اور شودر وہ جو  
فعل کرنے والے ان کو بھانے غور کر۔ تاکہ یہ نہ برابر ہیں اور نہ غیر برابر۔

**نوٹ**۔ اس پنڈت کسی رام ہی کا لڑت ہے جس میں کھینچا مان کر کے صفت  
فعل خاصیت سے فضیلت ہونا ثابت کر۔ ہے میں حالانکہ یہ سراسر منہ کی عبارت  
سے خلاف ہے منہ کی منشا تو صاف یہ ہے کہ اگر شودر پیدا ہوا ایشی ہو کر براہمن



بہتر نہیں۔ کیونکہ پراس دھرم، پیشہ کی پیروی کر کے معاش مایہ نوالہ اور اپنی ذات سے تنزل ہو جاتا ہے۔

۱۲۳۔ چونکہ برہمن کی خدمت کا یہی شہود کے لئے دوسرے کاموں سے افضل ہے۔  
 کیا ہے۔ اس لئے اس کے شہود درجہ کچھ کم ہے۔ اس کا رانیکان جاتا ہے  
 ۱۲۴۔ اس خدمت کا شہود کی خدمت حاکمیت و رکامی، شہادتی اور اس کے  
 خانگی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے عیشیت کے مطابق ایکنی یون کو ان کی بھرت  
 مقرر کرنی چاہیے۔

۱۲۵۔ اپنے کہنے سے بھاگنا و نہ کہنے سے و نہ کا چھٹن اپنے صاف  
 رہنے پر جو خراب تصور ہوتا ہے۔ اور اس لئے برہمن دینا چاہئے۔

۱۲۶۔ خدمت کا شہود کو اور دین کے لئے جو کام ہیں۔ ان میں شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 پر جو نیکوئی کی ہوتی ہے، زمین اور شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 ممانعت ہے۔

۱۲۷۔ دھرم کا شہادتی اور دھرم کے لئے والے تو ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دھرم کا  
 شہادتی اور دھرم کے لئے والے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دھرم کا  
 حاصل کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دھرم کے لئے دھرم کے لئے دھرم کے لئے دھرم کے لئے دھرم کے لئے  
 سب ایسے گرد و جہاں ہیں۔ شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 کہ وہ جہاں کے یہاں قالو، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 ممانعت بھی نہیں ہے کہ شہود دھرم کے لئے دھرم کے لئے دھرم کے لئے دھرم کے لئے  
 اور دھرم کرنا چاہتے ہیں۔ شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 ہیں۔ ایسا کرنے سے، زمین، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی، شہادتی  
 سے پڑھنا تو جانتے ہی نہیں (بلکہ ایسا کرنے سے ان کی تعریف ہوتی ہے کہ وہ)



وہرم میں شر ڈھا اشتیاق کہتے ہیں۔

نوٹ - اس تشبیہ میں لریہ پندت آسی۔ مگر ہی نے ہوا کہ۔ اس کی  
پیدائشی فطیلت کو دبا دیں مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ آسان طریقہ تو وہی تھا کہ  
اسے پرکشیت یعنی ناجائز مان کر ان شدہ کون کو سنسور کر دیتے۔ بھر تمام تھا  
۱۱۔ جب شور کو ایسا کوئی اشتقاق نہیں ہے تو دومی ہی شور و رون کو براہین  
تک بنانے کا کیونکر دم جھرتے ہیں۔

(۲) پھر آریہ سماج نے مہبران میں سے جو نصف سے زائد پیدائشی شور ہو کر  
وید منتر پڑھتے ہیں حالانکہ سنسار سے نہ جاننے کے باعث وہ تفسد بھی فطرت میں  
کر سکتے ان کو بدکاریوں میں جاتا۔

۳۔ یہ تو آپ کی شخصیت ہی سبب۔ منہ ایسا کہاں کہتے ہیں۔ اس سے تو آپ نے  
یہ نتیجہ نکالا کہ اگر شور کا لڑکا پڑتا ہے تو وہ وید منتر پڑھ کر گویا کر سکتا ہے مگر  
سنو کی منشاء کے خلاف ہے۔

۱۳۹۔ طاقت و شور تو جی۔ وریہ نہ جمع کرنا چاہیے کیونکہ شور دولت پاکر  
براہمن وغیرہ کو بھی نقصان پہونچاتا ہے

نوٹ - شاباش ایشلم۔ اور شاباش کو تو فر۔ پرکشیت میں نہ ملتا تھا۔  
ناظرین۔ چونکہ ہمیں نسلوں کے بہت سے بچے ہیں جو کہ بھلا نہ تھا پس اس سے  
۴۴۔ پچھلے اور اس قدر۔ گئے پیش کر کے کہیں کہ آپ آریہ سماج سے دریافت  
کریں کہ جس ادیب میں شروع سے مہر کا یہ سنی فطرت اور مختلف ہو۔ پر  
خلو ملے کے مزاج سے ہونے والی پیدائشی لوگوں کے جس فطرت میں تقسیم کرنے  
وغیرہ کا ذکر ہو رہا ہے اس کے درمیان سے ایک شاکل کال کر کے ترجمہ کے  
درمیان میں اپنی شیخ گزشتہ لاکر سوامی دیانند سے سنی مہاراج کامنوں کے توالیہ  
سے اپنے یہی ذکر وہ مسئلہ یعنی صفت فعل خاصیت سے وزن کی فطیلت کو ثابت  
ایک بری یر دست مغالطہ وہی نہیں تو اور کیا ہے۔ خیر۔ زیادہ کہنے سے کیا

فائدہ نہ وہ اب بھی اس بات سے اقرار کرنے کو تیار نہ ہوں کہ سوامی دایتھ کے  
جان بے رحم ہو کا دیشا جی مانے تو منو ڈیپ شکوک کے جو معنی سوامی جی نے لکھا ہے  
اجہ لہ ویراقل لہ ویگیا ہے جسے ایت کر کے انعام مبلغ پانچ سو روپیہ کا  
حاصل ہوا۔

— ۲ —

۷۷۷۔ دوستیہ نہ پناش بخندہ اے آخری سطر بدین فرماتے ہیں۔

बादलो जल मज्जमसिद्धाह राजन्य कृत । कुरु तदयं म

इत्येवमपि शब्दो मज्जायत । ॥ ३१ ॥

تو پروردگار - نیکیوں - یا کاتبانِ جوان شتر ہے۔ یہاں یہاں ہے۔

کہ برہمن الیہ رنگے منہ سے لٹری ہڑو سے دیش سے ورشودر مانوں

سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے جیسے مومنہ بازو وغیرہ، و بازو وغیرہ نہ مومنہ ہوتے

ہیں ہی طرح برہمن نہ کہتے ہی وغیرہ اور کشتری وغیرہ نہ برہمن ہو سکتے ہیں۔

۱. جواب : اس منتر کا ارتھ جو تم نے یاد و شصیت زمین کیونکہ یہاں پرش

یعنی یہ مجسمہ کل پر مشورہ کا استدلال ہے۔ جب وہ خیر مجسمہ ہے تو اس کے

مسئلہ: عید الفطر پر کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اس مسئلے کا جواب دیتے ہو کہ (۲۱)





اوس کے بارو بنا سے گئے ہیں۔ بودیش میں دے اوس کی جائیں ہیں۔  
 پس اگر اسی طرح اکلا فقرہ بھی یوں ہوتا کہ شود اوس کے پانوں میں پانوں پیدا  
 کے گئے ہیں تب نو یوں کی بات صحیح ہو جاتی لیکن ایسا نہ ہونے پر ان کی شکست  
 ہے۔ پنڈت تلسی رام صاحب نے اگر یہ اپنے دھنک کی عبارت بنائی ہے لیکن  
 باوجود دیا کرتے کے کئی حوالہ جات کے ذریعہ کھینچ تان لے کر بھی وہ معقول پسند  
 بلا تعصب لوگوں کے رد میں جو سستی اور سبوروں سے ملدہ ہوں یہ نہیں ثابت  
 کر سکے کہ سندھ کا پہلا پہاڑ کے معنی پانوں سے نہیں ہیں۔ ہاں لبتہ سائنسی  
 صاحبان کا یہی ہے تعصب ہے کہ وہ اس لفظ کا پہلا پہاڑ پانوں سے  
 کا اثر اور یہی عبارت میں ہی ہوتا عام کر کے ہوں سنتے کر سیتے ہیں کہ۔

”برائے اس کے منہ سے پیدا ہوا۔ سنسری بازو سے کیا گیا۔ ویشہ  
 دس کی جانکوں سے پیدا ہوا ایشو ورا دس کے پانوں سے پیدا ہوا  
 ناظرین جب کہ وہ دن در ہن تعصب سے کام لے رہے ہیں تو بھرتیقت  
 پتہ کیسے لگے۔ اس معملہ کو حل کرنے کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس ستر سے  
 آگے تین ہندسوں کا پڑا جاوے۔ پس ہم اس ہر ش سوات کے ۹ دین منتر  
 سو دین منتر کے غلطی سے ذیل میں پیش کے بیت ہیں اور یہ متنازعہ فیہ  
 گیا ہو ان سے

ہاں ایک بات اور بھی قابل غور ہے۔ ہوا می جی نے اس منتر کی  
 تشریح میں مذکور ہے کہ دو برجم زاکار۔ ہوا می جی سے پس یہ کہتا لفظ ہے کہ  
 او سے سندھ سے ہوا سے ہوا اور پانوں سے براہین و نیزہ پیدا ہوسے  
 پس ناظرین اس منتر سے لگے بھلاؤ ان کو دیکھ کر خود ہی معلوم کر لیونگے کہ  
 ہوا می جی کی بدلیل کس قدر قوت رکھتی ہے۔ وہ کس کس منتر کی کہان  
 تک کوں مال حویں کرتے رہینگے۔ لفظ اپنے لفظی معنی کو نہیں چھوڑ سکتے  
 پس اگر وہ ہوں کہتے تو بہتر تھا کہ چونکہ پریشو ہا مسم ہے پس یہ ایک انکار یعنی

استعارہ ہے۔ خیر۔ اس بحث کو ہم یہیں چھوڑتے ہیں۔

واقع ہو کہ اس پرس سوکت کے نام ۲۲ سنترون کو منہ سے نکلتی رہتو  
کے مضمون پیدائش عالم میں درج کیا گیا ہے اسوجہ سے جو جہان پرستوں کو  
دوبہانا مناسب نہیں سمجھتے جو صاحب پورا منہ ہوان دیکھنا چاہیں وہ ان ہی  
دیکھ سکتے ہیں۔ اب ستر نمبر ۹ سے ۳۱ تک کے تحت ذیل میں پیش کئے جانے  
ہیں۔

۹) جو سب سے آگے پیدا ہوا ہے اس گیتہ پرس پرستوں کو یکنیہ یا دل  
میں قائم کر کے اس کے عہدے دیوتا سادھیا ورجو یہ سہی ول میں ہوان  
نے بھی گیتہ کیا۔

۱۰) جس پرس کی بہت تعریف کی گئی ہے وہ کتنے شرج پر کلین انداز  
یا اتسیم کیا گیا ہے جو اس کا منہ کیا ہوا۔ بازو کیا ہوا۔ جائید کیا ہوئی۔  
پانوں (کیا کہلائے۔۔۔ اس سوال کا جواب ہے  
(۱۱) اس کا منہ برہمن ہوا بازو رجا یعنی شتر یہ کیا گیا اس کی جو جائید  
ہے وہ ویشہ (ہوئی) پانوں سے شود پیدا ہوا۔

(۱۲) من اول سے پیدا ہوا۔ آنکھوں سے سو۔ ج پیدا ہوا۔  
کان سے ہوا اور پران یعنی سانس پیدا ہوئے۔ منہ سے آک پیدا ہوئی  
سوا۔ ناف سے انتریش یعنی خلا ہوا۔ سر سے دیوہ یعنی روشن خلا پیدا  
ہوا۔ پانوں سے زمین (ہوئی)۔ کان سے دشاین یعنی اطراف اور لوگ  
یعنی کرہ جات پیدا کئے گئے۔

ناظرین! اب بتلانے اگر سوامی جی اورینڈن مسی رم صاحب کی یہ  
بات تسلیم ہی کر لی جاوے کہ چونکہ پرستور بلا جسم ہے پس یہ کہنا غلط ہے  
کہ اس کے منہ سے براہمن پیدا ہوا وغیرہ تو آگے کی عبارت کو وہ کیا کرے۔  
جہان یون آیا ہے کہ اس کے دل سے چاند۔ آنکھوں سے سورج۔ کانوں سے

ہوا منہ سے آگ وغیرہ پیدا ہوئیں۔ پنڈت تاسی رام صاحب بھاسکر پرکاش نے صفحہ ۲  
سطر ۱۳ پر یوں فرماتے ہیں:

”یہ ارتقاہ گز نہیں ہو سکتا کہ براہمن اس کے سر سے پیدا ہوئے کشتری  
اوس کے بازوؤں سے نکلے وغیرہ“ (صفحہ ۲۴۴ سطر ۱۰)۔  
سمجھ میں نہیں آتا کہ **वर्णमार्गः** منہ سے ان لٹکوں کے یہ معنی کیسے  
ہو گئے کہ **वर्णमार्गः** اور منہ سے پیدا ہوا۔۔۔۔۔ ان لفظوں کا  
یہ مطلب کیسے ہو سکتا ہے کہ **वर्णमार्गः** (جانکھوں  
سے پیدا ہوا)۔

ناظرین! پنڈت صاحب سے بہت دور اس بات کو اگر سمجھنا چاہتے ہیں  
تو اس سے اگلے منتر و ان لوکل حصہ رہن لو ان معوم ہو جادے کا کہ جس طرح  
**जातः चन्द्रमन्त्रे** = چندرمانت من سے پیدا ہوا اور جس طرح  
**सूर्यो वर्णमार्गः** = سورج سے سورج پیدا ہوا وغیرہ اوس  
طرت اور واقعی برائے اس طرح اور منہ سے براہمن پیدا ہوئے اور  
اوس کے بازوؤں سے کشتری نکل آئے۔

کہتے پنڈت تاسی رام جی مہاراج احسن۔۔۔۔۔ انھوں نے سورج نکل سکتا  
ہے جس کے دل سے چندرمانت نکل سکتا ہے جس کے کانوں سے ہوا اور  
پران نکل سکتے ہیں اور کے منہ سے اگر براہمن نکل آئے یا زور سے کشتری نکل  
آئے تو آپ کو کیوں تعجب ہو گیا اور اس میں دن کی ایسی بات تھی جو آپ جیسے  
عالم فاضل کے سمجھ میں نہ آسکی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جس دماغ کو دیانندی  
فلاسفی نے اپنا گھر بنا رکھا ہے وہ اس قدر بلا تعصب سوچنے کی آزادی ہی نہیں  
رکھتا پھر مہاراجے مہمون کو کیوں نکل کر سکے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اگر آپ  
واقعی ان آسان مگر پر مطلب منتر وں کے صحیح مطلب کو سمجھنا چاہتے ہیں تو دیانندی  
فلاسفی کو اپنے دماغ کے اندر سے بالکل نکال کر باہر پھینک دیجئے پھر دیکھئے کہ ایسے مجھے



کیسے جلدی مل ہو جاتے ہیں۔ آگے آپ کی مرضی ۛ

ناظرین! ہم نے مانا کہ اس اوین منتر میں یہ ہی الفاظ ہیں کہ براہمن کا  
مُندہ ہوا وغیرہ جس پر آئیہ پنڈت سناتے لوگوں سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے  
یہ کیونکر برآمد ہوا کہ اس کے مُندہ سے براہمن پیدا ہوا اور اگر بالفرض اس کا جو کچھ جواب  
سناتے صاحبان دیتے ہیں یعنی یہ کہ اس منتر کا آخری فقرہ کہ پاتون سے نمودر  
پیدا ہوا اس بات کو صاف کر دیتا ہے ہم نظر نہ رہی ردیوین تاہم جی اس سے اگلے  
(تمبر ۱۲-۱۳) منتر وں کو ملحوظ کرتے ہیں کہ یہ صاحبان کہ یہ اعتراض کا فور ہو جاتا  
ہے۔ جو کہ اوپر آچکا ہے یعنی یہ کہ دل سے چاند پیدا ہوا وغیرہ۔

پنڈت تمسی رام صاحب مضمون زیر بحث کو صاف کرتے ہوئے اس اوین منتر سے  
تھیلے تین منتر وں کو پیش کیا لیکن افسوس کہ اس سے اگلے دو منتر وں کو بھی پیش  
کر دیا اور نہ ان کا شک نمود بخود رفع ہو جاتا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ اسی سلسلہ  
میں انہوں نے صفحہ ۲۹۱ سطر ۲۰ پر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ:-

وہ حقیقت یہاں انسانوں کے ذاتوں کو ردِ پک انکار یعنی استعارہ کے ذریعہ  
ایک انسان کے مانند بیان کیا گیا ہے۔ لیکن بغیر باریک بینی سے دیکھنے اور غور  
کئے انکار (استعارہ) سمجھ میں نہیں آتا۔

ناظرین! اگر پنڈت صاحب دل سے چاند اور آنکھوں سے سورج کی پیدائش  
والے منتر وں پر بھی اسی سلسلہ میں غور و ماتے تو ضرور ان کو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ  
تمام خلقت کی پیدائش کا اس پر ہم پر مشور سے ہوا ایک استعارہ کے  
ہی مانند یہاں کیا گیا ہے۔

ہاں کوئی سنسکرت کا عالم سمجھ دار ہندو سوامیوں کو کون کئے ماننے کے  
لئے تیار نہ ہو گا کہ پریشور ہم لوگوں کے مانند کوئی انسان ہو گا جسے آنکھ کان  
مُندہ وغیرہ سے یہ دنیاوی اشیاء سورج وغیرہ نکل پڑی ہوں۔ پس اس سے  
وہ انکار نہ کریں گے کہ یہ ایک انکار یعنی استعارہ ہے۔ چنانچہ یوں سمجھئے کہ

ہر طرح سوچ و خیر کی پیدائش اس پرش استعارہ والے انسان یا شیو سے ہوئی ہے دسی طرح براہمن و خیرہ کی بھی پیدائش کا ذکر ان ۱۰-۱-۱ ستروان میں آیا ہے۔ لیکن سو می دیا نند مہاراج تو ایسے معقول فیصلوں کو بڑے پتھر سے وکھڑا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ وہ تو ہا ہے و تمام ستروان میں ہنکار و نون احمد کرتے ہوں مریں بہ نثار تھی لگا کر رہے ہیں لیکن ان کی وہ سوچ یا نند و خیرہ کی پیدائش والے ستروان سے ہو رہی ہے۔

نہجہ

پیدت لکس رستہ سب پر شریکاش ۲۹۵ پر مہا بھارت بن پرپ  
وصیہ ۱۲ کے سب ذیل سوکوں کو درج کرتے ہیں۔

एक वर्णोभेदं पूरे विस्वमाहिते जायते ।  
कर्म क्रिया येन देत चातुने रामे प्रतिष्ठितम् ॥  
सन्ने वै योनित्वा सप्तः सन्ने यत्नं ब्राह्मणम् ।  
इकेन्द्रियेन्द्रिया योज्यं तस्माच्छेदं न गुरौर्गुणम् ॥  
शूद्रोऽपि शोतः सम्पत्ते गुराणान् ब्राह्मणो भवेत् ।  
ब्राह्मणोऽपि क्रिया होतः शूद्रात् प्रत्यक्षो भवेत् ॥  
शूद्रो न यद् भवेत्तस्मै शूजे तच्च न विद्यते ।  
न वै शूद्रो भवेच्छूद्रो ब्राह्मणो न च ब्राह्मणः ॥  
यत्रैतल्लक्ष्यते सपे ! वृत्तं स ब्राह्मणः स्मृतः ।  
यत्रैतन्न भवेत् सपे ! तं शूद्रमिति निदिशेत् ॥  
महाभारत वन पर्वे अ-९२४ ॥

ترجمہ - یہ یو دیشٹھ - یہ سب انسان پہلے ایک ورن میں تھے لیکن افعال کے اختلاف سے چار ورن ہو گئے سب انسان ایک ہی طرح پیدا ہوتے ہیں سب کا پانچواں پیشاب ایک بیسیا ہی ہوتا ہے - سب کے عضو ایک مانند ہیں اور ان کے لذات بھی ایک جیسے ہی ہیں - اس لئے انسان اپنے خاصیت اور صفات

کے ہی وجہ سے دیکھ لیئے براہمن کشتریہ پاؤیشہ کہلاتا ہے۔ شودر بھی اگر انصاف  
خاصیت اور صفتوں والا ہو تو براہمن ہو جاتا ہے اور براہمن بھی اگر کب افعال  
سے کرا ہوا ہو تو شودر سے بھی کم درجہ والا بن جاتا ہے اگر شودر میں نیک اعمال  
ہوں اور دیکھ میں نہ ہوں تو وہ شودر شود نہیں ورنہ وہ براہمن براہمن ہے  
بس میں یہ نیک و صاف باتیں بیان دیتی ہوں۔ تانتروان نے براہمن کہا ہے  
جس میں لئے نہ پائے جائیں کسی کو شودر نہ ہے۔

شلوکوں سے پنڈت صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مہا بھارت بھی  
ان کے مہاشی کی سرے کی تائید کرتا ہے۔ جس پر پوچھتے ہیں کہ اوپر کے شلوکوں کو  
یہ پنڈت صاحب ہا برشیت لیئے جائیز ہست میں جائیز۔

ناراد میں ابراہنڈت صاحب اس سوال سے جواب میں یہ فرمادیں کہ ہم ان  
سندوں کو دیکھتے ہیں تو ہم کہیں کہ اگر آپ کا دینی حق نہیں ہے کہ ایسے  
مذہب کو جو کہ مذہب نبی کے لئے ہے اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ذرا اپنے سوامی  
کو دیکھیں کہ وہ مذہب نبی کے لئے ہے اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اور اگر وہ یہ کہیں  
ہیں تو ان کو وہ دیکھنا کہ ہے اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ باوجودیکہ مہا بھارت  
ہم سب کو محض کیوڑہ اور بلو سب کے لئے ہے تو ہم میں آپ ان سے کہنے  
کہ ذرا ایک مرتبہ پھر سوچیں یہ کیا کہیں وہ مذہب نبی کے لئے ہے۔

چھاپنے والے طریق سے وہ دیکھ سکتے ہیں کہ انڈیا صاحب نے تو اپنے  
مذہب سے موافق سمجھ کر نقل کیا تھا لیکن وہ ان کی ایک بات کی تائید کرتے  
ہیں کہ ان باتوں کو وہ بھی کر رہے ہیں۔

اجی پنڈت تلسی راجہ نے کیا کیا۔ پکس کیوڑے کی  
بات ان میں آگئے۔ وہ تو آپ کے منوسم تھی یہی بات صاف کر رہا ہے اور یہ دیکھو  
میں بالائی طاقت رکھ رہا ہے۔ چنانچہ یہ آواز دیتی تو کہتا ہے کہ پہلے ایک دن  
تھا لیکن آپ کی منوسم تھی (جس کی تصنیف کا زمانہ بھی آپ آغاز پیدائش سے



پچھے کا برگزینہ مانتے تو انسان کو شروع پیدائش سے ہی پارورن میں تقسیم  
بتلاتی ہے۔ اور بھلا منوسم تھی تو جیسی قیسی۔ خود آپ کا دید کیا کہتا ہے۔

جی مہاراج! یہ منتر منازعہ فیہ ہی جس کے معنی صاف کرتے ہوئے آپ یہ مہاراج  
مکمل ہیں۔ مگر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ انسان شروع سے ہی پارورن میں تقسیم ہوئے  
یہاں ہم خود ہی دیر کے لئے سوامی جی کا ہی ارتقا تسلیم لے لیتے ہیں تاہم بھی تو یہ  
نہیں ثابت ہوا کہ نیا کے شروع میں پارورن نہ رہے ہوں بلکہ ایک ہی پارورن  
رہا ہو۔ ہاں آپ بیشک افعاں اور صاف اور راجسیت کے لحاظ سے ہی تو شخص  
جس لائق ہو وہ سکوا دسی و ن میں داخل کرنے کا اصول مان لیوین لیکن پھر بھی  
تو یہ اور منوسم تھی کا ہی فیصلہ حسب منشا اور سوامی جی کے ہوتا ہے کہ جس دن  
پیدائش انسان کی ہوئی اسی دن سے اس کا ہوا ہے کہ بولوں شہ کے مانند تھے  
وہ براہمن کہہ سے جو بارہ کے مانند تھے وہ شتر ہوئے وغیرہ۔ اب آپ کیا کر کے  
اپنے آزاد گیتی دوست کی اس بات کی تائید میں ہمیں صرف ایک د شلوک منوسم تھی  
کا اور وہ بھی خود شایع کردہ میں سے ہی دیکھو دیوین جو یہ کہتا ہو کہ پہلے ایک  
ہی پارورن تھا۔

کہے ناہین! پنڈت صاحب نے اس آئینہ دوست سے من کو کیسے گھائے  
میں ڈال دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ سوامی جی کا اور آریون کا قول ہے کہ  
مہاراج! یہ جیسی بڑی خوب کتاب ہے اسی ہی اول درجہ کے کیوڑون سے  
بھری پڑی ہے۔ لیکن جو اس کے خیالات والوں نے اس میں مانگ رکھی ہے  
چنانچہ ہمارے خیال سے کہ کوئی سوامی دبانہ سے بھی بڑا تر شخص رہا ہوگا  
جس نے اوپر سے شلوکوں کو گٹھ کر بندت صاحب کو بچا دیا۔ سوامی جی تو چرچی  
لفظوں کے لغویلوں میں چاہتے ہیں۔ پھر بچھا کر لیوین مگر اصل و بدون سے  
توانکاری نہیں لیکن پنڈت صاحب کا یہ آزاد گیتی دوست تو نہ منو کی  
پرواہ کرتا ہے اور نہ ویدون کی نہ اور کسی طرح کی بلکہ صرف عقلی دلائل سے ہی

مطلب رکھتا ہے پس اگر آریہ صاحبان پنڈت تلمسی رام صاحب کے اس آرہی دوست کے راہ سے اتفاق کرنے کے لئے تیار ہوں تو ان کو لازم ہے کہ اب ہم نے اردوین اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز نہ کریں کیونکہ وہ توصاف بتلاتا ہے کہ سب انسانوں کے عضو ایک مانند ہیں۔ سب کا پاننانہ پیشاب ایک مانند ہی ہے۔ پھر یہ پیش کا ہے کہ واقعی ہم پنڈت تلمسی رام صاحب کے اس آرہی دوست کو مبارک کہیں گے جس حدیث تلمسی کتاب میں بھی اسلام کا اصول جو انسان کو پس میں محبت رکھنا سکھاتا ہے بھریا ہے۔

### نمبر ۴

ناظرین! اوپر جو پرت سوکت کا اوان منتر پیش کیا گیا ہے اسی معنی مطب کا ایک شلوک منوسمرتی میں بھی نظر آتا ہے جو کہ حسب ذیل ہے :-  
یہ منوسمرتی کی اول اوسا کا تسمین پیدائش عالم کا بیان ہے اس دان شلوک ہے۔ اور اس کا لفظی ترجمہ یوں ہے :- (۱) لوگون کے (۲) رستے کے لئے (۳) منہ بازو جانگہ اور پانوں سے (۴) براہمن (۵) کشتریہ (۶) ویتھیہ (۷) اور شوروں کو (۸) (برہما لئے) پیدا کیا۔

کہئے ناظرین! اب اس شلوک سے اور صاف الفاظ کیا ہو سکتے۔ اس منتر میں جو یہ جہگڑا تھا کہ منہ بازو۔ اور جانگہ کے مترادف الفاظ سمجھا رہے تھے تو عقول میں آئے تھے اور یہ معنی دیتے تھے کہ اس کا منہ براہمن ہوا۔ وغیرہ لیکن آخری فقرہ اس سے ناموافق تھا یعنی

پانوں سے شوروں پیدا ہوا یہ معنی پیدا کرتا تھا جس کے باعث جہان پہلا حصہ آریوں کو فتح دیتا وہاں یہ آخری حصہ ستائینوں کو فتح کرتا تھا پس اب منوں نے اس منمہ کو حل کر دیا یعنی وہ ستائی پنڈتوں کے حق میں فیصلہ ہے ہیں کیونکہ منو مہاراج نے اوپر کے شلوک کے لفظ نمبر ۳ سے (منہ بازو جانگہ اور پانوں سے) یہ ظاہر کیا کہ منہ سے بازو سے جانگہ سے اور پانوں سے

(بمطابق الفاظ نمبر ۴-۵-۶) براہمن کشتریہ ویشہ اور شودرون کو (پھر لفظ نمبر ۱) پیدا کیا۔ پس اب مطلب بہت صاف ہو گیا کہ سوامی جی کا اور پنڈت تلسی رام صاحب کا خیال بالکل غلط ہے یا وہ جان بوجھ کر عوام کو مغالطہ دے رہے ہیں کیونکہ منومہاراج سے بڑھ کر دیدون کے معنی مطلب کو دیا نندہ نہیں سمجھ سکتے۔ پس جبکہ منومہاراج نے دیدون سے (اوس پرش سوکت کے ۱۱ ویں منتر کا یا اور منتر ۱۱ کا) یہی مطلب نکالا ہی جو اوپر بنا برہو رہا ہے اور جو سناتنی صاحبان کے موافق ہے تو پھر آریہ صاحبان اگر اب بھی اپنی ہٹ دھرمی کو نہ ترک کریں تو لاچار می ہے۔

ناظرین! اب ذرا دیکھئے کہ اس شلوک (منو ۱۱) کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب اپنی منو سمرتی میں کیا کر رہے ہیں نہ وہ ہوندا۔  
 ”لوگوں کی ترقی کے لئے منہ براہمن۔ بازو کشتریہ۔ جاتنگہہ ویشہ۔ پانون شودر (اس سلسلہ سے خالق پر مشورے) پیدا کئے۔“

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے باوجود منو سمرتی کے (سیاچہ میں لفظی ترجمہ کرنے کا وعدہ کرنے کے بھی اس مقام پر جس تعصب سے کام لیا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

”سے پنڈت سکھام جی مہاراج! آپ کیون گھلے بازار لوگوں کے آنکھوں میں دھول پھینک رہے ہیں۔ ان باتوں سے دیا نندی فلاسفی نہیں مضبوط ہو سکتی۔ اگر اوس کی بنیاد بابو کی بھیت پر ہی رکھی گئی ہے تو کیا آپ کے ایسے تعصبوں سے آپ سمجھتے ہیں کہ وہ قائم رہ جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ اس شلوک من لفظः सवर्णाह्वयपादान سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ سنسکرت دان بھی کرے گا کہ مکہہ باھو اور ڈیاد سے (یعنی منہ بازو جاتنگہہ اور پانون سے) لیکن آپ نے اس کا ترجمہ جو (مکہہ براہمن۔ سیاہو کشتریہ اور ویشہ۔ پاد شود) کیا ہے اس کے لئے آپ کے پاس کون سی سند



اتھاڑی Authority موجود ہے۔

ای حضرت! یہ کوئی سن مانی گڑبنت تو نہیں ہے کہ آپ جو پائے وہ چلائیے اور سب چل جائیگا۔ اچھا لیجئے اگر آپ کو اپنے بات کی کچھ لاگ ہے تو چاہے آپ خود یا آپ کے تمام ساتھی صاحبان آپ کے اس الٹے ارتھ کو اس مرکب لفظ - वाह्य (لفظ نمبر ۲) غلط ثابت کر دیں (بذر لہ ویا کرن اور لغات کے) تو یہ خاکسار آپ کو با آپ کے اس ساتھی کو مطلع و تسویر دے گا یہ الغام دینے کو تیار ہے۔  
(بقیہ شرائط الغام دیکھو نہ حوتہ متہ دل -)

نمبر ۵۔

ناظرین! بہت حوشی ہے کہ اوپر کی بات کو مضبوط کرنے کے لئے ایک شلوک منو سمرتی کے اسی ادھیار میں اور بھی پایا گیا۔ چنانچہ وہ حسب دہل ہے۔

सर्वस्यास्य त सर्गास्य नृस्य च स महा द्युतिः । सूर्यो वाह्यः -  
- रूपज्ञानां पृथक्कर्माय कल्पयत् ॥ मन्त्र ० १ ० १ ॥  
یہ وہ بات کا ۸ واں شلوک ہے اور اس کا لفظی ترجمہ یوں ہے۔

” (۱) اس (۲) مہاتیش (بڑے تیرہ) والے (پیشور) نے (۳) اس (۴) سب اور خلقت کی (۵) حفاظت کے لئے (۶) منہ باز و جانگھ اور پاؤں سے پیدا ہونے والوں کے (۷) کرموں (فرائض) کو (۸) علیحدہ علیحدہ (۹) مقرر کیا۔

ناظرین! اس منہ میں بھی لفظ نمبر ۵ کے یہ ہی معنی ہوتے ہیں کہ منہ باز و جانگھ اور پاؤں سے پیدا ہونے والوں کا آب بتلائے دیانندی فلاسفی کو دیدن کا لب لباب سمجھیں یا منو مہاراج کے فیصلہ کو دیدن کا صحیح مطلب تصور کریں جیکہ خاص کر آریہ سماج کا ایک معزز پنڈت ان شلوکوں کو نا جائز قرار دے سکتا۔

ناظرین! اب ذرہ پنڈت تنسی رام صاحب کا ترجمہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ جو کہ حسب ذیل ہے:-

”اوس مہا محسوس بڑے تیزی والے (لے اس سب خلقت کی عظمت کے لئے براہمن کشتریہ ویشہ شودرون کے فرایض کو غلجہ و غلجہ بتلایا۔ ۸۷۔  
 نے ناظرین! کیا پنڈت تنسی رام صاحب پالا کی سے باز رہے ہوں۔ نہیں۔  
 وہ اپنی چال کھیل گئے۔ لفظی معنی تو لفظ نمبر ۷ کے یوں تھے کہ سنہ بازو جاگم  
اور پاؤں سے پیدا ہونے والوں کا لیکن پنڈت صاحب نے اس کے  
بجائے اپنے ترجمہ میں براہمن کشتریہ ویشہ شودرون کے درج فرمایا ہے۔  
 ہاں اگرچہ سنہ سے پیدا ہونے والے کو براہمن کہا گیا، بازو والے کو کشتریہ وغیرہ۔  
 پس یہ غلط تو نہیں ہے لیکن کیا دراصل یہ بات نہیں ہے کہ پنڈت صاحب نے  
 سوچا کہ اگر ہم شنی معنی میں مقام پر دست کرتے ہیں تو ہماری پول کھلی جاتی ہے  
 پنانچہ یہ چال سیک ہے کہ چونکہ سب لوگ شلوک کو پڑھنے کی لیاقت نہیں رکھتے  
 پس ہندی پڑھنے والوں کے آنکھوں میں تو دھول پھینک ہی دو کہ ان پر یہ راز  
 افشان نہ ہو کہ یہ شلوک دیہندی فلاسفی کو رو کر رہا ہے اور جب سنسکرت دان  
 صاحبان شلوک پر غور و خوض کریں گے تب دیکھی جائیگی۔ ملک بین اور خاصکر  
 آریہ صاحبان میں سنسکرت دان چن بھی کہتے کہ یہ چال بازی روشن ہو اور جو  
 ہیں وہ سب ہی ہمارے طرح ٹھوس کی پول کو پوشیدہ رکھنے والے ہی  
 تو ہیں وغیرہ۔

ناظرین! اوہمیں کیا پتہ تھا کہ خاکسار ایسی چال بازیوں کی پول کھولنے  
 کے لئے ابھی زندہ ہے۔ غرض کہ زیادہ زبانی جمع خرچ سے کیا فائدہ اگر  
 پنڈت صاحب یا کوئی دیگر آریہ صاحب یہ ثابت کر دیوں کہ (۱) اس شلوک  
 (سنو ۱) میں الفاظ براہمن کشتریہ ویشہ شودرون ہو کہ سنسکرت اور ویدوں  
 کے ہی الفاظ ہیں خود ہیں۔ اور (۲) یہ ثابت کر دیوں کہ اس شلوک کا





مہاراج کی وہ بات کہ ان چل سکتی ہے کہ پیدائشی فطرت نہیں بلکہ صفت فعل  
خاصیت کے مطابق جو جیسا ہوا اس کی سیادرجہ دیا جاوے۔ منوسمقرتی میں تو  
ہر ایک ذات کے پیشے علیحدہ علیحدہ بیان ہوئے ہیں۔ اور باہم کشتریہ ویشہ  
شودر ان چار بڑی ذاتوں کے تحت مطلق سے پیدا ہونے والوں کو ان کے اندر  
سے خارج کیا تباروں سے فرائض اور پیشے بھی علیحدہ ہی مقرر کر دئے گئے ہیں  
جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پھر بھوایہ کیونکہ اس میں آب و ہوا ہے کہ افعال کی فطرت  
سے نہ لے پیدائش کی۔

### نمبر ۷

کے سوامی جی دوستیار تم پر کاش صفحہ ۱۰۳ پر یون فرماتے ہیں۔  
اور (۱۰۳) اور کرشمہ وغیرہ اعضا سے برہمن وغیرہ پیدا ہونے تو علت  
مادی لے مانند برہمن وغیرہ کی شکل نہ ہوتی بلکہ منہ کی شکل گول مول ہے  
جیسے ہی ان کے جسم کی شکل بھی منہ سے مانند گول مول ہوتی چاہیے۔ کشتریوں  
کے جسم بازو کی مانند۔ ویشیوں کے ان کی مانند۔ ورشودروں کا جسم پاؤں کی  
مانہ شکل والے ہونے چاہیے۔ ایسا نہیں ہوتا۔

تاہم یہ بات کہ مہاراج کی عقلی دلائل پر ذرہ آپ بھی غور  
فرماتے گا۔ اب اگر ہم ان سے یہ سوال کریں تو کیا جواب دیں گے کہ اگر  
منہ سے پیدا ہونے والے کی شکل گول مول منہ کے مانند ہونی چاہیے تھی تو  
موجودہ قانون قدرت کے مطابق جس عضو سے تمام حیوانوں اور انسانوں کی  
پیدائش ہوتی ہے اسی کے ہم شکل جسم کیونکہ نہیں ہوتے۔ (اس سوال کو  
اور صاف کرنے کی ضرورت نہیں عقلمندانہ اشارہ کافی)۔

اس سوال کا جواب دینے کی کوشش پنڈت تلسی رام صاحب نے کی  
ہے چنانچہ وہ ہما سکریپکاش صفحہ ۱۰۱ کے آخر میں یون فرماتے ہیں۔ کیا یونی  
(رجم وغیرہ) سے پیدائش ہونے میں یونی اور پارا ان کارن (علت مادی)

ہے۔ کہ ادس کے مانند ہم شکل اولاد ہونے کا شک کرتے ہو۔ نہیں نہیں یونی  
 صرت پیدائش کا دروازہ ہے۔ اور زچہ کے جسم کا (اوپا دان کا زن اعلیٰ) تو  
 عضو عضو ہی جیسا کہ اوپر آپ خود لکھ چکے ہیں کہ  
 یعنی انگ (عضو عضو) سے تو پیدا ہوتا ہے۔

ناظرین! آپ اب پنڈت تلسی رام صاحب سے یہ سوال کریں کہ پھر یہی بات  
 دہان بھی کیوں نہیں لگا لیتے یونیون سچہ لیجئے کہ ادس پرش اپریشور یا وراٹ  
 کے منہ سے براہمن پیدا ہوا جیسا نہ منہ ادس براہمن کا اوپا دان کا زن (علیٰ) تو  
 نہیں ہے بلکہ وہ تو صرف ادس کے پیدائش کا دروازہ ہے اور ادس براہمن کی (جو  
 منہ سے پیدا ہوا) علیٰ نامی تو ادس پرش کا عضو عضو ہے۔ اسی طرح کشتیہ بازو  
 سے محض نکل پڑا ورنہ وہ ہی تمام جسم کے عضو عضو سے بنا یا گیا تھا علیٰ بذالقیاس  
 اب پنڈت تلسی رام صاحب کو چاہئے کہ وہ کوئی اور دلیل گڑہیں۔ ہمارا خیال  
 ہے کہ اگر ان کی مذکورہ بالا دلیل سوامی جی کو یاد آجاتی تو شاید وہ اس کو ادس پرش  
 سترمین بھی گھٹا کر منہ سے پیدا ہونے والے کو گول مول و خیرہ ہونے کا اعتراض  
 نہ تحریر کرتے۔ خیر۔ اب بھی اگر ار یہ صاحبان اس فضول اعتراض کو مستیار تھے  
 پرکاش کے اندر سے نکال دیوین تو غنیمت ہو ورنہ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ  
 یہ ایک ایسی پوچ بات ہے کہ ان کے مخالفین اس کی تردید کرتے ہوئے الہامی  
 جواب ایسے مزاقیہ طور پر دیتے ہیں کہ ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اگرچہ یہ ہمارا کام  
 نہیں ہے کہ شائستگی سے باہر قدم بڑھنے دین لیکن ہمارے مزاق کے  
 لوگ زیادہ ہیں جو اصول کی چہان بین کے بہ نسبت ہنس مزاق اور مضحکہ کے  
 ذریعہ آریوں کو شرمندہ کرنا زیادہ باعث دل چسپی سمجھتے ہیں اس لئے ہم  
 ان کو نیک نیتی اور دوستی سے یہ صلاح دیتے ہیں کہ وہ بے حیالی کا برقعہ پہن  
 لینے کے بجائے اگر سچائی کو قبول کرنے اور غلطیوں کو ترک کرنے کے اصول پر  
 عمل کرنا شروع کر دیوین تو زیادہ بہتر و مناسب ہو گا۔

## نمبر ۸

تم بھاسکر نے منو کے حوالہ سے یہ ظاہر کیا کہ شودر کے نزدیک بیٹھ کر زید پڑھنا منع کیا گیا ہے جس سے پیدائشی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کا جواب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۸ کے آخر میں یوں دیا گیا ہے۔

”در شودر کے پاس بیٹھ کر وید نہ پڑھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس علمدہ علمدہ بنایا ہے۔ شودر شودرون میں بیٹھیں۔ برہمن و جیرہ اپنے ہی جماعت میں بیٹھ کر پڑھیں۔ یہ نیز بتے کا قاعدہ ہے۔ ذات یا ورن کی فضیلت پیدائشی یا فعال وغیرہ سے اس میں بیان نہیں ہوئی۔“

بہشت نسسی رام جی مہاراج! آپ کی بات اگر ٹھیک ہوتی تو منو سمرتی میں جہاں یہ درج ہے کہ شودر کے پاس بیٹھ کر وید نہ پڑھے وہاں لکے بجائے یوں ہونا چاہئے تھا کہ شودرون کی جماعت علمدہ رہے برہمنوں کی علمدہ۔ کشتریوں کی علمدہ اور ویشوں کی علمدہ۔ لیکن وہاں تو دراصل منو مہاراج کی یہ منشا، صاف اور کھلے لفظوں میں موجود ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ چونکہ شودر کو وید دینے محروم رکھا گیا ہے پس اس کے پاس بیٹھ کر برہمن وغیرہ ویدون کو نہ پڑھیں تاکہ کہیں ویدون کے افغانہ اس کے کاؤن کو پاک نہ کر دیوں۔

निषेकादिश्मशानान्तो मन्त्रैरेवोदितो विधिः ।

तस्य शास्त्रेऽधिकारोऽस्मिन् ज्ञेयो नाऽन्यस्य कस्यचित् ॥  
मनु० अ० २ सू० १६

اس منو کے منہجک پڑ کے حوالہ سے تم بھاسکر نے کچھ اعتراض کیا جس کے جواب میں پیٹ تلمسی رام جی مہاراج بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۱۶ سطر ۱۵ پر یوں فرماتے ہیں کہ اس میں بھی پیدائشی یا فعال والے فضیلت کا ذکر نہیں ہے بلکہ منو مہاراج اپنی کتاب منو سمرتی کے پڑھنے کا استحقاق اس شخص کو دیتے ہیں جس کے سنسکار پیدائش سے موت تک ہوتے ہوں۔ دوسرے ایرے



## عجروں کو نہیں

لیکن دوسرے ایر۔ غیر سے کون ہیں جو جن کو منو بہار۔ ن پنی منو سمرتی  
 چھوٹے بھی نہیں دینا چاہتے واضح ہو کہ پیدائش سے موت تک بولنا سنسکا۔  
 باقاعدہ طور پر کیا جانا شاستروں میں لکھا ہے وہ۔ ف دیجون ر براہمن  
 کشتریہ دیشہ کے لئے ہی مخصوص ہیں۔ شوروں کے لئے کوئی پابندی  
 نہیں کہتی اور نہ ان کو وید منتر پڑھنے کی اجازت دی گئی اور ان ہر ایک  
 سنسکاروں میں وید منتروں کی ضرورت سے ایسے بیان ان شوروں کو وید  
 پڑھنے کی ممانعت ہے وہ ان منوماران واپنی سمرتی بھی پڑھنے کا مستحق  
 نہیں سمجھتے۔ اب کیا یہ شلوک پیدائشی نصیحت کو نہیں ثابت کر رہا ہے۔ گرتو  
 مہاراج، اعمال اوساف اور خاصیت کی حمد کی۔ دوران کی نصیحت مانتے ہوتے تو  
 اس شلوک میں وہ یوں فرماتے کہ تو شخص اچھا ہے۔ بہن وغیرہ یا شور بھی ہو  
 اچھے اعمال والا ہو وہ اس سمرتی کو پڑھنے کا مستحق ہو۔ لیکن منو مہاراج تو یوں  
 فرما رہے ہیں جس کے سنسکار حمل سے ہی باقاعدہ ہوتے ہوں (کیا معنی کہ وہ  
 پیدائشی طور پر براہمن وغیرہ ہو وہ ہی اس سمرتی کو پڑھنے کا مستحق ہے۔  
 پنڈت تلسی رام ہی مہاراج اہلایہ تو بتلے کہ وہ ایر سے غیرت کون ہیں۔  
 کیا شوروں کے سوا آپ کہتے ہیں اور ان کے لئے ایک سکتے ہیں جو پھر بھلا جب  
 ان کو منو سمرتی تک بھی پڑھنے سے روکا جاتا ہے تو یہ دن کی کیا بات ہے ان  
 کے تو شاید نہیں درشن بھی نہ ہو سنے دیون کے۔ اور کیا آپ کا یہ کہنا کہ یہاں  
 جنم و کرم کا کوئی ذکر نہیں ہے تا وہ فہم کو غماض میں ڈالنا ہی نہیں ہے۔  
 یہ شلوک تو پورا پورا پیدائشی نصیحت پر تلمیح ہے۔ کیونکہ حمل سے ہی وید منتر  
 سنسکار دیجون ہی نے کھروں میں سے جاتے ہیں شوروں کے بیان نہیں

مفسر

ترجما کر کا یہ اعتراض ہے کہ "نصت فعل خاصیت کے موافق ورن کی

ذخایات ماننے سے یہ خرابی واقع ہوگی کہ باپ کے دھن دولت کا حق وراثت و اولاد کو نہ پہونچے گا۔

اس کا جواب بھاسکر پکاش صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۵ پر پنڈت تلسی رام صاحب یوں دیتے ہیں :-

”اب بھی تو عیسائی مسلمان وغیرہ ہو جانے پر حق وراثت سے علیحدگی ہوتی ہی ہے۔ بادشاہی قانون ہو جانے پر کچھ خرابی نہ ہوگی۔“

ناظرین! کیا اب پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ منشا ہے کہ جس طرح کوئی ہندو یا اگر یہ عیسائی مسلمان ہو جانے کے باعث اپنے باپ دادا کے جائدادوں سے محروم ہو جایا کرتے ہیں اسی طرح اس دیانندی فلاسفی کے عملی جامہ پہنایا جائے تمام ملک اپنی جائدادیں کھودیا کریں۔ وہ ایسے تو بری تدبیر و صلاح دے رہے ہیں۔ عیسائی مسلمان بننے والوں کو تو دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ گرو و دیوتاؤں کی پرستش وغیرہ و بیات باتوں سے نکل کر محض ایک و صرف ایک پریشور کے شرمن میں جانے ہیں پس اس سچائی کے منہ بدین اگر دنیاوی اشیاء دھن دولت جائداد سے ہم بے دخل ہوتے ہیں تو پروردگار ہمیں نہیں دینا دیانندی فلاسفی میں تو ترمغ سے آئینہ عکس ہوتا ہے نظر آتا ہے اور جو فراتے ہیں کہ بادشاہی قانون ہو جانے پر چھ زبل نہ ہوگی پس چونکہ شرع منہ مہاراج نے اپنی سمرتی میں جائدادوں کی تقسیم وغیرہ دیگر ضروری و بدانتین بھی درج کر دی ہیں جن کو ہم قانون موافق و دیوانی کہہ سکتے ہیں ہذا پنڈت تلسی رام صاحب خود شائع کردہ منو سمرتی میں سے ہی جسے قواعد نکال کر نظام کر رہے ہیں جو اس دیانندی فلاسفی کے موافق ہو۔

ہاں! ایک یہ بھی نہ بڑا ست ثبوت سوامی جی کے خلاف موجود ہے کہ اگر یہ دون کی یہ منشا رہوتی کہ ایک شور کالڈ کا عالم فاضل ہونے پر ویشہ اور ویشہ والا ان شریک نہ گنہگار بن سکتا ہے تو یہ دون کے موافق تمام ضروری

ہدایتوں کو ظاہر کرنے والے منو مہاراج صرف پیدائشی لحاظ سے جائز ہون کی تقسیم  
 نہ کرتے بلکہ مذکورہ بالا سند کا خیال دیکھتے لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ جبکہ منو  
 مہاراج نے ایک شلوک بھی اس مطلب کا نہیں درج کیا کہ اگر شوہر کا دل کا براہین  
 و سان میں تبدیل ہو جاوے تو وہ اپنے اصل باپ کے جائداد کا وارث ہو جائیگا  
 باپ جس کے یہاں وہ اب جاگوارا کے جائداد کا یاد و لون میں سے تھو بھورا  
 حاصل کرے وغیرہ تاہم بھی سوامی جی اس قدر میں مانی کیونکر چلا رہے ہیں۔ بھراؤ کے  
 چیلے صاحبان اور بھی آفت کر رہے ہیں۔

لرخصت فعل کی نسبت ماننا اور اس پر عمل کرنا پسندی اور تنہا بندہ نسل  
 کی ترقی کا خاص ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن سو سمرتی یا دید و نہن میں یہی باتیں نہیں مانی  
 جاتیں تو لکھنے میں کرتے ہیں وہ سب سے کیا معنی براری ہو سکتی ہے؟  
 بہت صاف طور پر آریہ صاحبان یوں اقرار کر لیں کہ بھائی! پاسبان نو عمری  
 سے غلام ہو اور یہ سب دید و نہن سے خلاف ہو جاوے ہو کہ ہم تو اسی پر کار بند  
 ہوتے کیونکہ عقلی و ذہنی سب باتیں ہی میں بھلائی کی صورت نظر آتی ہے اور  
 ہم نظیر بھی دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان عیسائیوں وغیرہ دیگر قوموں میں ایسی ہی  
 نام و نشان کے نہیں ہیں بلکہ اس ان قوموں کی حالت اس لحاظ سے ہم سے  
 بہتر ہے وغیرہ۔ تو بھائی! یہاں سے کہ چند آریہ صاحبان پر کوئی عیسائی مسلمان  
 اعتراض کرے گا اور نہ سناتنی صاحبان کو ہی موقع رہ جائے گا کہ ان پر کسی طرح  
 کا حرف لاسکے۔ لیکن تاہم بنادہ اس مفید اور سیدھی سادی بات کو  
 بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے تو زندگی کا مقصد  
 صرف تمام دنیا کے مذہبوں سے جھڑانا ساد کرنا سمجھ رکھا ہے۔  
 اسے سوا وہ اسی قسم کی عقولیت سے تو کام لینا ہی نہیں جانتے۔

انجیر ۱۱

سوامی جی دوستیار تھ پر کاش صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۲ یوں فرماتے ہیں ۱۱۳



धर्म चयेया जघन्यो वरौः पूर्वे पूर्वे वरौमापद्यते जति  
 परित्तौ ॥ १ ॥ अर्धमे चयेया पूर्वौ वरौ जघन्यं वरौमापद्यते -  
 जति परित्तौ ॥ २ ॥

یہ ایستوب کے سورین اور ہم پر چلنے سے ادنیٰ ورن اپنے سے اعلیٰ ورن  
 کو حاصل کرتا ہے اور وہ اسی ورن میں لٹا جاوے کہ جس کے لائق ہو۔ (۱)  
 ویسے اور ہم پر چلنے سے اعلیٰ ورن والا انسان اپنے ادنیٰ ورن کو حاصل کرتا ہے  
 اور اس ورن میں گناہاں جاسے۔ (۲)

اس کی تردید میں کسی شدت نہ لے کر شاد صاحب نے اپنی کتاب تمہاجا سک  
 صفحہ ۹ سطر ۱۲ پر لکھا ہے کہ یہ ہے۔ اور ایستوب سوتر کا بھی یہ ارتھ ہی ہے کہ یہ  
 انسان افضل فعل کرے اور دوسرے جنم میں (یعنی مرنے کے بعد جب دوبارہ پیدا  
 ہو تب) موجودہ ورن میں افضل ورن میں سلسلہ وار ترقی کرتا چلا جائے۔  
 اور اگر افضل ورن نہ لے لے گا تو دوسرے جنم میں موجودہ کی بہ نسبت  
 ذلیل ہوتا چلا جائے۔ (۳)

اس کا جواب شدت تلخی سے صاحب نے صرف یہ دیا ہے کہ: "اس کا  
 مطلب اگر دوسرے جنم میں نیچے ورن میں پیدا ہونے کا ہے تو جو لوگ اس جنم میں  
 عیسائی مسلمان ہو جاتے ہیں ان کو پست گرا ہوا) نہ ہونا چاہئے کیونکہ آپ  
 اور ہم یا دھرم کو کئے جنم میں چل دیئے والا سمجھتے ہیں۔" لیکن اس کا جواب ہمیں  
 تمہاجا سکری کے صفحہ ۱۱ پر مل جاتا ہے جس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ساتھی  
 صاحبان آریوں کے مانند عیسائی مسلمان ہو جاتے والوں کو اس قدر نفرت کی نگاہ  
 سے نہیں دیکھتے اور ہمارے تو خیال یہ ہے کہ اگر آریہ سلج کا وجود نہ ہوتا تو آج ہم  
 مسلمانوں اور ہندوؤں کو بھائی بھائی کے ہی مانند گلے ملتے ہوئے دیکھتے۔  
 جن ہندوؤں نے بوڈھ لوگوں کو بھی دوست بنا لیا حالانکہ بدھ مہاراج نے  
 ہندوئزم کی جڑ پر ٹیچ کر اس پر کلہاڑا چلا یا اتحاد ہندو قوم مسلمانوں سے

کیونکہ دشمنی کرنے لگی تھی جن کا تعلق اس کے ساتھ اب چوٹی واسن کا ساتھ ثابت ہو رہا ہے۔ خیر۔ وہ عبارت تھرعباسکر کی حسب ذیل ہے "عیسائی مسلمان ہونے کا فیصلہ سنئے۔ کہ جو کوئی عیسائی یا مسلمان ہو جاتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ کرنے سے شریفیوں کے (ہندوؤں کے) مجمع سے باہر ہو جاتا ہے۔ اوس کو ہم برہمن وغیرہ کچھ اسوجہ سے نہیں کہتے کہ اے الفاظ پیداہشی قومیت پر مایہ نہیں ہوتے بلکہ جس طرح کبیر کے ماننے والے کہیے مینتھی۔ دائیے ماننے والے دوو پنتھی۔ نانک کے ماننے والے نانک پنتھی۔ تھما سے مت والے دیا سندی کہلاتے ہیں ان کو کوئی برہمن وغیرہ نہیں کہتا چاہے اسے کسی ورن کے ہوں لیکن جب وہ اپنی برادری میں آتے ہیں تو ان کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ تو کرتے ہیں اور خوشی سے مئے جلتے ہیں لیکن جب وہ مسلمان عیسائیوں کے ساتھ کھاپی لیتے ہیں تو ان کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ تعلقات ترک کر دیتے ہیں۔ لیکن اوس کی برہمن وغیرہ قومیت تاہم بھی دور نہیں ہوتی جب وہ اپنی اسکی صورت دیکھتا ہے توڑا کہتا ہے کہ یہ وہ ہی برہمن کشتریہ یا ویشہ ہے اب عیسائی ہو گیا ہے۔ پس اگرچہ مذہب کی تبدیلی ہو گئی لیکن اوس کی ذات تو اوس کے آخری نام تک اوس کے جسم سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ اوس کو بھی ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ میں فلان ذات کا ہوں اب عیسائی یا مسلمان ہو گیا ہوں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اولادوں تک کے بھی یہ پیچھے لگی رہتی ہے کہ یہ فلان شخص کا بیٹا ہے جو کشتریہ یا ویشہ سے عیسائی ہوا تھا۔ ایک جگہ نامی شخص ویشہ عیسائی ہو گیا ہے اس سے میری گفتگو ہوئی تھی پس معلوم ہوا کہ اوس کے دل میں اب تک بھی یہ بات سمائی ہے کہ میں ذات سے ویشہ ہوں اور جو لوگ اوسے دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ وہ ہی ویشہ ہے۔ اس کا ویشہ ہونا تمام زندگی بنا رہے گا۔ قومیت یعنی ذات کا مخدور نہ ہو گا۔"

سوامی جی رد دستیا رتھ پر کاش صفحہ ۱۱ سطر ۲۲ پر یوں فرماتے ہیں :-  
 جس جس مرد میں جس جس ورن کے اوصاف اعمال ہوں اُس ورن کا اُس کو  
 اختیار دیتا۔ ایسی آئین۔ کہنے سے سب لوگوں کو ترقی کی رغبت بنی رہتی ہے  
 یہ کہ اسی ورن میں جن جن ہوگا کہ لڑ پھر رہی اولاد جہالت وغیرہ عیب والی ہوگی تو  
 شوہر رہو جا بھئی اور اولاد بھی ترقی رہے گی کہ اگر ہم مذکورہ پال چلن اور علم والے  
 نہ ہوں۔ تو شوہر ہونا پڑے گا اور بیچ ورن کا اسی ورن ہونے کے لئے مصلح  
 رہے گا۔

نفاذ میں یہ سو می جی کہتے ہیں عقل کی بات لیکن مسوس جی ہے کہ نہ تو ان کی  
 اس سے منہ ہمارا ج متفق نہ آتے ہیں ورنہ قدیم سے قدیم آریوں کے کوئی  
 ورن نہ تھا نہ ان کی زبان میں نہ ملتا ہے۔ عنذیک سنسکرت زبان کی ادنیٰ سے  
 اعلیٰ تک تمام کتابیں سو می جی کے اس نواسیاد مسلد سے خلاف ہدایتوں سے  
 پریشان۔ ان کو جو کہی جی بہادر شہید یا اب آریہ سماجیان صاف لفظوں میں یہ  
 قرار لکھوں کہ ہم اس کے آگے ان کی باتیں ان کے سامنے نہیں۔ وہ زمانہ اور  
 تھا۔ اب وہ بڑی بات ہے۔ اب وہ دنیا نویسی یا مین راج نہیں رہ  
 سکتا۔ یہ کہ ان سے سرگرم کی منتزعی اور نقصانات میں اس لئے ہم ان منو  
 ویرہ کی۔ دین نہ تھا جی یہ وہ نہ لڑتے ہوئے بوکچہ زمانہ کے لحاظ سے مناسب  
 سمجھتے ہیں ان کو۔ سچ یا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وغیرہ تو ایسا کرنے سے  
 ہاں آریہ سماج پر کوئی ان کا مخالفت اعتراض نہ کر سکتا وہاں وہ اپنے دھن میں  
 کسی حد تک کامیاب ہی ہو جائے مگر وہ تو پست ہیں کہ عوام کے آنکھوں میں حصول  
 دال کا بیان حاصل ہیں۔ وہ ہندوؤں کو یہ بتلاتے ہیں کہ قدیم آریوں میں ذات  
 مات کی یہی بدش نہ تھی جیسی کہ جکل ان میں دیکھی جاتی ہے اور ان خود غرض  
 براجمنوان نے اپنے مطلب ہماری مکے سے خود سب سے بڑے اور سمجھوں  
 کو چھوٹا بنا کر مال مارنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ان باتوں کو وہ لوگ تو



یقین کر لیتے ہیں جو سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں لیکن سنسکرت وار صاحبان کی آنکھوں کے سامنے یہ تمام باتیں روشن ہیں پھر بھلا وہ کب ماں سے ہیں ہیں وجہ ہے کہ ورن بیوستھا کے متعلق آریہ سماج کو نہ تو کامیابی ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔

ناظرین! سوامی جی اس قدر گھوم پھر کر جس نتیجہ پر آ رہے ہیں وہ وہی ہے جو اسلام میں ہزار ہا سال سے برتا جا رہا ہے یعنی یہ کہ مسلمان میں جو شخص علم الہی سے واقف اور نیک چلن وغیرہ ہوتا ہے وہ مولوی رہتا ہے سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح دیگر ورن بھی ہر ایک شخص کی ذاتی لیاقت پر فیصلہ ہوتے ہیں۔ پھر ہم سید طرح اسلام ہی میں کیوں نہ جا داخل ہوں یا اسلام کی پوری نقل کیوں نہ کر۔ یہ صاحبان اوتار لیوں۔

### نمبر ۱۳

اردو سنیارتھ پر کاش معنی ۱۱۵ سطر پر پچھہ ایسی باتیں سوامی جی نے تحریر فرمائی ہیں جو دنیا کی کسی قوم میں نہ آجکل دیکھی جاتی ہیں نہ کہہ دین کی گشتہ زمانہ میں ہی تائید بھی طور پر ثابت ہوتی ہیں۔ وہ عبارت سوامی جی کی ہلکم کا ست ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

”اس سے کیا ثابت ہوا کہ اس طرح ہوتے سے سب ورن اپنے اپنے صنف عمل اور فطرت رکھتے ہوئے پائیز کی کے ساتھ رہتے ہیں جیسے براہمن خاندان میں کوئی شخص جو کشتریہ دیش اور شودر کی مانند ہو نہیں رہتا۔ ورن کشتریہ دیش نیز شودر ورن شدہ (پاک) رہتے ہیں یعنی ورن لون کی خدمت میں نہیں ہوگی۔ اس سے کسی ورن کی مذمت یا ناقابلیت بھی نہ ہوگی۔“

(۳۳) سوال اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو وہ دوسرے ورن میں داخل ہو جائے تو اس کے مان باپ کی خدمت کون کرے گا۔ اور قطع نسل بھی ہو جائیگی۔ اس کا کیا انتظام ہونا چاہیے۔ (جواب) نہ کسی کی خدمت میں

مہرج اور نہ قطع نسل ہوگی کیونکہ ان کو اپنے لڑکے لڑکیوں کے بدلے اپنے ورثے کے  
 لایق دوسری اولاد دیا سبھا رملی انجمن ہریان سبھا (شاہی انجمن یا پارلیامنٹ) کے  
 انتظام سے تھی۔ اس لئے کچھ بھی بد انتظامی نہ ہوگی۔ (۱۳۴۷ء) یہ اوصاف اعمال  
 کے مطابق ورثوں کی ہوسٹھا لڑکیوں کی سولہویں برس اور مردوں کی پچیسویں  
 برس کے امتحان میں مقرر کرنی چاہئے اور سی طریقہ سے یعنی براہمن ورثوں کا  
 برہمنی کشتہ می ورثوں کا کشتہ رنی۔ ویش ورثوں کا ویش عورت اور شودر ورثوں کا  
 شودر عورت کے ساتھ بیاہ ہونا چاہئے تب ہی اپنے اپنے ورثوں کے کام اور باہم  
 نسبت بھی ٹھیک ٹھیک رہے گی۔

ناظرین! اوپر کی لکیر شدہ بات کو بھراخور پڑھ لیوں اور تب اسپر ویا کریں  
 و حقیقت حال سے واقفیت ہو جائیگی سو می جی کی زبان پر جو ہدایت ہے اسکو  
 بھی تک عام ہے۔ یہ سماجیوں نے بھی نہیں سمجھا پایا ہے۔ اپنے سوامی دیانند سہوٹی  
 مہاسنج یہ چاہتے ہیں کہ ایسے مدرسے قائم ہوں جو شہر سے باہر ہو اگرچہ زبان پر  
 طالب علم پڑھیں بھی اور وہاں ہی جا کر پڑھیں بھی کریں (مانند پورڈنگ ہاؤس وغیرہ  
 کے)۔ ایسے مدرسوں کو ہی گوروکل کہا جاتا ہے (جس کا ایک نمونہ ابھی حال میں  
 ہمدوار کے نزدیک کاگڑی میں دوسرا سکندر آباد ضلع بلند شہر میں اور تیسرا ایداون  
 میں قائم ہوا ہے) پس پیدائشی براہمن کشتہ یہ ویشہ ور شودر ورثوں کے لڑکے  
 اس گوروکل میں ۱۰ آٹھ سال کی عمر میں داخل ہو جایا کریں اور کم از کم ۲۴ سال  
 کی عمر تک وہاں رہا کریں۔ بعدہ جب وہ ۲۴ سال کے جوان ہو جاویں تو اسوقت  
 آخری امتحان ان کے لیاقت کا لیا جایا کرے اور ممکن مداحبان رجن کا مجموعہ  
 دو یا سبھا۔ راج سبھا اور دہرم سبھا یعنی مذہبی۔ علمی اور شاہی پارلیامنٹ ہو کر  
 ان طبقات کی لیاقت کا اندازہ لگا کر یہ بھی فیصلہ کیا کریں کہ آیا وہ اب براہمن ورثوں کے  
 لایق ثابت ہو گیا ہے۔ یا کشتہ یہ ویشہ خواہ شودر ورثوں میں داخل ہونے  
 لایق ہے۔ پس فرض کرو کہ اس گوروکل میں دیوت براہمن۔ بہت سنگا کشتہ

کان جی دیشہ اور کالی داس شودر پڑتے تھے اور اب امتحان ہونے پر ان کے  
 نیاقت اور صفت فعل خاصیت کے مطابق ممتحن صاحبان نے یوں فیصلہ کیا کہ وہ  
 دیودت اب کشتریہ ثابت ہو گیا۔ ہمت سنگھ دیشہ ثابت ہو۔ کان جی شودر ثابت  
 ہوا اور کالی داس اس قدر لائق فائق ہوا کہ وہ براہمن ثابت ہو گیا تو اب سوامی  
 جی کی منشا یہ ہے کہ اب جبکہ ان سب کو گور و کل کے جانب سے اپنے گھر دن کو  
 واپس جانے کی آزادی دی جاتی ہے تو وہ دیودت اسٹہ براہمن مان اب کے  
 عمر کو نہ روانہ کیا جاوے بلکہ چونکہ یہ کشتریہ ثابت ہوا ہے اس لیے اس کو ہمت سنگھ  
 کشتری کے ولدین کے ساتھ کیا جائے۔ اور اس سے یہ سمجھا دیا جائے کہ اس کے  
 فرزند صاحب اب اس لائق نہ رہ گئے۔ ان کے پاس والہن سےجے باسکین اور کھچ  
 وہ ہمت سنگھ اب دیشہ ثابت ہونے کے باعث کان جی کے گھر میں نہ رہے گا  
 قابض ہو۔ اور کان جی دیشہ اب شودر ثابت ہونے پر اس کا لائی داس کے  
 مان باپ کے خدمت میں جاخاؤ۔ اور وہ کان داس براہمن ثابت ہو جانے کے  
 باعث اب دیودت براہمن نہ رہے گا۔

ناظرین! اب آپ نے سمجھا کر سوامی جی کی قسم کا دل میں سو سنبھال کرنا چاہیے  
 میں نے کیا آپ نے اس قسم کی بات کہ کسی قوم یا مذہب کی ویکی شنی ہے؟  
 جہاں تک ہمارے علم کا کرم کرتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تو مو جو وہ۔ یہ قوم غلط ہستی پر جو  
 ہے اور نہ آثار آفرین کے کچھ نہ کسی ایک کو نہ اس قوم میں نظر آتی ہے جس میں  
 اس قسم کا رواج رہا ہو کہ ان کی اوروں میں پس میں تہیں رہا یا کرتی ہیں۔  
 اور نہ ہم قدیم سے قدیم آریوں میں ایسی کوئی بات پائے ہیں۔

بھلا سوامی جی سنے یہ کسی نے سوچا کہ یہ بات بالکل قانونی قدرت سے خارج  
 کبھی جاری ہو بھی سکتی ہے کیا وہ دیودت براہمن کی مان ہو اس انتظار میں دن  
 گز رہی تھی کہ میرا بیٹا مدرسہ سے عالم فاضل بن کر آئے گا۔ اب بت ہو رہی ہے  
 ہونا اب یہ دیکھ کر کہ اس کا پیرا بیٹا تو نہیں ہے بلکہ ایک سڑک لڑکھا



اوس کے عیوض میں اگر مکان میں داخل ہونے کو تیار سے کہی اس بات کو برداشت کرے گی کیا وہ اوس اپنے لاڈلے کے رنج و غم میں رو کر اپنی سنگھین نہ کھو بیو گی؟ ناظرین! ہم تو دنیا میں یہ حالت دیکھتے ہیں کہ والدین اپنے بچوں ہی کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور وہ بھی مجبور اس لئے ہیں کہ یہ ایک قدرتی قانون ہی کہ ہر ایک کو اپنے ہی اولاد سے خاص محبت ہوا کرتی ہے چنانچہ اگر کسی جاہل لڑکے کے والدین سے کہا جاوے کہ جناب! آپ اپنے جاہل لڑکے کو ایک ریجیویٹ ذہن خوبصورت سبب خصلت لڑکے کے ساتھ اگر تبادلو کرنا چاہیں تو خاکسار آپ کے لئے ایسا تمام کرنے کو تیار ہے۔ تو پھر دیکھئے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ ضرور وہ یہی جواب دینے کہ نہیں جہاں ہمارا جاہل بد صورت لند ذہن بد چلن لڑکا ہی ہمارا تخت جگر ہے یہی ہم چاہتے ہیں وغیرہ۔ اور اگر آریہ صاحبان کو اس بات پر یقین نہیں ہے تو ان کو لازم ہے کہ اپنے مہرشی کی اس عجیب و غریب ہدایت خود ہی عمل کرنا شروع کر دیں اور دیکھیں کہ آیا یہ ہدایت کس قدر ناقابل عمل ہے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اسنیاسی ستھے ان کو اس سارہ میں تو کچھ ذاتی تجربہ تھا نہیں پس انسٹ سنٹ جو خیال میں لکھا لکھ گئے لیکن اب ان کی تحریر آریون کے لئے کلام آہی سے بڑھ کر ہو رہی ہے۔

ان آریہ صاحبان کو یہ نوٹ کر لینا چاہئے کہ ان کے مہرشی نے اس بات کو خاص اپنے دماغ سے گڑھا ہے۔ کیونکہ نہ تو اس اولاد ہدی کا کہیں منو سمرتی میں پتہ ہے اور نہ سنسکرت کی تمام دیگر کتابوں میں ان باتوں کا کہیں نشان و گمان ہے۔ ان اگر ویدوں میں یہ تعلیم ہو اور وہ بھی کسی ایسے کو نے میں پوشیدہ پڑی ہو کہ ویدوں کے بڑے بڑے مفسر و عالم فاضل دیاس کرشن سنو اور پرہاس وغیرہ کو بھی پتہ نہ لگا اور اسقدر غصہ و راز کے بعد اب دیانند کو ہی اس کا پتہ مل گیا ہو تو بات دوسری ہے ناظرین! آپ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی باتوں کو ویدوں شاسترو کا لب لباب سمجھ کر کرنے والوں سے کہئے کہ اگر ان کو اپنے اصولوں پر مجبور ہے

اور یقین ہے کہ سوامی جی نے ضرور کسی نہ کسی مستند کتاب میں ایسی باتیں دیکھی ہوں گی  
ورنہ وہ ہرگز نہ لکھتے۔ تو آپ ان سے کہئے کہ وہ حسب ذیل فقروں — ستراوت  
عبارت ویدوں شاستروں وغیرہ خود تسلیم کروہ مستند گرتھوں میں دیکھلاؤ۔  
(۱) اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو اور وہ دوسرے ورن میں داخل ہو جائے  
تو ان کو اپنے لڑکے لڑکیوں کے بدلے اپنے ورن کے لائق دوسرے اولاد دیا سہا  
اور راج سہا کے انتظام سے ملے گی۔

(۲) یہ اوصاف و اعمال کے مطابق ورنوں کی بہو سہا لڑکیوں کی سولہویں  
برس اور مردوں کی پچیسویں برس کے ستیان میں مقرر کرنی چاہئے۔  
ناظرین! ان دو فقروں کے موافق پرمان تلاش کرنے والوں کو چونکہ محنت  
و جانفشانی اور ٹھکانی پڑیگی پس آپ ان کو مطلع کر دیوین کہ اگر وہ اپنے دھن میں  
کامیاب ہو گئے تو ان کو اپنے مہرشی کی ایجاد کردہ مسئلہ کے موافق جو بہجات  
مل جائے گا کریڈٹ Credit حاصل ہونے کے علاوہ مبلغ  
ایک ہزار روپیہ انعام خاکسار کی جانب سے دیا جائیگا۔ (بقیہ شرائط انعام  
کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷۱)۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ اعتراض ہمارے رسالہ ترک ویدیزم میں کیا گیا تھا  
مگر اس کا جواب جو کہ تکذیب ترک ویدیزم بجانب مسٹر نارائن پرشاد صاحب  
مراد آبادی شایع ہوا ہے اس میں اس دسویں اعتراض کا مطلق بھی جواب  
نہیں دیا گیا پس اس خاموشی سے بھی ثابت ہے کہ آریوں کے پاس اس  
معتقول اعتراض کا خاک بھی جواب موجود نہیں ہے اور ہو بھی کہاں سے  
جبکہ صریحاً سوامی دیانند مہاراج اپنے دماغ کی گھڑنت کو ہی عوام میں  
شایع کر رہے ہیں۔

ناظرین! ہمیں نہایت تعجب اس بات پر ہے جو بات نہ تو آریوں کے  
ویدوں شاستروں میں موجود ہے نہ ہندوؤں (سناتنیوں) کے پرائوں وغیرہ

میں کہیں درج ہے اور نہ جس کا کسی قدیم سے قدیم یا می سے نئی انتہا اس (تو اس) میں پتہ ملتا ہے اور نہ ہی جس کا شان و گمان عیسائیوں مسلمانوں کے یہاں پایا جاتا ہے نہ ہی دنیا کی کسی قوم و ملک کی ایرانی یا نئی کتابوں میں ایسے کسم و رواج کا کوئی ذکر پایا جاتا ہے ایسی بات کو معلوم نہیں کہ سو می دینا تندر کا و مانع کما سے

[illegible]

کتاب گنجینه یاقوتی در سیرت و مناقب ائمه اطهار  
القی او مرسله

— 100 —



# شادی کا بیان

نمبر ۱۔ سوامی و بانند۔ ہندی مہاراج اردو سنیہ۔ تھہر پرکاش سمن، ۱۰ سطر ۱۰  
فرماتے ہیں :-  
..... میں نے سب کا بیان اپنے سند چھوڑ کر دیون کے پرمان سے  
سب کام کیا کروں گیہو منو میں لکھا ہے۔

त्रिणि वर्षा राघुदेवसेत कुमाये अहं मतो सतो :  
उद्धं क कालादेवस्माद्विन्देत् सदृशं पतिम् ॥ म. १. १. १. १.  
ایکے جہیز آنے سے تین برس بعد اڑ کی خاوند کی کھون کرتے اور جو خاوند  
اپنے لایق ہو اس کو بیات اور آگے چکر سفر ۱۰۱ سطر، پر لکھا ہے :- ”اس سے ثابت  
ہو اگر مذکورہ بالا وقت سے پیشتر یا مخالف طبائع کا بیاد ہونا مناسب نہیں ہے  
تائدین ! سوامی بی نے بیان پر اپنی رائے کی تائید میں غلط حوالہ پیش کر کے  
عوام کو غلط دینا چاہا ہے۔ سوامی بی کی مٹا جو کہ بڑی کی عشر رب ۱۶ سال کی ہو  
جامعے فوتب اس کی شادی ہو کر ہے۔ اس بارہ میں ایک **अनघोडशा**  
حوالہ سوشروت نامی کتاب کا تو خیک دیا گیا ہے جو کہ ہم ویدیک (داکٹری)  
کی کتاب ہے۔ لیکن اگر منو سمرتی میں ایسی بات کہیں درج نہیں ہے تو کیا  
یہ دھوکا دہی نہیں ہے کہ کسی اور مضمون کی بات کو اپنے مطلب بڑا رہی کہہ لئے  
دوسرے مضمون میں پیش کر دیا ہے۔ اوپر سوامی جی نے لکھا تو یہ کہ وید کے  
پرمان سے سب کام کیا کروں گیہو منو میں حوالہ نہ دے کر منو سمرتی  
پر آئے۔ غیر۔ منو ہی سہی۔ مگر جس شلوک کے کی وہ منشا نہیں ہے جو سوامی جی

چاہتے ہیں۔ یعنی یہ منو کا بد ہی واکید (اجازت اور عام قاعدہ) نہیں ہے بلکہ آپت  
 میں استثنائاً حالتیں یا کسی صیبت کے زمانہ میں عمل کرنے والی باتیں ہیں۔ یعنی  
 منو کی یہ منشا ہے کہ وہ کسی شادی کرنا اوس کے مان باپ بھائی وغیرہ کے اختیار  
 میں ہے لیکن اگر بالفرض وہ لوگ اوس کے حیض کا زمانہ جانے پہنچے اوس کی  
 شادی نہ کر سکیں (چاہے اس وجہ سے کہ اوس کے لایق خاوند تلاش پر بھی نہ  
 ملا ہو یا نہ لگے اور وجہ ہو) تو ایسی حالت میں منو مہاراج یہ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکی  
 تین سال تک اس بات کی منتظر رہی کرے کہ اوس کے والدین وغیرہ شادی  
 کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن اگر حیض سے تین سال بھی گزر جائے اور تب تک بھی  
 اوس کے والدین اوس کی شادی نہ کریں تو ایسی حالت میں منو مہاراج یہ حالت  
 مجبوری اوس لڑکی کو ہی اجازت دیتے ہیں کہ وہ خود اپنے لئے خاوند تلاش کر لے  
 پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ (۱) منو کی منشا کے مطابق نہ تو لڑکیوں کو سواغ  
 حالت (مگر کورہ بانہ) کے خود اپنے مرضی سے خاوند کی تلاش کرنا لازم ہے (۲)  
 اور نہ یہ کہ وہ زیادہ عرصہ تک بلا شادی رہنے پاویں بلکہ حیض شدہ ہوتے ہی شادی  
 ہو جانی چاہئے۔

سوامی جی نے اس پر کے ترجمہ میں منو کے الفاظ انتظامی کر لے کو نظر انداز  
 کر دیا ہے جو کہ ایک بڑی بھاری مغالطہ ہے۔ افسوس کہ ایسے چال بازی  
 سے دنیا کی قوموں (عیسائی مسلمانوں وغیرہ) کے سامنے سوامی جی یہ دعویٰ ثابت  
 کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوں کے بچہ وہ رواج ہیں وہ قدیم آریوں میں نہ تھیں بلکہ  
 ان کے تنزل کے زمانہ میں ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں۔ اگر سوامی جی کو ہندوؤں کے  
 کم سن کی شادی کا رواج برا معلوم ہوا اور اہل یورپ کی یہ بات پسند آئی کہ  
 لڑکی کے بالغ ہونے پر شادی ہونا لازم ہے اور اگر ہندوں نے یعنی آریوں کے  
 قدیم سے قدیم کتابوں میں بھی کم سن کی شادی کا ہی ذکر ملتا ہے تو انصاف اور  
 معقولیت کی تو یہ بات تھی کہ وہ صاف اقرار کر لیتے کہ آریوں کے بزرگوں

میں تھان فلان بات کی کمی تھی اور اب دیگر قوموں سے ان باتوں کو انہیں نقل کر لینا لازم ہے۔ لیکن ایسا نہ کر کے وہ ہر ایک بات میں مسلمانوں کی بی بیوں کی بے حرکات وغیرہ کو بیوقوف ثابت کرتے ہوئے خود اپنے قدیم بزرگوں کے معلومات بھرات اور علموں کی ان پر فوقیت ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر یہ باتیں اسی وقت تک رہ سکتی ہیں جب تک کہ سائنس و فلسفہ انہیں حاصل کی جاتی۔

ناظرین! شاید اوپر کے شلوک کے بارہ میں بھی اس بات کو کہ وہ ثابت و ہرم کا شلوک ہی آریہ صاحبان نے تسلیم کریں اس لئے ان کے ہی معزز ہندو صاحب کی سند پیش کی جاتی ہے۔

مگر بھاسکر نے منو سمرتی کے ۹ وین ۱۰۴ کا ۱۰۴ ان شلوک پیش کر کے ۱۱ سالہ لڑکی کی شادی ثابت کرنی چاہی جس کی تردید کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب اپنی بھاسکر پر کاش صفحہ ۷۷، سطر آخری میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

کیونکہ اس لوہین اوحیا کے ۵۶ وین شلوک میں کہہ آئے ہیں۔۔۔

अतः परं प्रवक्ष्यामि योषितां विवाहमाप्तिं ॥ ५० ॥  
 یعنی اب اس سے آگے آیت کال (مصیبت کے زمانہ) میں عورتوں کا وہم کہتے ہیں۔ چنانچہ ۵۶ وین شلوک سے بیکر اس ۵۴ وین شلوک تک نیوگ اور روپیہ دے کر لڑکی لینے کا بیان کرتے ہوئے یہاں شادی کی عمر بھی آیت کال (مصیبت کے زمانہ) کے لئے کہی گئی ہے۔

ناظرین! اوپر کے اقتباس سے منور ہونے سے لکھنے تک آیت کال کا وہم ثابت ہو رہا ہے مگر شلوک متن زعم فیہ لکھا ہے اب کھنڈت تلسی رام صاحب کی رائے کے مطابق بھی یہ شلوک بدیہی و اکیہ نہیں ہے بلکہ آیت کال کا وہم ہے یہ بات ثابت ہو گئی یا نہیں۔ پس اب آپ آریہ صاحبان سے کہئے کہ وہ لڑکیوں کے کم سنی کی شادی روکنے کے لئے کوئی اور حوالہ منو کا تلاش کریں مرنہ سناتی صاحبان کی فتح ہندو سوامی جی کی مغالطہ ہی اب خوب روشن رہی ہوگی



اور اگر اسے پر بھی تسلی نہ ہو تو بیچ اس شلوک سے اگلے پچھلے کے ساتھ  
اسے ملاحظہ فرمائے۔ یہ شلوک منو سمرتی ۹ تو زین ادھیا کا ۹۰ تک ہیں ہم  
شلوک نمبر ۸۸ سے ۹۳ تک کا ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب ذیل میں نقل  
کرتے ہیں۔ (اصلی شلوکوں کو بوجہ طوالت نقل نہیں کیا۔ چونکہ ہندو تلسی  
صاحب کا ترجمہ ہمیں منظور ہے اس سے صلی کی سداں ضرورت نہیں ہے)  
وہو ہنر : —

خانہاں اور چال چلن وغیرہ کی فضیلت ہو اور خوبصورت واد ساف  
میں بڑے ہونے سے رکھنے سے جبکہ عمر والی میں ریں یا فاعدہ ہو پر جسے  
دیوے۔ ۱۱ (۱۱۱) میں سے ۱۲۰ میں یہ اگلے شاہ کے زیادہ پرکشیت  
یعنی ناجائز ہے۔ نوکال اریض کے خوف سے براہیض والی کا ہی دان  
کر دیوے (زوت دیوے) کیونکہ حیض شدہ لڑکی کو دینے والا گناہ گارتا ہے  
چاہے لڑکی حیض شدہ ہو کر مرنے تک گھر میں بیٹھی رہے لیکن بے سنہر  
اسے ہرگز نہ دیوے۔ ۱۲۔ (اگلے شلوک تناہ عذیبہ ہے) حیض والی لڑکی  
تین سال تک پرتیکشا یعنی انتظار کی کرے پھر اپنے برابر سفتون والے  
خاوند سے شادی کر لیوے۔ ۱۳۔ (اگر باپ وغیرہ کی نہ دی ہو لڑکی  
خود ہی خاوند سے شادی کر لیوے تو لڑکی کو کچھ گناہ نہیں اور نہ اس کے  
خاوند کو کچھ گناہ ہوتا ہے۔ ۱۴۔ اگر سبب ذرہ اگلا شلوک ملاحظہ ہو لیکن  
خود شادی کرنے والی لڑکی باپ مان اور بہائی کے دے ہوئے زلیو رات  
نہ لیوے۔ اگر اسے ہوئی تو چور ہوگی۔ ۱۵۔ حیض شدہ لڑکی کو مرن کرتا  
ہوا، یعنی بھگائے جاتا ہو اس کے خاوند کو شلک زد دولت بطور قیمت  
نہ دیوے۔ کیونکہ حیض کو روکنے کے باعث سے وہ مالک پن سے خارج  
ہو جاتا ہے۔ ۱۶۔

ماظرین! اس شلوک نمبر ۹۳ کو پنڈت صاحب نے پرکشیت ناجائز

مان لیا ہے۔ خیر۔ اس کو نظر انداز کر دیجئے (جسے ہم نے محض واقفیت کے لئے نقل کر دیا ہے) تاہم بھی کوئی منصف مزاج صاحب ہوامی بنی کا ترجمہ دوران کی وہ بات جو شلوک ۱۱ سے دو ثابت کرنا چاہتے ہیں ہرگز ہرگز بھی اس میں اب نہیں پاسکتے۔

کہئے آریہ صاحبان! سوامی بنی کے اس بیان منو ۱۱ کے بموجب جب آپ کی لڑکیاں ۱۶ سالہ ہو کر یا حیض شدہ ہوئے کی تین سال بعد اسٹا مرفی سے شادی کر کے لکیناؤ آپ کا ایک فائدہ تو بہت زبردست ہوگا کہ وہ بیجاری پھر منو ۱۱ کے مطابق آپ سے زیورات حاصل کرنے کی مستحق نہ رہ جائیں گی۔ چلو یہ بھی ایسا ہوا۔ سوامی جی نے آپ کو وہ تو بہت اچھا دیکھلایا ہے کہ کیوں کو جو ہر روز روپیوں کے زیورات وغیرہ دے جایا کرتے ہیں اس آفت سے دیانند کے چہرہ کا ان کا بیچا چھوٹا۔

ناظرین! اتنے پر بھی بن متعجب آریوں کا یہی یقین ہو کہ سوامی دیانند کا ترجمہ اس شلوک امنو ۱۱ کا صحیح ترجمہ ہے۔ کہتے ہیں کہ سوامی دیانند سوامی مہاراج کا ترجمہ اس شلوک امنو ۱۱ کا جو اردو ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۷۷، اسطر ۱ پر درج ہے وہ غلط ہے۔ درلہ از کہ اس میں لفظ **उद्दिष्ट** کا مترادف (= انتظار) کر کے کوئی لفظ نہیں آیا ہے۔ پس وہ اگر حوصلہ رکھتے ہیں تو اس کے خلاف ثابت کریں۔ اور جو صاحب اپنے اس دھن میں کامیاب ہو جاویں ان کو مبلغ ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا (بقیہ شرائط انعام دیکھو صفحہ ۷۷، حصہ اول)۔

ناظرین! ایک بات اور سنئے لاپنی ہے۔ اس شلوک امنو ۱۱ کا ترجمہ پنڈت تلسی رام جی مہاراج اکا ان کی ترجمہ سو سمرتی سے اور پیش کر دیا گیا ہے لیکن عجیب ہے کہ سوامی دیانند کی عزت قائم رکھنے کے وہم نے ان کو ابسا بے ہوش کر دیا کہ وہ بھاسدر پرکاش لکھتے وقت خود اپنے

کے ہوئے منو سمرتی کے ترجمہ کو بھول کر کچھ اور لکھ رہے ہیں یا شاید عمدہ اور محیا  
عوام کو دھوکا دے رہے ہوں اور یہ تصور کر لیا ہوگا کہ اتنی سروروی کون کرنے  
لگا کہ بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۱۰۲ کو ان کی شلیح کردہ منو سمرتی کے صفحہ ۳۱۸  
سے ملا کر پڑھے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر اس مغالطہ وہی کا کسی کو پتہ نہیں  
مل سکتا۔

سب سے پہلے من: ہندت صاحب کے دونوں ترجموں کو ملاحظہ کیجئے۔  
۱۔ درجہ سوم تعلیم میں جس تک پر تہنیکشا کرے (منو سمرتی)  
۲۔ من: ہندت صاحب۔ سوال: سوانہ کی ہوتی تین کھوج کرے۔ بھاسکر پرکاش  
بہان بنانا لگا کہ ہندت صاحب نے من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں  
جس کے معنی ہندت صاحب نے من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں  
رہے ہیں اور دوسرے ترجمہ میں کھوج کرنا (تلاش کرنا) کرتے ہیں۔  
ب۔ ہندت صاحب نے من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں ان کی ان دونوں باتوں میں سے کوئی صحیح  
نہی جو ہے اچھا۔ ہندت صاحب نے من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں  
من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں من: ہندت صاحب کے منو سمرتی میں  
ایک سے زائد پیچھے انعام ہم دینے کو مستعد ہیں (بقیہ شرائط انعامی دیکھو  
صفحہ ۵۷۷ حشر اول)

## نمبر ۲

آکے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صاحب نے اس پر ہونے تحریر فرماتے ہیں  
(۱) سوال۔ بیاہ مان باپ کے اختیار میں ہونا چاہئے یا لڑکا لڑکی کے  
اختیار میں رہے۔ (جواب) لڑکا لڑکی کے اختیار میں بیاہ ہونا افضل  
ہے۔ اگر مان باپ بیاہ کرنا بھی سوچیں تو بھی لڑکا لڑکی کی رضا مندی  
بغیر نہ ہونا چاہئے۔

۱۔ شاید اس جگہ پر لفظ سال چھاپنے کی غلطی سے رہ گیا ہے۔



ناظرین! سوامی جی نے اپنے اس ہدایت کی تائید میں نہ تو دیدون کا کوئی حوالہ پیش کیا اور نہ منوکا۔ پھر کیا یہ ان کے ہی کہنے سے تسلیم کر لیا جاوے۔ دراصل یہ ہے کہ یہ رواج انگریزوں کا دیکھ کر سوامی جی نے اسے اپنی قوم میں نقل کرنا چاہا ہے لیکن اگر وہ صاف طور پر اقرار کر لیتے کہ "بھائی ہماری قوم میں سبقت کی ہے یہ دوسری قوم سے لیکر پوری کر لینا لازم ہے تب تو یہ ان کی نیک نیتی ہوتی۔ لیکن سوامی جی بھلا یہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ وہ انگریزوں کی شاہلی اپنے قدیم آریوں سے بہتر ثابت ہونے والی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوامی جی ایسی باتیں چیکے سے بلا حوالہ جات کے ہی تحریر کر دیتے ہیں۔ مگر ان کے پیروکاران یہ سمجھتے ہیں کہ وہ چاروں دیدون وغیرہ کے عالم فاضل تھے کیا کہی ممکن تھا کہ وہ دیدون کے اصولوں سے خلاف کوئی بات درج کرتے اگرچہ رفاہی میں حوالہ نہیں کر سکے تو نہ سہی۔ لیکن ان کو انصاف کی نظر سے غور کرنا چاہئے کہ منو مہاراج (مصنف منو سمرتی) سے بڑے کرویدون کے فاضل سوامی دیانند تو کچھ بھر کیا وجہ ہے کہ جس بات کو منو نے دیدون میں نہ پایا وہ دیانند پارہ ہیں۔ یعنی منو نے دیدون کا لب لباب اپنی منو سمرتی میں بھردیا ہے۔

میں ناظرین! آپ نے اوپر کے شلوک چھ سے معلوم کر لیا ہے کہ خود اپنے ہند سے شادی کر نیوالی لڑکی کو اگرچہ منو مہاراج گناہ سے تو بری کر رہے ہیں لیکن زیورات کا مستحق نہیں قرار دیتے۔ اس سے ہی ثابت ہے کہ وہ دیانند کی اس تعلیم سے خلاف ہیں۔ اور اگر آریوں کا خیال ہے کہ نہیں جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے تو ان کو لازم ہے کہ منو سمرتی سے سوامی جی کی اس شخصی رائے کی تائید میں حوالہ جات نکال کر پیش کریں۔ یعنی وہ ایک شلوک ہی منوکا پر ہی واکیفہ (اجازت اور عام قاعدہ) والا نکال کر دیکھلاؤں جسکی یہ منشاء ہو کہ یہ۔

نہ کہ لڑکا لڑکی کے اختیار میں بیاہ ہونا افضل ہے اگر مان باپ بیاہ کرتا ہی

سوچیں تو بھی لڑکا لڑکی کی رضا مندی کے بغیر۔ ہونا چاہیے اور جو صاحب اس قدر محنت کر کے اپنے ارادے میں کامیاب ہو جائیگا ان کی یہ محنت فضول نہ ہوگی بلکہ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کام لئے بھی ایک سو روپیہ انعام مقرر ہے (بقیہ شرائط انعام دیکھو صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۸)

ناظرین! سوامی جی تو لڑکا لڑکی کی رضا مندی کے بغیر بھی شادی کرنا منع کرتے ہیں لیکن اگرچہ معتد و متبت سے وہ اپنے پہرہ فقہ مندی کی بات معلوم ہوتی ہے۔ تاہم سوال تو یہ ہے کہ آیا فقہ فقہاء میں اس بات کے خلاف بھی ہے یا نہیں پس اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو جو جی کے خلاف ہے تو اس سے متنبہ رہنا ضروری ہے اہل ہندو کی کم ہستی اور بل رضا مندی لڑکی کی شادی کرنے کا رواج تو رٹا منہ ہو تو وہ منو اور ویدوں کا حوالہ دیکر کہ یہ رواج ہندو لکھ ہے ہی پھوڑ دیوین ہاں صاف الفاظ میں۔ اقرار کریں کہ مذہب دونوں سے ہم یہ بات نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اور اس میں کوئی ہرج نہیں ہے کہ اگر کسی قوم کی کوئی عمدہ بات ہو تو اس سے دوسری قوم کیوں نہ نقل کر لیں۔ اب فرقہ ویکھے منو مہاراج کی ہدایت سوامی جی نے کہ قدر خلاف پالی جاتی ہے۔

बाल्ये पितुर्वशे तिष्ठन् पाशाग्रहस्य यौवने ।

पुत्राणां भतेरि प्रेते न भजेत् सौ स्वतन्त्रताम् ॥

ترجمہ: از پندت لمسی رام صاحب ( لڑکپن میں باپ کے۔ جوانی میں خاوند اور خاوند کے مر جائے پر لڑکون کے آدھین (اعتیار میں)۔ ہے۔ عورت کبھی سو تنہا آزاد یا خود مختار نہ رہے۔ منو چم۔

ناظرین! اوپر کے شلوک سے تو منو مہاراج یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ عورت کو کبھی خود مختاری ہے ہی نہیں لیکن سوامی جی ویدوں میں یہ پاتے ہیں کہ لڑکی کی رضا مندی بغیر اس کی شادی نہ کی جاوے۔ اس اوپر کے شلوک کو سناتنی پندتھو لاپ شاد صاحب نے ترجمہ کر صفحہ ۲۱۸ میں پیش کیا جس کی

نزدیک کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۱ سطر ۲۶ پر فرماتے ہیں کہ :- ”یہ کہان سے نکل آیا کہ شاستر کے مطابق اپنے ورن (ذات) کے ماموند کو بھی خود قبول کرے۔ باپ بھائی وغیرہ اس کے خود قبول کرنے کے مخالف ہی کیون ہونے لگے ہیں۔۔۔۔۔

شری پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ ہی کے ترجمہ میں اوپر لکھا ہے کہ عورت کبھی سو شتر (آزاد یا خود مختار) نہ رہے۔ اب زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے حوام خود سمجھ لیوگی کہ لڑکپن جوانی ضعیفی ہر عمر میں جبکہ عورت کو خود مختاری سے محروم کہا گیا ہے تو پھر سوامی جی کی یہ بات کہان ردائی کہ لڑکی کی رضامندی بغیر شادی نہ کی جاوے۔ اچھا زیادہ بلواس سے کیا کام ہے آپ اپنی ہی شایع کردہ سنو سمرتی میں ناجائز کو بھی ملا کر کوئی شکوک سوامی جی کی اس بات کے تائید والا نکال کر پیش کر دیوین (اور ہم آپ ہی کا ترجمہ جو شایع ہو چکا ہے تسلیم کر لیوین گے) ورنو رومیہ انعام کا کھنا کھن گنا لیوین۔ لیکن اگر آپ یا دیگر تریہ پنڈت صاحبان بھی ایسا نہ کر سکیں تب تو ہمیں یہ کہنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی اکثر باتیں ویدک اصولوں یعنی سنو سمرتی وغیرہ کی ہدایات کے خلاف ہیں ان کے پیروکار ان بھی سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ بال برہم چاری یوگی رشی نہیں ہیں بلکہ مہرشی ہرگز ہرگز کوئی مغالطہ دی نہیں کرنے کا۔ اور جو کچھ اسے لکھا ہے وہ سب بال بال صحیح اور عین ویدوں کے موافق ہے۔

### نمبر ۳

اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے تر بھاسکر صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ قدیم آریوں میں جی کم سنی کی شادی کا رواج تھا چنانچہ مہاراج رام چندر جی کی شادی صرف ۱۵ پندرہ سال کی عمر میں ہوئی تھی جیسا کہ۔

अन षोडश वर्षे मे रामो राजिव लोचनः।

न पुटु योग्यतामस्य पश्यामि सह राक्षसैः॥



اس شلوک سے غام ہے جو کہ بال میکی رامین بال کا نڈ کے بیٹوں سرگ کا دوسرا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بشوا متر مہاراج نے مہاراجہ وشہ تھ کے پاس جا کر کہا کہ رام کو ہمارے حوالہ کر دو تو ان کے ذریعہ ہم راکشسوں کو نیست و نابود کر کے اینا کیلئے پورا کریں۔ اس کا جواب اوپر کے شلوک میں وشہ تھ جی یوں دیتے ہیں کہ ”م تو ابھی ۲ برس سے بھی کم عمر کے لڑکے ہیں پس ہم ان کو راکشسوں سے جنگ کرنے کے قابل نہیں دیکھتے“ اور اس کے بعد ایسا واقعہ ہوا تھا کہ بشوا متر نے پھر وشہ تھ کو سمجھا یا ہے کہ رام چندر کی طاقت کا آپ کو پتہ نہیں ہے وہ اگرچہ لڑکے ہیں مگر راکشسوں کو فتح کرتے کے لئے کافی ہیں اس کے علاوہ ہم ان کو اس لائق بنایوں گے اصل میں بشوا متر نے چونکہ خاص برت کر رہا تھا اسوجہ سے وہ سوا عبادت کے ان دنوں کسی دوسرے کام میں اپنے تئیں مشغول نہ کر سکتے تھے ورنہ ان کو ان راکشسوں کا نیست و نابود کر دینا کوئی مشکل امر نہ تھا (غرضیکہ آخر کا رام چندر کو ان کے خون رو دیکھا اور وہ اپنا کام پورا کرنے کے بعد سیر کرتے ہوئے رام کے ساتھ لے کر خبک پور۔ بہان ب صوبہ بہار یا ریاست در بھنگہ واقع ہے) کو چلے گئے اور وہاں سے شادی کر کے واپس آئے۔ پس اوپر کے شلوک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ان سب امور کے لئے چند ماہ نہ سہی بلکہ ایک سال بھی رکھ لیا جاوے تو رام چندر کی شادی کا زمانہ سولہ سال کا ہی طے پاتا ہے۔ اس بات کی نزدیک مین پتہ تملسی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش صفحہ ۸۲ سے ۸۴ تک نقلی دلیل کی ہے کہ بھلا رام چندر جیسا دہر ماتما کبھی ایسا دہرم کے خلاف کام نہ کیا ہو لیکن اس بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا کہ آخر اوپر کا شلوک ناجائز (پاٹھت) ہے یا کیا بات ہے۔

پتہ تملسی رام جی مہاراج! آپ کے ہزار باتیں بنانے پر بھی معترض کے اعتراض کی تردید نہیں ہو سکی جب تک کہ آپ یہ نہ کہہ دیں کہ اوس کا پیش کیا ہوا شلوک غلط ہے۔ بناوٹی ہے ملاوٹ ہی یا یہ کہ بشوا متر کے ساتھ اگرچہ

رام چندر پندرہ سو سال کی عمر میں گئے تھے مگر اس واقعہ سے برسوں (۱۵) برس  
 پندرہ برس) کے بعد شادی ہوئی ہے اور اس قدر عرصہ تک وہ پشوانہ کے ہمراہ  
 سیر ہی کرتے رہے۔ یا کیا بات ہوئی۔ شرمیان تھا! یہ تاریخی واقعات ہیں آپ  
 کو بال میکس رامین سے ہی ہر ایک بات سننا اور سنانا لازمی ہے۔ تاریخی حقائق  
 میں عقل و لایل سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ جو ہوا وہ ہو چکا وہ آپ کی عقل سے  
 خلافت ہو یا موافق اس سے کیا بحث ہے۔ ہاں جو آپ یہ فرماتے ہیں کہ شادی  
 کے وقت رام چندر کے خوبصورتی اور جوانی کی تعریف کی گئی ہے پس اگر وہ ۱۵ سال کے  
 نابالغ لڑکے ہوتے تو ایسا کیوں کیا جاتا تو یہ بات آپ بال میکس ہی اسنفٹ رامین  
 سے پروریا نہت کریں کہ وہ منجھا تمام دنیا کے دیگر شاعروں کے بیون اپنی شاعری  
 اور عبارتوں میں بنانے کے ذہن میں، سچے واقعات کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔  
 بھلا ہم آپ سے اگر یہ پوچھیں کہ ان شاعری کی کتابوں (رامین وغیرہ) میں  
 زبان یہ لکھا ہو کہ فلان عہد چندر بدنی ہے یعنی اوس کا چہرہ پاند کے مانند ہے  
 تو کیا آپ تصور کر لیں گے کہ ایک چاند تو اوپر آسمان میں نظر آتا ہے دوسرا  
 اوس عورت کا چہرہ وہ ہو لیا۔ اور جو آپ لکشمین وغیرہ کی غمگیناں سے کم ہونیکا  
 ذکر کر رہے ہیں یہ تو میرا سہ آپ کا عوام و مخالفہ دینا ہی ہے۔

شرمیان بی رام لکشمین بھت شتر و گن ان ہارون عبا یون کی پیدائش  
 ایک ہی دن یا زیادہ سے زیادہ دو چار دن کے آگے پیچھے ہوئی ہے۔ اور  
 جو کہ تو سب سے بڑا سمجھا گیا ہے یہ عمر کی زیادتی کے باعث نہیں بلکہ اس لئے  
 کہ ان کی والدہ کو شکیا سب سہا یون سے بڑی تھیں۔ اور دوسرا نمبر بھرت کا  
 یہ کہ بھوک ان کی والدہ کیلکینی سب سے زیادہ معزز اور شتر تھ کو پیار تھی تھیں  
 شاید اس وجہ سے کہ وہ کم سن اور خوبصورت تھیں اور جو کہ لکشمین اور شرمیان  
 ایک ساتھ جڑے۔ وہ پیدا ہوئے تھے پس ایک رام کا ساتھی بن گیا اور دوسرا  
 بھرت کا ساتھی ہو گیا۔ اسطور پر لکھے بعد لکشمین اور پھر بھرت کے بعد

شتر و گھن کا شمار کیا گیا ہے لیکن واقعی ان چاروں کی عمر برابر تھی۔

ناظرین! رام چندر کی کم سنی کی شادی کا ایک ثبوت تو یہ بھی ہے کہ اوس مال  
 میکی رامین سے ثابت ہے کہ رام چندر شادی کے بعد بارہ سال گھر پر رہے تھے  
 بعدہ جنگل کو گئے تھے جہاں ۱۴ سال مسہ اور لٹکا کو فتح کر کے جب وہ واپس آئے  
 اور شاہی تخت پر رونق افروز ہوئے ہیں تو اوس وقت اُن کی عمر ۲۴ یا ۲۵ سال کی  
 لگتی ہوئی ہے جن کو اعتبار نہ ہو بلکہ مکی رامین کو کمولین پس ۲۲ مین سے  
 ۳۴ کو گھٹا دیوین تو ۲۴ رہ گئے سب ابھی کمایا تو صرف ۱۰ رہ جاتے ہیں۔  
 ناظرین کیا ب بھی ایسے شک رہا یا نہ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ساسی رامین  
 کو ہی پرکشیت سینہ نامہ زمان لیا جاوے۔

### نمبر ۴

اردو سنیا۔ تھ پر کاش صفحہ ۱۱۴ سہرا پر سوامی جی یون فرماتے ہیں۔ لیکن  
 جب لڑکی یا لڑکے کی شادی کا وقت ہو یعنی ایک برس یا چھ مہینے پر ہم چرپا شرم  
 اور پھیل علم کے ختم ہونے میں باقی ہیں تب ان لڑکی اور لڑکوں کا پرتی بکب یعنی  
 عکس جسکو فولو کہتے ہیں یا تصویر نامہ کر لڑکیوں کی لڑکے والیوں کے پاس کھڑے  
 لڑکوں کی۔ لڑکوں کے اوستادوں کے پاس لڑکیوں کی تصویر بھیج دین جس کی  
 شکل مجائے اُس اُس کے اتی ہاس یعنی پیدایش سے لیکر اوس دن تک کا جنم  
 چرتر یعنی سوانح عمری کی کتاب ہو اس کو پڑھانے والے منگوا کر دیکھیں جب  
 دونوں کے وصف مل فطرت مطابق ہوں تب جس جس کے ساتھ جس جس کا  
 بیاہ ہونا مناسب مجھیں اُس اُس لڑکے اور لڑکی کی عکس تصویر اوراقی ہاس  
 (تواریخ) لڑکی اور لڑکے کا تھ مین دیدین اور کہیں کہ اس میں جو تمہاری مشا  
 ہو سو ہم کو بتا دینا۔ جب ان دونوں کا پختہ ارادہ باہم شادی کرنے کا ہو جائے  
 تب اُن دونوں کا ساورتن (گروکل سے واپسی) ایک ہی وقت میں ہونا چاہیے  
 اگر وے دونوں پڑھانے والوں کے سامنے بیاہ کرنا چاہیں تو وہاں نہیں تو



لڑکی کے مان باپ کے گھر میں بیاہ ہونا مناسب ہے۔ بپ و سہ سامنے ہوں  
تب اُن استادوں یا لڑکی کے مان باپ وغیرہ نیک آدمیوں کے سامنے اُن دونوں  
کی آپس میں بات چیت شاستر (منظرو) کرانا اور جو کچھ پوشیدہ بات پوچھیں  
وہ بھی مجلس میں لکھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیکر سوال و جواب کریں۔ جب  
دونوں کی پوری رغبت بیاہ کرنے میں ہو جائے تب سے ان کے خود دلوش کا  
عہدہ انتظام ہونا چاہیئے۔

ناظرین! اور کی عبارت پر کوئی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف  
آریہ صاحبان سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں کہ سو مہینے اس تعلیم کو اگر  
ویدوں شاستروں سے اخذ کیا جوتا تو کوئی حوالہ بات انہوں نے پیش کرتے۔ مگر چونکہ  
انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے جو مستوفی آریہ صاحبان یہ سمجھتے ہوں کہ  
سوامی جی کی کوئی بات ویدوں کے خلاف نہیں اُن کو لازم ہے کہ اوپر کی ساری  
باتوں کی موافقت میں منوسمتری وغیرہ کے حوالہ جات پیش کریں۔ اس میں استفادہ  
اعتراضات قابل غور ہیں۔ ۱۔ لڑکی لڑکوں کا سکول یعنی گورنل میں ہی شادی  
طی ہونا (۲) والدین سے کچھ سروکار نہ۔ ہنابلکہ استاد یعنی گرو جی کا ان امور کو  
فیصل کرنا (۳) نوٹو گراف یعنی عکس ایک دوسرے کا خاص اسی شخص سے ہم  
پھونچنا (۴) جس لڑکی کی جس لڑکے سے شادی ہونا آپس میں صلح پاجا دے۔  
(۵) مشورہ والدین) ان دونوں کا ماورتن (رواپسی مکان کو) ایک ہی وقت  
میں ہونا (۶) ان کا پڑھانے دے ہی کے یہاں شادی کر لینا (۷) ورنہ لڑکی کے  
یہاں بیاہ ہونا غرضیکہ لڑکے کا اپنے والدین سے دریافت تک بھی نہ کرنا اور نہ سکوا  
سکان کو جانا بلکہ اول براہ راست لڑکی کے مان باپ کے گھر جا کر شادی کر لینا  
اور تب معہ بیوی صاحبہ کے اپنے گھر کو آنا وہی رواج جیسا کہ اہل یورپ میں  
(۸) ان کا شادی سے قبل کچھ پوشیدہ باتیں آپس میں پوچھنا۔  
ان ۷ چہ باتوں کے لئے آریوں کو ۷ حوالہ جات تلاش کرنے لازم ہیں۔ درہمیں

یہ کہنے کی اجازت دین کہ سوامی جی نے یہ ساری باتیں انگریزوں کی نقل کی ہیں واقعی  
ان میں سے ایک بھی پُرانی آریوں میں رائج نہ تھیں اور نہ کہیں کسی شاستر میں یہ  
باتیں مل سکتی ہیں۔ اور اگر آریوں کا خیال ہے کہ ہمیں سوامی جی نے یہ سب بیرونی  
نکال کر لکھی ہیں تو وہ حوالہ جات پیش کریں تاکہ ذرا بعد بھی دیکھیں تو سہی کہ کس وید اور  
کس شاستر سے دیا تندی تعلیم نکالی جاتی ہے۔

پندت ہوالا پرشاد صاحب نے اس کی تردید میں ایک لمبا پورا مضمون لکھا ہے  
جس میں سے صرف ایک فقرہ ناظرین کی دانت پی کے لئے تمہا سکر صفحہ ۴۴، سطر ۱۳  
سے نقل کیا جاتا ہے :

”اور سوامی جی نے پوشیدہ بات نہ لکھی کہ کیا بونچے، کیڈنسی کہ گرمی سوزا کی نامردی  
وغیرہ بیماریاں تو ہمیں بین یا اگر کشن کشش، سستہاپن، روکنا، آتا ہے یا نہیں پس  
یہ بات بغیر امتحان کے کس طرح معلوم ہو سکتی ہے تو پوشیدہ بات ہے اس سے اوستاد  
کیسے دیکھیں کیا وہ بھی کسی نے ان سے بے شرمی کی گفتگو کریں۔ افسوس پوشیدہ  
بات کو کھول کر ہی لکھا دیتے کہ شادی سے قبل ایک مرتبہ جماع بھی ہو جائے تو سب  
بھید کھل جائے اگر مضمون علی اور طاقت وغیرہ ہو تو قبول کرے ورنہ دوسری فکر کرے  
ورنہ چونکہ دنیا میں ایسا عیب دیکھتے اور کہتے دے، کب بہت کم ہیں پس حقیقت حال  
سے واقفیت نہیں ہو سکتی۔ اور لڑکی کا امتحان کہ چھتہ نہ نہیں ہے سب کسی لائق و اکثر  
سے کرنا بہت ہے۔“

## نمبر ۵

آگے سوامی جی فرماتے ہیں ”چھ برس دن رتی نہ سہوہار سیض والی، ہو کر جب بھادونم  
لے تب ویدی اور سنڈپ بنا کر کی خوشبودار پیرین اور پی وغیرہ کا ہوم نیز اپنے (واقف  
کار) فاضل مرد عورتوں کی مناسب سزت کریں۔“ پھر آگے اسی صفحہ ۱۲۰ سطر ۶ پر یوں  
تحریر فرماتے ہیں : ”(۴۳) چھ برس دن رتوہان دینا جماع کرنا، مناسب ہے ہمیں  
اوسے دن سنسکا۔ برہمی کتاب میں لکھے ہوئے طریق کے مطابق سب عمل کے ادھی

رات یا دہل بجے نہایت خوشی سے سب کے سامنے پانی گرین (تہہ ہوا) سے

بیابان کے طریق کو پورا کر کے خلوت میں چلے جاویں۔ مرد منی ڈالنے اور عورت

منی کھینچنے کی جو ترکیب ہے اس کے مطابق دونوں کریں گے۔

ناظرین! یہی دیانندی تعلیم کے مطابق کی شادی۔ بھلا کسی قوم یا مذہب میں ایسی

صاف صاف ہدایات اسباب میں پائی جاسکتی ہیں جو ایک بات قابل غور ہے کہ سوامی

جی اس بات پر بہت لورہ رہے۔ تب ہی اسی دن اور عین اسی وقت کی

بایا کر کے کہ جب میان بیوی سم سے ہفت ہفتہ بعد رات کی کاروائی

کر سکیں۔ یعنی جو تندرہ ہدایت کر چکے ہیں کہ جب عورت عیش سے فارغ ہو کر تندرہ

اوسی وقت اس سے صحبت کی جایا کرے۔ اس کے خلاف نہیں۔ اس نے شادی

کرنے کا وقت بھی ایسا مقرر کر رہے ہیں کہ جب وہ عیش والی ہو جاوے تب تو

بعد فراغت کے دہل بجے رات کو رسوم شادی والی جاویں اور بعد وہ جوڑا

خلوت خانہ میں چلے جاوے گا۔ ناظرین غور کریں کہ ہندوؤں مسلمانوں نے موجودہ رسم

ورواجوں کے مطابق یون ہوتا ہے کہ شادی کے موقع ہسترون دوست رشتہ دار

غریب وغیرہ اگر جلسہ میں شریک ہوا کرتے ہیں پس یہ کیسی شائستگی ہوگی کہ دس بجے

رات کو شادی کی رسم والی جاوے۔ اور سارا جلسہ چھرا۔ ہے۔ میان بیوی

خلوت خانہ میں چلے جاویں۔ اس بارہ میں بھی سوامی جی نے کوئی حوالہ کسی مستند

کتاب سے نکال کر نہیں پیش کیا۔ خاص کر اس بات کا تو ثبوت ضرور آریون کو اپنے

شاسترون سے نکال کر پیش کرنا لازم ہے کہ جس میں لڑکی حیض والی ہو

جب بچا دھولیوے تب ویدی اور منڈپ بنا کر..... (یعنی

رسوم شادی کی تیاری کا ذکر کر کے سوامی جی نے یہ صاف نہ کہا کہ شادی ہی اسی دن

رکوالے بلکہ یہ منشا معلوم ہوتی ہے کہ منڈپ بیٹے مازو وغیرہ تیار کر لیں

پھر شادی بھی دو چار دن میں ہو ہی جائیگی)

اور اگر وہ اس اوپر کے فقرہ کے مترادف کوئی شلوک یا منتر نہیں پیش کر سکتے تو یہ ہی



سمجھا جائے گا کہ یہ جی سوامی دیانتد مہاراج کی شخصیت سے ہے۔

### نمبر ۲

۱۔ بارہ مین سنتی پنڈت جوالا پرشاو سار ب سے سوامی جی کی تحریر پر  
پرافسوس ظاہر کرتے ہوئے کہہ مانتی اور ایجنس کے جواب میں پنڈت تمسی رام صاحب  
بجاسکر پرکاش منشی دد سطر ۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں: ”لیکن آپ تو راہ مہاراج  
کو تو دیکھیں جو پرنون کا باواس ہے۔ تو ہی پاپ دیا ایک سو چار ۱۰۴ میں گیا  
لگتا ہے۔ یہ تو تشبیہ کی جوتی مت نامی تھی وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی اور  
اوشٹھیہ کے چھوٹے جوتی مسیتی سے اس حاملہ بوی جا کیرا۔ ایک حمل تو پہلے سے  
موجود ہے دوسرے کی نیدری ہے اور ہیترو۔ شرمی لگا کر روکتا ہے۔ دھنیہ ہی  
مہاراجات سے ویدون کا نام بھی پتیل پاتا جاتا ہے۔“

ناظرین! یہ بھی عجیب منطق ہے۔ کسی نے کہا تو کا یہ تو وہ جواب دیتا ہے  
کہ میں تو صرف کا تا ہی ہوں لیکن تیری تو دونوں بچوں ہوئی ہیں۔ واہ۔ یہ کیا  
جواب ہے کہ ہمارے دیانتدی ند سنی میں تو تمہاری نرسی بے شرمی ہے مگر تمہارا  
مہاراجات میں تو بسنے والا ہے شرمی۔

پنڈت تمسیہ ”انتھار“ کے اخبار میں چھپتے ہیں کہ آپ سے گورو مہاراج  
کی تحریرات پر سب سے شائشی تشبیہات سے کم نہ مناک ہیں یہ یاد دہانہ بلکہ اعتراض تو  
یہ ہی کہ سوامی دیانتد مہاراج سنہ ۱۹۱۱ء میں لکھنؤ سے ہیں جنکو ایک خانہ  
دار بھی ہوتا جو اپنے شاگردوں سے رو دہی اگر سی وید شاستر یا سوسمتری وغیرہ  
سے کوئی کتاب پڑھتا تو وہ سیرانی اور منہ رہ جاتا لیکن سوامی جی اپنے دلخ سے  
ایسی باتیں خود بخود کیا کرتے ہیں جو ان کے بال برہم چاری اور سنیا سی پن پرچی  
و حیا لاتا ہے۔

ناظرین! اگرچہ ہم ایسی باتیں تحریر کرنا مناسب سمجھتے ہیں مگر متعصب  
آریہ سماجیوں کو لا جواب کرنے کا آپ کو موقع دینے کے لئے مجبوراً ہمیں اریہ سماج کے

مہرشی کی ایسی عبارتوں کا نمونہ ذیل میں پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہاں ہذا  
 ڈیرہ (رہی) کے رحم میں گرنے کا وقت ہوا سو وقت عورت مرد دونوں بے  
 حرکت ناک کے سامنے ناک آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم اور نہایت خوش دل  
 رہیں۔ اولین نہیں۔ مرد اپنے جسم کو ڈھیل چھوڑے اور عورت دیر یہ حاصل کرنے کے  
 وقت اپان بالو کو اوپر کھینچے۔ بائیں مخصوص کو اوپر سکڑ کر دیر یہ کو اوپر کشش کر کے  
 رحم میں ٹھہراوے۔ پھر دونوں صاف پانی سے غسل کریں۔۔۔ سوٹھ کیسر۔ اسگند  
 ۔ الپچی خورو اور ثعلب مصری ڈالکر۔۔۔ جو پیشتر ہی رکھا ہوا ٹھنڈا دودھ ہے اسکو حسب  
 خواہش دونوں پی کر الگ الگ اپنے اپنے پلنگ پر سو رہیں۔ اردو ستیارتھ پرکاش  
 صفحہ ۱۲ سطر ۱۲)

اب کہئے ناظرین! مہا بھارت کا اقیاس مذکورہ بال زیادہ شرمناک اور موجودہ  
 شائستگی سے خلاف ہے یا یہ سوامی جی کی ہدایت ایسے کھٹے لفظوں میں اس بیان کی  
 وضوح کر رہی ہیں جسکو شہرت دینے والی کتابیں (کوک شاستر وغیرہ) آجکل قانوناً شائع  
 ہونا منع ہیں۔

ناظرین! آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ منو مہاراج نے تمدن دنیا کی ہدایت اور طرح  
 کی ضروری باتیں بیان تک کر شست و برخواست وغیرہ تک کے متعلق فرایض بیان  
 کر دیں لیکن اور پکا نہایت ضروری مسئلہ ان کو معلوم نہ تھا اور نہ انکو اس کا تجربہ تھا  
 چنانچہ اس مسئلہ کو دنیا میں شہر کرنے کے لئے ایک بال برہم چاری سناسی  
 یوگی رشی نہیں بلکہ مہرشی کی ضرورت تھی جس کو اب خوشی ہے کہ سوامی دیانند مہاراج  
 نے پوری کر دیا ہے۔

ممبر

آگے اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲ پر سوامی جی یوں فرماتے ہیں:-  
 (۱)۔۔۔ اور یونی سنکوچ وغیرہ بھی کرے۔۔۔ عورت دودھ بننے کے  
 لئے پستان کے اگلے حصہ پر ایسا لپپ کرے کہ جس سے دودھ شیکے

(پھر صفحہ ۲۳۵ پر یوں لکھا ہے) - ..... زچہ کا دودھ پینے دن تک بچہ کو پلانا چاہئے۔ بعد ازین دایہ پلایا کرتے۔ لیکن دایہ کو عمدہ اشیاء مان باپ کھلاتے پلاتے رہیں۔ اگر کوئی مفلس ہو دایہ کو نہ رکھ سکے تو وہ گائے یا بکری کے دودھ میں عمدہ ادویات کو جو غسل بہت صحت بڑھانے والی ہوں صاف باقی میں بھگو کر خوش دینے کے بعد جہان کر دودھ میں ہونٹن ملا کر بچہ کو پلاویں۔ جہان دایہ کا سنا دودھ دینے کے وہاں جیسا مناسب سمجھیں ویسا عمل کریں چونکہ یہ دودھ عورت کے جسمانی اجزاء سے بنا ہوتا ہے۔ سو جہ سے عورت زائید کے وقت ماور ہو جاتی ہے اس لئے زچہ دودھ نہ پلاوے دودھ روکنے کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوائی لگاویں جس سے دودھ ٹکنا بند ہو جائے اس طریق پر عمل کر لے سے دوسرے مہینے میں عورت دوبارہ جوان ہو جاتی ہے۔

ناظرین! اوپر کی عبارت سوامی دیاتند سرسوتی مہاراج کی ہے جو آریوں کے محاورہ دین مہرشی اور دہر مندوں کے خیال میں ریفارمر ہو گزرے ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کس قسم کا ریفارمر (اصلاح قومی) کرنا چاہتے تھے۔ اور تو سب کچھ سب سے کیا لیکن یہ کسی کو آج تک نہ سوچھا ہو گا کہ بچوں کو ان کی مان سے دودھ سے محروم رکھا جاوے۔

ناظرین! ذرا سوچی تو اس ہدایت پر غور فرمائیے کہ جو قدرتی طور پر کسی عورت کی پستان سے دودھ جاری رہتا ہے اس کو بند کرنے کے لئے دوائیاں اور لیسپ استعمال کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ واہ یہ تو بڑے بھاری ریفارمیشن Revolution (اصلاح) کی بنیاد سوامی جی ڈال رہے ہیں۔ قدرت نے تو ایک نوزائیدہ بچہ کی اصل غذا اس کے ہی مان کا دودھ قرار دیا ہے لیکن سوامی جی احمقانہ انداز سے بڑے پابند بھی ہیں یہاں پر اس بات کی بھی پرواہ نہ کر کے دایہ سے بچہ کو ہڈا بنا رہے ہیں۔



ناظرین! سوامی جی کو یہ بات اس قدر پسند تھی کہ وہ نہ صرف امیرانہ کے لئے یہ ہدایت کر رہے ہیں بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی مفلس ہو دایہ نہ رکھ سکے تو وہ گائے یا بکری کے دودھ میں عمدہ سے عمدہ ادویات کو ... صاف پانی میں بھگو کر جوش میں دینے کے بعد چھان کر اور دودھ میں سموزن ملا کر بچہ کو پل دین (نگران کا دودھ نہ پلاوین۔ شاباش) بھلا سوامی جی نے اس تعلیم کا دائرہ صرف سیروں تک ہی محدود رہنے دیا ہوتا۔ نہیں وہ تو یہ بیڑا اڑھچکے ہیں کہ مان سے بچوں کو کسی طرح جدا کر کے چھوڑینگے۔

ناظرین! ذرا سوامی جی کی اس ڈاکٹری کی علمیت کو دیکھئے گا کہ زچہ کا دودھ تو وہ بچہ کو صرف ۶ چھ دنوں تک ہی پلانے کا حکم دیتے ہیں بس وہ مفلس شخص جو دایہ نہ رکھ سکے تو وہ گویا سات دن کے کمزور بچے کو مان کا دودھ چھو کر نہ صرف گائے بکری کے دودھ کا عادی بنا دے بلکہ مقوی اور دیہ جات بھی اس دودھ میں شامل کرے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا مان کا بچہ ایسی دیہ جات کے مرکبات کو برداشت بھی کر سکتا ہے۔ وہ تو گائے بکری کا دودھ بھی ستا ہی ہضم کر سکے۔

اچھا اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا غریب و مفلس ہو کہ گائے بکری کا دودھ (جوان دنوں ہندوستان کے تمام شہروں میں بہت کران ہو رہا ہے) بھی خرید نہ کر سکے تو وہ کیا کرے؟ سوامی جی نے ۶ دنوں کے بعد تو زچہ کا دودھ پلانا بہر حال میں منع ہی کر دیا ہے اور وہ بکری و گائے کا دودھ ہو بہ مفلسی حاصل ہی نہیں کر سکتا تو بتلائے کہ وہ کیا کرے؟ مان اس سوال کا جواب آریہ سماج کے ہونہار لیکچرار صاحبان فوراً یہ دیونگے کہ وہ اولاد ہی نہ پیدا کرے۔ اچھا اب ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ ان لاکھوں پیروکاران دیانتدین سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے مہرشی کی اس نہایت مفید ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا ہو بتلانا چاہئے کہ کتنے دولت مند میں جنہوں نے دایہ مقرر کیا ہو

اور کتنے غریب آریہ صاحبان ہیں جنہوں نے اپنے بچوں سے اوس کے مان کا دودھ بند کر کر گائے بکری کے دودھ میں اودھ جات ملا کر (یا بلا اودھ جات ہی سہی) اوستہ استعمال کرنا شروع کر لیا ہو۔

ناظرین! ہم نے تو لاہور جیسے آریوں کے دارالخلافہ میں بھی اس ہدایت کا پابند کسی آریہ کو نہ دیکھا اور نہ ہی دیگر مقامات پر۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ برصغیر پر قی مذہبی سہما کے پرزیدانت ایکے از مغز آریہ سماجی صاحبان (بالو بدھا و اہل صاحب کوئی غریب آدمی بھی نہیں ہیں خدا کے فضل سے آپ کو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ ماہواری تنخواہ ملتی ہے آپ کے جب فرزند پیدا ہوا تھا تو خاکسار بھی وہاں ہی موجود تھا لیکن نہ تو یہ مقرر کی گئی اور نہ گائی بکری کا دودھ اودھ جات ملا کر دیا گیا بلکہ اوس بچے کی مان ہی کو بچے کی قدرتی غذا دینے کے لئے مجبور ہونا پڑا اسی طرح اور بھی زیادہ آمدنی والے آریہ صاحبان میں ہم نے کہیں اس اصول کی پابندی نہیں دیکھی۔ سوال ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان ایسے کام میں کیوں ڈھیل پٹ کر رہے ہیں جس پر عمل کرنا بہت مشکل نہیں ہے۔

ناظرین! اتنا ہی نہیں بلکہ سوامی جی نے واقعی یہ طی کر لیا ہے کہ وہ بچوں کو ہرگز ہرگز بھی مان کا دودھ نہ پینے دینگے چنانچہ وہ اوپر یہ بھی فرما رہے ہیں کہ جہاں دودھ یا گائے بکری وغیرہ کا دودھ نہ مل سکے وہاں جیسا مناسب سمجھیں ویسا مل کرین۔ بھلا جیسا کیا مناسب سمجھتے۔ یہاں اگر تو سوامی جی کو لازم تھا کہ وہ یہ فرمادیتے کہ ایسے حالت مجبوری میں دودھ مان کا ہی پلا دیا کرین۔ لیکن نہیں ناظرین! بھلا سوامی جی جس بات کو منع کر چکے اوسکی اجازت خود اپنے قلم سے کیوں دیوین! اب ہم آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ اس جیسا سمجھیں ویسا کرین کے کیا معنی مطلب ہیں۔ مان کا دودھ تو پستان پر لپٹ اور اودھ جات ملا کر بند کر دیا گیا داپہ رکھنے کا مقدور نہیں پس گائے بکری کا دودھ بھی جس مقام پر میسر نہ اوسے رچو گئی، ٹھہ کئی قیمت دینے کو بچے کا باپ تیار لیکن جس ملک میں وہ نشے ہے ہی نہیں

تو کہان سے لے (تو اب بتلائے کہ وہ کیا کرے ۹ ہمارے سمجھ میں تو یہ تھا ہے کہ  
ایسی حالت میں بچے کو ایک ماشہ بھر سنگھیا کھلا کر سوامی جی کے پاس رنست کر دیوے  
کہ وہ خود ہی اپنی ہدایات پر وہاں کافی عمل کراتے رہا کریں۔

ناظرین! واقعی اعتراض تو معقول تھا کہ جس شخص نے سوامی جی کی اس  
ہدایت کا پابند ہو کر بچے کے مان کے پستان پر لیپ لگا کر دودھ کی دھار کو قطعی بند  
کر دیا ہو اور دایہ نہ رکھ سکے کے باعث گائے بکری کے دودھ پر بنی بیچارے بے  
زبان بچے کا گزارہ ہو رہا ہو وہ اگر بالفرض کہیں سفر و نیرو میں بزجاوے یا کسی  
وجہ سے تبدیل مقام کرنے کے مجبور ہو کر کسی ایسے جگہ جا پہنچے جہاں گائی بکری  
وغیرہ ہی موجود نہ ہوں تو بھلا وہاں اس بچے کی زندگی کی کیا امید رہ  
سکتی ہے۔

خیر۔ یہ تو سب عقلی دلائل ہوں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ سوامی جی  
جس بات پر اس قدر زور دے رہے ہیں یعنی عورت کے پستان پر لیپ لگانے  
کی ہدایت کو ایک مرتبہ ستیا رتھ پرکاش کے دوسرے ستملاس میں لکھنے پر غمت  
نہ کر کے پھر بھی جو تھے ستملاس میں دوہرائے بغیر نہ رہا گی وہ کہیں کسی دید شاستر  
میں بھی لکھا ہوا ہے یا کہ محض زبانی جمع خرچ ہی ہے۔

ناظرین! آپ آر یہ صاحبان سے کہئے کہ وہ حسب ذیل عبارت کے مترادف  
شلوک یا منتر اپنے ہی تسلیم کردہ کتابوں یعنی چار ویدوں چھ شاستروں اور  
منو سمرتی یا دس اونپشادوں میں دیکھلا دیں

(۱) رچہ کا دودھ چھ دن تک بچہ کو پلانا چاہئے۔

(۲) دودھ روکنے کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوائی لگاؤ کہ جس سے دودھ

نکلنا بند ہو جائے۔

(۳) چھ دن بعد بچے کو دایہ دودھ پلایا کرے۔

(۴) مفلس ہو تو دایہ نہ رکھ سکے کی حالت میں بچے کو گائے یا بکری کا دودھ



ادویہ جات ملا کر پلایا کرے۔

ان چار فقروں کے لئے مبلغ چار سو روپیہ انعام مقرر کئے جاتے ہیں کہ جو صاحب دیدون وغیرہ میں ان کے مترادف فقر سے دیکھلا دیونگے وہ اس انعام کو حاصل کر سکیں گے۔

اکھڑین تم اس قدر اذیت دینا چاہتے ہیں کہ سوامی جی اس تمام عبارت کو پڑھتے سے پو ایہی نقشب پور ہا ہے کہ وہ انگریزوں کی پوری نقل اوتار رہے ہیں۔ ان لوگوں میں ہی یہ دعویٰ ہے کہ مسیح صاحب دو دہلہ سے کی ٹنالیٹ گوارا نہیں کرنا جانتے ہیں یہ مقرر کر لی ہیں۔ ورنہ ہندوستان میں تو مسیح وہ دولت مند کیا رہی مہارانی صاحبہ بھی اپنے پیاسے بچے کو دھڑلہ دھاتی ہیں۔ اور ہے بھی شیک کہ قدرتی محبت جو ان اور بچے کے درمیان ہوتی ہے اس محبت کا ذریعہ ہی دو وہ پلانا ہے کہ ایک شہ کو اپنے مان کے دردہ کی پرواہ نہ رہا جو سے تو اس کے نزدیک ان میں اور دیگر عورتوں میں کوئی زیادہ فرق ہی نظر نہ آوے گا۔ کیا وجہ ہے کہ بچوں کی نسبت باپ کے اپنی مان کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی کہ وہ دردہ پلانے والی جو سنے کے باعث اس کے پرورش کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لیکن اگر سوامی جی کی ہدایات پر عمل ہوئے لگے تو یقیناً بچوں کو کوئی محبت ان کے ساتھ نہ رہ جائیگی۔ ان وہ مسیح صاحبہ ہی ایسی نازک بان آرام طلب ہوا کرتی ہیں کہ انڈیا میں ان پر لیب لگا کر دود کی رفتار بند کر کے جانتی ہیں کہ ان کے جسم کی طاقت کم نہ ہوئے اور سے تانہ ان آرام میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہو۔ پس، طرین! آپ کو معلوم ہو کہ سوامی جی ہندو یا آریا عورتوں کو بھی ایسا ہی بتانا چاہتے ہیں۔

غرضیکہ اس بات سے کوئی منصف مزاج معقول پسند صاحب ہرگز ہرگز بھی انکار نہیں کر سکتے کہ سوامی جی یہ ساری باتیں دیر قوموں کی نقل کر کے لکھ رہے ہیں۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ وہ صاف طور پر اقرار بھی تو نہیں کرتے کہ ہماری قوم

میں اس قدر کمی ہے جس کو ہم انگریزوں سے پوری کرنا چاہتے ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے چروکاران تو بھی سبکے شیشے ہیں نہ یہ ساری باتیں دیدہ ہیں۔ سچ ہوئی اور یہ کہ ان تمام باتوں پر ویدک ستانہ کے آریہ صاحبان عمل کرتے۔ تب ہونگے۔ اچھا اور تو سب بیسیا بیسیا جلد کوئی صاحب ہمیں بھی بتلا دیں کہ مہاراجہ رام چند کو انکی جان کو شلیا (دشمن کی رائی) نے دودھ نہیں پلایا بلکہ ان کے لئے دایہ ملائے تھی؟ یا شری کرشن جی کو نشوونے دودھ نہیں پلایا بلکہ ایک نوکر کے سپرد کر دیا تھا؟ پس اگر رام دشمن جیسے بزرگ کا قوم جنکو سنا تھی سندھو پر مشور کا اوتار مانتے ہیں لیکن آریہ صاحبان بھی بڑھا ریفارم پالیویوں کا سرتاج وغیرہ ضرور مان رہے ہیں۔ اس اصول پر کاربند نہ رہے تو یہ قدیم آریوں کا سچ کیونکر کہا جاسکتا ہے اور پس کیا یہی بات دراصل نہیں ہے کہ سوامی جی انگریزوں کی نقل کر رہے ہیں۔

ناظرین! اب بتلائے کہ آریہ سماجی صاحبان جو عیسائیوں اور مسلمانوں کو جو دے رہے ہیں کہ وہ اپنے قوم کی ساری باتیں غلط سمجھ کر آریہ سماج میں جادوخل ہوں تو کیا وہ تب بھرستہ پرچہ بھلا جب وہ خود انگریزوں (عیسائیوں) کی نقل اپنے یہاں کرنا سب سمجھ رہے ہیں اور جہالت و پیداشی قومی فضیلت کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اہل اس کی نقل کر رہے ہیں تو ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ عیسائی مسلمان کو وہ اپنے مدد کرنے بلا رہے ہیں۔ اسے عیسائی مسلمان صاحبان! آپ کو اگر اپنا مذہب پسند نہیں آتا تو جو چاہو سو کرنا لیکن یہ خیال کبھی بھول کر بھی مت کرنا کہ آریہ سماج میں جادوخل ہوں جیسا کہ آجے چند بھائیوں نے کیا ہے۔ کیونکہ وہ ان اولٹا آپ کے قوم کی باتوں کو بتر سمجھ کر نقل کرنے کی کوشش ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر حقائق میں بھی وہ ان ڈھول کی پول ہی نظر آویکی بشرطیکہ اس کتاب کو آپ بغور شروع سے آخر تک پڑھ جائیں۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی مت سائل ذکر

غور ہے کہ ممبران آریہ سماج جبکہ خود بھی ان ہدایت پر عمل کر نیکے لئے تیار  
 نہیں ہیں جو ان کے ہوشی نے بقول ان کے اویدوں میں سے اخذ کر کے  
 ستیانہ پیکاش میں درج کی ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں برآ رہوتا کہ حقیقت  
 یہ ہے کہ آریہ سماج اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ سوامی جی کی اکثر باتیں جب ان  
 قانون قدرت و شایستگی سے خلاف ہیں ان ویدوں اور تمام دیگر مذہبی کتب  
 سے بھی نہ صرف بکواسس ہیں۔ ان کو مت نہ



# مسئلہ شوک

شوگ ایک ایسی بات ہے کہ جس پر تمام سناتی ہندو - سماں اور عیسائی صاحبان اکثر آریہ سماج کے ممبران پر طرح طرح کے مذاق کیا کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر کثرت کتابیں بھی تصنیف ہو چکی ہیں اور ممبران آریہ سماج کو خود بھی اس بات پر رعب و ڈر ہے کہ ان کے مخالفین کے پاس چاہے دیگر مسئلہ بات پر اعتراض کرنے کا سامان نہ ہو مگر اس مسئلہ پر بچہ بچہ بھی اعتراض کی بجھ مار کرنے لگے ہیں۔ ہر وقت کسی نہ کسی رشتہ دار یا مشہور و معروف مسئلہ پر اور جس پر اس قدر جھگڑا ہوتا ہے کہ وہ سب کو یکساں پڑھنا پڑے کو پسینا ہے اس خیال سے ہم نے چاہا تھا کہ اس مسئلہ پر سب کو یکساں پڑھنا پڑے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ اب تک اس مسئلہ پر باوجود اس قدر چھان بین ہوئے کہ بھی وہ باتیں جو ہم سے پوشیدہ ہیں تمہیں ان کے خدمتگاران پیش کرنی ہیں۔ مسئلے اس قدر بھی بڑا کی جاتی ہے۔ ناظرین! آپ نے اس مسئلہ پر منسی مذاق تو بہت کافی خور یہ سن لیا ہو گا کہ جو کہ ہمارا مدعا نہیں، لیکن ہم اب آپ پر یہ نظر ہمارے لیے کہ شوگ کا منول تو کچھ اور تھا مگر یا سندی فلاسفی نے یہاں بھی کچھ درسی رنگ جمایا۔

نمبر ۱

اول ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ شوگ ہمارے جیسے زمانہ میں ہونا کس قسم پر رائج تھا اور شوگ ہمارے اس بارہ میں کیا فائدے ہیں

واضح ہو کہ شوگ یہ فیصلہ ہے کہ جب مردلی صورت و خاصیت تو وہ جلا پس و پیش و ساری شادی کریوے لیکن اگر عورت کا فائدہ باد و دوسری صورت میں بتا

کی مجاز نہیں ہے کہ کسی مرد سے دوسری شادی کرنے کی خواہش کرے۔ نہ صرف یہ بلکہ  
سنولے عورتوں پر یہاں تک ظلم کیا ہے کہ اگر کوئی کنواری لڑکی ہو اور اس کی شادی  
کسی لڑکے کے ساتھ ہونا ملے یا گیا ہو لیکن ابھی رسومات شادی ادا نہ ہوئے ہوں اور  
وہ مجوزہ خاوندانہ قائم جاوے تو اس حالت میں بھی اس لڑکی کی دوسری شادی کرنے  
کی اجازت نہیں دی گئی۔ پس منومہ راج کا یہ حکم ہے کہ یہ کنواری لڑکی بھی اور  
دوسری وہ بیوہ عورتیں بھی جن کے ولاد موجود نہیں ہیں محض اولاد کے لئے نیوگ کر سکتی ہیں  
اور وہ اولاد بھی نیوگ کے ذریعہ اس لئے پیدا کرانی جاتی ہے کہ اس بیوہ کا یہ فرض ہے کہ وہ  
اپنے مرحوم خاوند کا خاندان قائم رکھنے کے لئے ایک لڑکا پیدا کرے جو اسے غرضیکہ جہاں  
ایک لڑکے سے راہ پیدا کرنے کی اجازت نہیں ہے (سوا خاص حالت کے) وہاں  
منومہ راج اس بات پر بہت زور دے رہے ہیں کہ یہ نیوگ ہرگز ہرگز بھی کسی قسم کی  
تہوت پرستی کا باعث نہ ثابت ہونے یا دے سے یہی وہ فرماتے ہیں کہ نہ تو کسی قسم کی  
تہوت بڑبڑانے والی باتیں کی جاویں اور نہ ہی ان باتوں پر عمل کیا جاوے بلکہ  
محض عورت کا معاملہ کر دینا ہی مقصود ہو۔ اس کے علاوہ ایک بات اور قابل غور  
یہ ہے کہ منومہ راج نے اس عورت کو صرف اپنے مرحوم خاوند کے خاندان ہی  
میں سے کسی کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت دی ہے یعنی اس کا دیو (مرحوم  
کا چھوٹا بھائی) اور اس کے غیبت میں مرحوم کا بڑا بھائی۔ اور اگر کوئی حقیقی بھائی  
نہ ہوں تو چچا زاد و خیرہ ہو خاندان کے اندر آسکتے ہوں ان میں سے کوئی شخص چُن  
لیا جاوے۔

ان! یہ سچ ہے کہ منومہ راج نے اس بات کی پروا نہیں کی کہ بطرح مردوں کو  
ان کی بیوی کے مرجانے پر دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے اسی انصاف  
کیونکہ نہ عورتوں کو بھی دوسرا خاوند کرنے کی اجازت دی جاوے۔ بلکہ ایک  
کنواری لڑکی کا محض باگ دان (پختہ وعدہ شادی) ہونے پر بھی اس کے مجوزہ  
خاوند کے مرجانے پر اس معصوم لڑکی کو تمام زندگی شوہر سے محروم رکھنا جیسا یہاں

ظلم ہے اس کو بھی منو جیسا قانون دان روار کھتا ہے اور کہیں تمام منوسمرتی ٹھہرین  
ایک آدھا یا چوتھائی شلوک بھی ایسا نہیں ملتا جو عورتوں کے آئینوں کے پٹے کا باعث  
نابت ہو۔ اور جہاں تک ہمارا خیال ہے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید  
منو کے زمانہ والوں کا یہ فیصلہ رہا ہوگا کہ عورتوں میں شہوت بہ نسبت مرد کے کم ہے  
یا اس زمانہ میں عورتوں پر ایسے ہی ظلم ہوتے رہتے ہوں گے۔

پس اگر ہم بیوہ عورتوں کے دوسری شادی کی اجازت نہ ہونے کے ظلم کو نظر انداز  
کر دیوین تو منوسمرتی کی ہدایت دوبارہ نیوگ اس قدر قبل اعتراض نہیں معلوم ہوتی۔  
جس میں سبب بڑے کمزور بات یہ ہے کہ دوسرے خاندان کے مرد سے ہرگز نہ گزری تعلق  
نہیں کرایا جاتا۔ حالانکہ اس قدر رواج کو بھی مل سہو و عرصہ دراز سے ترک کر دیا ہے  
ممکن ہے کہ منو کے زمانہ میں اور اس سے قبل ایسی باتیں رایج رہی ہوں مگر بعد  
میں شائستگی نے اس قدر ترقی کی کہ زمانہ کے ریفارمروں نے اس رواج کو قطعی منکر کرنا  
ہی مناسب سمجھا چنانچہ پر شرر شنی نے اپنی سمرتی میں فرمایا کہ نیوگ اس زمانہ یعنی  
کلی یوگ کے لئے نہیں ہے۔ لیکن اس گڑے مرد سے کو ادکھاڑنے کا فخر اب اس قدر  
عصر دراز کے بعد آریہ سماج کے مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو ہی  
حاصل کرنا تھا۔

ناظرین! شاید وہ لوگ جنکے، ماخون کو دیانندی تعلیم نے گمراہ کر دیا ہے ہمارے  
اوپر کی باتوں کو غلط تصور کریں کیونکہ ان کا یہ یقین ہے کہ سوامی دیانند کی کوئی  
بات دیدون اور منوسمرتی کے خلاف نہیں ہے اس لئے ہم اپنی رائے کی تائید  
کے لئے ذیل میں منوسمرتی کے ان حوالہ جات کو جن میں نیوگ کا ذکر آیا ہے پیش  
کئے دیتے ہیں لہذا ہم ٹینڈت تلمسی رام صاحب کا ہی ترجمہ منٹو کر لیا ہے  
اسوجہ سے شلوکوں کو نقل کرنا بوجہ طوالت مناسب نہیں سمجھتے) وہو ہذا۔  
منو کا نیوگ یا عورتوں کے لئے ہدایت بروقت اپت یعنی زمانہ مصیبت  
منوسمرتی اودھیا ۱۰۴۔ شلوک



۵۰۔ بڑے بھائی کی عورت چھوٹے بھائی کے لئے گرو کی بیوی کے مانند ہے اور چھوٹے کی بیوی بڑے کے لئے اپنے لڑکے کی بیوی کے مانند کہی گئی ہے۔  
 ۵۱۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بیوی کے ساتھ یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوی کے ساتھ سو آپت کال یعنی مصیبت کے وقت (یعنی اولاد نہ ہونے پر) گارنیوگ کے ذریعہ بھی ہم بستر ہو تو دونوں تنفرل ہوتے ہیں۔

نوٹ۔ مطلب یہ ہے کہ نیوگ کسی خاص حالت کے لئے ہے جب خاندان ختم ہوتا ہو پس اگر اولاد موجود ہو تو نیوگ ہرگز ہرگز نہ کرے اور دوسرے طرح پر بڑایا چھوٹا بھائی ہی بھاؤں سے ہم بستر ہو تو پاپ کرنے والا سمجھا جاوے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منو کو نیوگ کی اجازت دیتے ہوئے یہ پس و پیش ہوا کہ کہیں کوئی عیاش مزاج نیوگ کے بہانہ سے ایسے ناجائز فعل نہ کرنے لگ جاوین۔  
 ۵۲۔ اولاد نہ ہو تو۔ اولاد کی خواہش سے باقی عدہ نیوگ شدہ عورت سے دیو یا دوسرے نذیعے اسی خاندان وار پیدا کیے۔

نوٹ۔ لفظ سینڈ غو مطلب ہے۔ منو کی یہ منشا ہے کہ خاندان ختم ہونے کے وقت نیوگ سے اولاد پیدا کی جاوے لیکن اگر اس بیوہ عورت کا جس کا خاوند لاولد مر گیا ہے (دیو و موجود نہیں ہے تو صرف اسی کے خاندان کا کوئی شخص نیوگ کرے۔ دوسرے کو مجاز نہیں ہے۔ اور یہ اسلئے کہ دوسرے خاندان کا نطفہ اس سے لگاؤ اولاد پاک خاندانی نہ رہے گی پس ایسے اولاد کے لئے نیوگ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

۶۰۔ بیوہ کے ساتھ نیوگ کرنے والا جسم میں گھی لگا کر خاموش ہو کر رات میں (صحبت کرے اسطور پر) ایک اولاد پیدا کرے دوسرا ہرگز نہ کرے۔

نوٹ۔ گھی جسم میں لگائے سے منو کی یہ منشا ہے کہ التلن (لپٹے وغیرہ) سے بر شہوت کا اظہار ہوتا ہے وہ (نیوگ کی حالت میں نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔

۶۱ - دوسرے بزرگ جو نیوگ سے اولاد کی پیدائش کے اصول سے اتفاق نہیں  
 اُن دونوں مرد عورت کی منشا کو ایک اولاد سے پوری نہ ہونے پر راضی نہیں ہوتے  
 سے دوسری اولاد پیدا کرنا بھی دہرم کے موافق مانتے ہیں۔

نوٹ - یعنی ایک اولاد اس بیوہ عورت کے لئے اور ایک اس کے دیو یا  
 جیٹھ یا دوسرے سپنڈ (خاندانی) کے لئے مندرجہ ذیل کو ہے اپنے خاندان کو  
 قائم رکھنے کی ضرورت اور وہ دونوں اولاد ہوں۔

۶۲ - انیول شدہ (یعنی جن میں نسل قائم نہ ہو) پر یعنی نیوگ کی عیب حاصل ہو جانے  
 کے بعد بڑے اور چھوٹے بھائی مورخوں سے دونوں آپس میں راضی ہو کر چھوٹے  
 سابق دستور) برتاؤ کرنے لگیں۔

۶۳ - جو چھوٹا اور بھائی بنی بیوہ دونوں کے ساتھ نیوگ کے طریقہ پر چھوڑ کر شہوت  
 سے ہم بستہ ہو جائے۔ وہ اس کے لئے مستحب نہیں ہو سکتا۔ یعنی وہ گناہ کرتا ہے  
 اور لڑکھائی ہو سکتا ہے۔ (کے مانند) ہوں۔

۶۴ - براہمن کشتہ یا شیشہ لی بد بھو عورت کا دوسرے دورن کے ساتھ نیوگ  
 نہ کرنا چاہئے۔ دوسرے (دورن) کے ساتھ نیوگ کی ہونی موہین شاتن (قدیم)  
 دہرم کو رد کرتی ہیں۔

نوٹ - یعنی سنہ مہاساج لئے شادی تو ایک دورن کی عورت کا دوسرے  
 دورن کے مرد کے ساتھ اندر بیچ دورن کی عورت کا اپنے دورن کے مرد سے  
 بایز قرار دیا ہے مگر نیوگ میں ممانعت رہے ہیں۔ یہاں پر ہے کہ نیوگ تو صرف اسی  
 اسی خاندان کے ساتھ کیا گیا ہے پھر غیہ دورن کیا۔

شکوہ نمبر ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸ کو پنڈت تلسمی رام صاحب نے پرکشیت مانا ہے  
 محض اسوجہ سے کہ راجا رین کا نام آگیا ہے۔ جو کہ حسب ذیل ہیں

۶۵ - شادی کے متعلق سنہ دورن میں نہیں نیوگ نہیں کیا گیا اور نہ شادی کی نہی  
 (یا اجازت) میں بیوہ کا عقد تانی کہا گیا ہے۔

۶۶۔ یہ اجازت دیا گیا ہوا بھی انسانوں کا نیوگ راجا نہیں اس کے زمانہ حکومت میں عالم  
دو بھون (دو بارہ پیدائش : دن یعنی براہمن کشتریہ ویشہ) کے ذریعہ حیوانی افعال اور  
نندنیٹ (باعث بدنامی یعنی مسخرہ) کہا گیا (کیونکہ)

۶۷۔ ۱۵۰۰ بت۔ جاجو راج رشیوں میں افضل اور زمانہ قدیم میں ساری زمین کا  
حاکم تھا۔ شہوت سے مغلوب ہو کر ورن سنکر کرنے لگا تھا۔

ورن سنکر یہ کہ تا جائز پیدائش یعنی کسی شودر مرد سے براہمنی عورت میں جو  
اولاد پیدا ہو وہ ورن سنکر کہلائے کی یاد دوسرے نطفوں میں حرام زادہ کہتا خیر موزوں  
نہ ہوگا۔

۶۸۔ اوس دین راجا کے زمانہ سے جو کوئی مہوہ یعنی نفعت کے باعث اولاد  
سے لئے یہ عورت سے نیوگ کرتا ہے اوس کی سادہ ہوا نیک (لوگ نندا ندگوئی) کرتے ہیں۔  
لیکن دین سے قبل اس کی نندانہ تھی۔

نوٹ۔ لیکن دین سے قبل اس کی نندانہ تھی یہ بریکٹ پنڈت تلسی رام صاحب  
کی نیز دگی ہے جو دن کے تعصب کو ظاہر رہا ہے۔ باوجودیکہ وہ ان شکوک کو  
ناحاذر قرار دے جیسے ندین تاہم اس ۶۸ دین شکوک میں صاف طور پر نیوگ کی بُرائی دیکھ کر  
یہی کہنا مناسب سمجھا کہ خیر۔ جا دین سے قبل تو سکی نندانہ تھی (کیا ہوا اب ہو گئی  
تو بولنے دو پڑا نہیں بے خیالی اختیار کر لیوں گے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ منوسمرتی میں جس طرح راجا دین کا نام آیا ہے  
اوسی طرح دیگر تاریخی واقعات اور خاص خاص رشی مہرشیوں وغیرہ کے نام بھی اکثر  
موقعوں پر آتے ہیں۔ پس آریوں کا یہ کہنا کہ منوسمرتی دنیا کے  
شروع سے اسی سے رہا جاتا ہے اور بالکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

نیوگ کر رہے ہیں منوسمرتی صاف طور پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ منوسمرتی تصنیف ہونے سے قبل  
یہ یک نام روح بنا۔ مگر اسکے تصنیف کے وقت اسکا عملہ راند کمزور پڑ گیا تھا۔ اور پھر  
سمرتی اس معنی کو اور بھی بتا دیتی ہے جسے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے مصنف وقت نیوگ بالکل کافی ہو چکا ہو گا۔



واضح ہو کہ ان شلوکوں سے ثابت ہے کہ منومہ راج کے زمانہ میں ہی بٹ کے  
 رواج کی نندائیں برائی اور بدگوئی ہونے لگی تھی۔ اور اسے قبل کوئی رہنمائی نہ ہو  
 چکا ہے جس کے زمانہ میں نیوگ کا کافی غروج ہو کر زوال شروع ہوا۔ ہر کمال و زوال  
 اور جو پنڈت تلسی رام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ راجا دین منو سے پیچھے ہوا ہے پس سوال  
 یہ ہے کہ ابھی تک تو یہی ثابت نہ ہو سکا کہ اس منومرتی کا مصنف کون ہے اور  
 یہ کس زمانہ میں تصنیف ہوئی ہے پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ دین منو سے پیچھے ہوا یا پہلے۔  
 ممکن ہے کہ وہ منو سے ہزار سال آگے ہوا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ انہیں دیانند کے راہی  
 سے خلاف باتیں پسند نہیں اور ان چار شلوکوں میں نیوگ کی نند، آگئی تھی جو دیانندی  
 تعلیم پر پانی جھرتی ہے اسوجہ سے ان شلوکوں کو ناجائز قرار دینا ہی تھا پس دین راجا کا  
 ایک بیان مل گیا۔

ناظرین! آپ نے منومہ راج کا نیوگ ملاحظہ کر لیا۔ اب دیانند مہاراج کا نیوگ  
 اور بیو عورت کی عقیدتانی بھی ملاحظہ فرمائے۔

نمبر ۲

سوامی جی اردو ستیارتھ پرنس صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۹ پر حسب ذیل فرماتے ہیں۔  
 ”(سوال) عورت اور مرد کے بہت بیاہ ہونے جائز ہیں یا نہیں۔ (جواب)  
 ایک وقت میں نہیں۔ سوال کیا مختلف وقتوں میں ایک سے بیاہ بیاہ ہونے  
 چاہیں۔ (جواب) مان جیسے

या स्त्रित्वस्य योनिः स्यात् गत प्रत्या गतापि वा ।

पौनर्भवेन भर्त्रो सा पुनः संस्कारमहेति ॥

मम० ३३० ६ सो० १७६

جس عورت یا مرد کا پانی گرجن مائے سنسکار ہوا ہو (یعنی محض رسومات شادی ادا ہو  
 ہوں) اور میل نہ ہوا ہو یعنی جو اکشت یونی استری (= باکرہ عورت) اور اکشت  
 ویریہ مرد ہوں ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پھر بواہ (مکرر ازدواج) ہونا چاہیے

اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ براہمن کشتری اور ویشہ ورتون میں کشت یوگی عورت  
 اور کشت دیرہ۔ جنکی مہاسمت ہو چکی ہو) کانپروا (مکرسیا) نہ ہونا چاہیے  
 ناظرین! سوامی جی نے نہ تو اوپر کا حوالہ مضمون کے مطابق پیش کیا ہے اور نہ  
 شلوک کا صحیح مطلب ظاہر کیا ہے۔ غرضیکہ اس موقع پر سوامی جی نے عوام کے  
 دلوں میں غول ڈالنے کے سوا اور کچھ نہیں لیا۔ ہمیں تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اگر  
 کسی مضمون کے موافق حوالہ جات مندرجہ ذیل میں نہیں ملتے تو سوامی جی زبردستی اور  
 دوسرے شلوکوں کو نہ معلوم لیون لایسکتے ہیں۔ کیا ایسا ہے کہ دوسری شلوک  
 کا سیاقی ممکن ہے۔ سوامی جی بارہ عورت کی دوسری شادی کرنا مناسب سمجھتے  
 ہو کہ واقعی ہندو قوم کے لئے اس وقت نہایت ہی ضروری ہے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ  
 دوسری قسم کی بیوہ عورتوں کی بھی عقد ثانی کا رواج ہندوستان میں ہونا ضروری ہے  
 لیکن اگر منوہتی میں اس رائے کی تائید میں کوئی شلوک نہیں ملتا تو کیا یہ مغالطہ  
 دی نہیں ہے کہ کہیں کسی اور مضمون سے کوئی شلوک اپنی اپنی مطلب پر اس  
 کرنے کی کوشش نہ کیا۔

ناظرین! ادنیٰ پڑھنے کے شلوک کے معنی یہ تو فرما دیجئے سوامی جی نے تحریر فرمائی  
 ہیں۔ الفاظ لکیر شدہ کے لئے شلوک میں ایک حرف ہی نہیں ہے۔ ان الفاظ  
 کو ایذا دیکر سوامی جی یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ منوہتی عورتوں اور مردوں کے حقوق  
 برابر تسلیم سے ہیں حالانکہ یہ بالکل ہی واقعات کے خلاف عوام کو مغالطہ میں ڈالتا  
 ہے۔

اس شلوک میں کیا ذکر ہے یہ تو آگے آویگا لیکن اگر بالفرض ہم سوامی جی کا ہی  
 قول تسلیم کر لیں کہ اس شلوک میں بارہ عورت کو عقد ثانی کی اجازت دی گئی ہے  
 تو تاہم بھی سوامی جی جو لکیر شدہ الفاظ سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ بطرح کشت  
 یوگی یعنی بارہ عورت کی دوسری شادی کی اجازت اس شلوک میں ہے اسی طرح  
 کشت دیرہ (جس کی منی اب تک خارج نہ ہوئی ہو) سے پاک مرد کی بھی

دوسری شادی کی اجازت اس شلوک میں موجود ہے ہرگز نہ گز بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ناظرین! سوامی جی کا یہ فیصلہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر ہیں۔ دونوں کو صرف ایک مرتبہ شادی کی اجازت ہے ورنہ وہ بیوہ اور رنڈوا کو بھی برابر حقوق دینا چاہتے ہیں یعنی اگر بارہ بیوہ ہو تو اس کی شادی ایک ایسے مرد سے کجاوہ جو رنڈوا تو ہو مگر اکشت ویرہ ہو یعنی جس طرح اس عورت کے محض رسومات شادی ادا ہوئے ہوں اسی طرح مرد کے بھی محض رسومات شادی ادا ہوئے ہوں۔ پس سوامی جی بات تو نہایت منصف مزاجی کی چاہتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ جس منوسمرتی پر ان کا سارا دار مدار ہے وہ ان کے ہاں مین بان نہیں ملاتی۔

و منع ہو کہ منومہا راج تو نہ صرف اکشت ویرہ (جس کی بھی خارت نہ ہوئی ہو) کی دوسری شادی کی اجازت دیتے ہیں بلکہ جسکے دست میٹل لڑکے بھی پیدا ہو چکے ہوں ایسے رنڈوا کو بھی دوسری شادی کی اجازت دے رہے ہیں جیسا کہ منوسمرتی اور بیباک ۵ شلوک ۱۶۸ سے ظاہر ہے جو کہ حسب ذیل ہے :-

भायोयै पूवमागिरायै दत्ताग्नौ नन्त्य कर्मणि ।

पुनर्दोष कुर्यां कुर्यात्पुनराधानमेव च ॥ मनु० ५-१६८ ॥

پنڈت تمسی رام صاحب نے اسے ناجائز نہیں مانا اور ان کا ترجمہ شلوک کا

یوں لکھتے ہیں :-

میری ہوئی عورت کے جسم کا آخری سدا کاراگ میں کرنے (یعنی جلا دینے) کے بعد اگر ہستہ اشرم (خانہ داری) کے لئے پھر دوسری شادی کرتے تو اور اگنی ہو تر لیوے۔“

پھر بعد سوامی جی کا منوسمرتی کے مذکورہ بالا شلوک (پہلے) سے یہ مطلب نکالنا کہ اکشت ویرہ رنڈوا کی بھی عقد ثانی ہو سکتی ہے سراسر منو کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے۔



لیکن اگر کسی دیندہ تعلیم سے کہادستغیب مہاراج کو ہمارے بات کا اعتبار نہ ہو تو ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ اوپر کے شلوک (منو ۱۵۱) کا جو سو من مانتر سترلی مہاراج کا ترجمہ ہے اس کے لکیر شدہ عبارت (یا مروتکا - اور اکشت و برج برو مو - یا مروت کے ساتھ) کے مترادف الفاظ اس شلوک میں ثابت کر دیں تو ہم ایسے شخص کو مہلک تین سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۲۵۱)۔

ناظرین! اب آپ ذرا اس کیفیت کو سنیں کہ یہ شلوک جسے سوامی جی ہکرہ کی دوسری شادی سے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں اس میں مضمون سے متعلق رکھتا ہے۔

بارہ کی دوسری شادی تو دور رہی۔ منو مہاراج دو سو بیپاری جے گناہ (۱۵۱) کی شادی تک کرنے کی جرات نہیں دیتے جسکا محض واٹ ۱۱۱ ہے یعنی سترلی لینے سگائی (جو چکا ہے) جیسا کہ منو سترلی ۱۱۱ میں ادھیہ کے ۱۶۹ اور ۱۷۰ میں شلوک سے ثابت ہے جنکا ترجمہ اوپر آچکا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر آخری)۔ پھر بھلا کب ممکن تھا کہ وہ سوامی جی کی رہا سے متفق ہوتے۔

ناظرین! یہ شلوک ہکرہ کی عقد ثانی خیرہ سے بائبل کہیہ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس مقام پر تو جہان کا یہ شلوک ہے، منو مہاراج اولادون کی قسمیں بیان کر رہے ہیں یعنی منو مہاراج پنی سترلی کے لوہے ۱۵۹ میں اور ۱۶۰ میں شلوکوں میں بارہ قسم کی اولادون کے نام لکھے گئے شلوک مبرہ ۱۷۱ انسان ہرچو تشریح کرتے ہیں۔ اس درمیان کا یہ ۱۷۲ اور ان شلوک متنازعہ فیہ ہے۔ ہم ناظرین کی واقفیت کے لئے شلوک نمبر ۱۵۹ سے ۱۶۱ تک کا ترجمہ انسپدیت تلسی رام صاحب ذیل میں پیش کئے دیتے ہیں۔

اولادون کی قسمیں

ادھیہارو شلوک

۱۵۹۔ اورس۔ کشتیرج۔ دتک۔ کرترم۔ گوڈھوتین۔ اب وڈہ۔  
 چھ قسم کی اولدین (دولت کے جائز وارث ہیں۔

۱۶۰۔ کانین۔ سہوڈہ۔ کریت۔ پونزبھو۔ سومدات۔ شوڈر۔ یہ چھ دولت  
 کے جائز وارث نہیں ہیں بلکہ صرف باندھو یعنی رشتہ دار ہیں۔ (ان کی پہچان  
 ۱۶۱ اورین پر کی گئی ہے)۔

۱۶۱۔ بڑی (ٹوٹی پھوٹی) کشتی سے پانی میں تیرنے والا جس طرح کا نتیجہ حاصل  
 کرتا ہے۔ اسی طرح کا نتیجہ کچھ دولت اڑکون سے تکلیف کو دور کرنے کا خواہشمند پیدا  
 ہے۔

۱۶۲۔ لاولد عورت اگر نیک کے ذریعہ ایک لڑکا حاصل کرے اور کسی طرح دوسرا  
 اورس لڑکا بھی پیدا ہو جاوے تو دونوں اپنے باپ کے دولت کو حاصل کریں۔  
 دوسرے کے مال کو دوسرے کا لڑکا نہیں لے سکتا۔

۱۶۳۔ ایک اورس لڑکا ہی باپ کے دولت کا حقدار ہوتا ہے۔ باقی سبھوں پر  
 رحم کر کے کہا نا کپڑا دے دیوے۔

۱۶۴۔ اورس لڑکا جایدا کا حصہ کرتا ہوا کشتیرج لڑکے کو چھٹھوان پاپا پنچون  
 حصہ کل دولت کا دے دیوے۔

۱۶۵۔ اورس اور کشتیرج یہ دونوں لڑکے (مذکورہ بالا طریقہ پر) باپ کے  
 دولت کے حقدار ہوں اور باقی دس طرح کے لڑکے سوروٹی جایدا کے حصہ دار  
 ہوں۔

۱۶۶۔ بواہ وغیرہ باقاعدہ کر کے اپنے منکوحہ بیوی سے جو لڑکا اپنے لطفہ سے  
 پیدا ہو اوس کو اورس جانو۔

۱۶۷۔ اپنے اولاد کو تنہا اپنی زندگی میں ہی اولاد سے محروم ہو جانے کی وجہ سے کسی دوسرے  
 مرد سے نیوک را کر اپنی بیوی سے اولاد پیدا کر ایوی اور اسکے بعد خود اسکے لطفہ سے  
 اپنی اولاد پیدا ہو جاوے یہ مطلب ہے۔

۱۶۷۔ خاوند کے مرجائے۔ نامرد ہو جانے یا اسکے وایم المرین ہو جانے پر اس کی بیوی سے نیوگ کے ذریعہ جوڑ کا پیدا ہوتا ہے اسکو کشیترج جالو۔

۱۶۸۔ مان یا باپ بروقت معیبت جس اپنے ہی ذات والے پیار سے لڑکے کو سنگاپ (ارادہ کر کے کسی کو دے دیوے اس کو دتیرم (یعنی دیک) لڑکا جالو۔

۱۶۹۔ جو اپنے ہی ذات والا بھلائی برائی کو جانتے والا اور اولاد کے معفتوں سے موصوف لڑکا پنہا کر لیا جاوے اسکو کریرم لڑکا جالو۔

۱۷۰۔ جسکے تھوین پیدا ہو لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کس کا ہے ایسے لڑکے کا نام گورہ (بہن اور دو) اس کا لڑکا ہی جسکی بیوی نے اس سے جنا ہے۔

۱۷۱۔ جو مان یا باپ کا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا ترک کیا ہوا ہے اس لڑکے کو جو حاصل کرے اس کو اس کا باپ و وہ لڑکا کہتے ہیں۔

۱۷۲۔ باپ نے گھر میں جو لڑکی پوشیدہ طور پر بچہ بنے اس لڑکی کے اس اولاد کو اس کے خاوند کا کاہن نامی لڑکا کہنا چاہتے

۱۷۳۔ بوارادن۔ یا سہونا حاملہ عورت سے شادی کی جاوے وہ ادسی خاوند کا ممل ہے اور اسکو سہونا کہتے ہیں۔

۱۷۴۔ نسل جادی۔ کھنے کے لئے وادین سے جس لڑکے کو خریدیوے اس کو (پاتے بریر ذات) ہو کر نیک لڑکا کہتے ہیں۔

۱۷۵۔ جو خاوند سے ترک کی گئی ہوئی یا بیوہ عورت اپنی خواہش سے دوسرے کی بیوی ہو کر اور پیدا کرے اس کو پونر بھو لڑکا کہتے ہیں۔ (اگلا شلوک متنازعہ ہے)

۱۷۶۔ عورت اگر بیٹہ مرد سے ہم بستر نہ ہوئی ہو تو دوسرے پونر بھو خاوند سے پکڑائی کرنے کی مجاز ہے خواہ پھر اسے ادسی کے پاس آوے تو بھی پھر شادی کرنے کی مجاز ہے۔

نوٹ یہاں پر منو کی مذکور یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو نکال دیا ہو مگر وہ اتفاق سے دوسرے کسی کو خاوند نہ کرے اور باکرہ رہے تو کچھ عرصہ بعد پھر اس سابق



خاوند کہ پاس آنا چاہے اور اس سے منظور بھی کرنا چاہے تو پھر دوبارہ شادی کی رسمیات  
داکیجاوین اور اب اس خاوند کا نام پونر بھو خاوند ہوگا چنانچہ آئندہ جو اس سے اولاد  
پیدا ہوگی وہ بھی پونر بھو کہلائے گی۔

۱۷۷۔ جو تیم ہو یا جو بلا قصور نکال دیا گیا ہو اور وہ خود اپنے تئیں کسی کے حوالہ کر  
دیوے وہ سویموت کہلاتا ہے۔

۱۷۸۔ براہمن اگر شوہر عورت سے کوئی اولاد پیدا کرے تو وہ اولاد زندہ بھی مردہ  
کے مانند ہے اس لئے اس کو پار سو یا شوہ کہتے ہیں  
یہ بارہ قسم اولادوں کی ہو گئیں۔

ناظرین! اب آپ سوچ سکتے ہیں کہ جس شلوک سے سوامی جی باکرہ کی عقد ثانی ہوتا  
کر رہے ہیں اس سے آگے پیچھے کی عبارت مد کر پڑھتے اور اس شلوک کے صرف  
لفظی معنے پر غور کرنے سے کیا کچھ معنے مطلب برآمد ہوتے ہیں۔ بھان نہ تو باکرہ عورت  
ہے اور نہ عقد ثانی ہے۔ بلکہ یہاں تو اولادوں کے دستوں قسم کا نام پونر بھو بتلایا جا  
رہا ہے۔ اور اس کی تشریح ظاہر کی گئی ہے کہ جو اولاد اس طور پر پیدا ہو وہ پونر بھو کہلاوے گی  
اور منو مہاراج یہ بات پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ن بارہ میں سے پچھلی ۶ (یعنی ۷ سے ۱۲ تک)  
والی (اولادیں کسی قسم کے جائیدادوں کے حصہ بات نہیں حاصل کر سکتے جس کے صاف  
یہ معنے ہیں کہ ایسے اولادوں کی پیدائش ناجائز یعنی حرام ہے۔ پس کیا سوامی دیانند  
سرسوتی مہاراج کی یہ منشاء ہے کہ اُن کے پیروکار ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے  
جہاں حرام زادہ اولاد پیدا کرنے لگ جائیں وہاں ان بیچاروں کو جائیدادوں وغیرہ سے  
بھی محروم کر دیں کیونکہ انگریزی سرکار نے بھی جو ہندو قانون بنایا ہے وہ منو۔ براہمن اور  
یاجنہ و لکسمرتیوں کی ہی انتخاب ہے۔

ناظرین! کیسے افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی جیسے عالم فاضل اگر  
اس طرح کا مغالطہ عوام کو دینے لگیں تو حقیقت حال سے بھلا کیونکر واقفیت ہو سکتی  
ہے۔

ہم منصف مزاج غیر تعصب آریہ صاحبان سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ اس موقع پر ضرر کیا دیکھ نہیں سکتے کہ سوامی دیا بند نے جان بوجہ کر لوگوں کو کیسا بھاری بھنگ دیا ہے۔ کیا منوسمرفی کے شلوک بھی وید منتر چین کہ یہ بہانہ بنادیا جائیگا کہ معمولی سنسکرت قواعد اور لغات سے ان کے معنی نہیں مل سکتے بلکہ ٹکمنٹو ورنز وکت کی ضرورت ہے۔ بیشک منوسمرفی کے شلوکوں کے بارے میں ایسی فنشول باتیں نہیں پڑ سکتیں اور ایک معمولی مناسبت دان بھی ان شلوکوں کا لفظی ترجمہ جوہی کر سکتا ہے۔ عین چرچی ہم دیکھتے ہیں کہ سوامی بی نے سمجھا یا کہ سنسکرت، اوزن کی تعداد بہت کم ہے پس اعلیٰ عہد سے منس قنور سے وگ وقف ہو سینگے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ سب سے پہلے پوپ وغیرہ کہ کر ڈانت دیا کریں گے اس سے جو کچھ مناسب معلوم ہو وہ سب باتیں چلا دو اور انت سنٹ پوشوک چھوٹیش کر دیکھو کہ زیادہ تر تو یہ سمجھتے ہیں امر نیہی دان باولوگوں کو پٹنٹ ہے لیکن کیا ایسی دھمکی پر دیہ تک رہ سکتی ہے۔ ان باتوں کی چال تو بغیر کھلے رہ ہی نہیں سکتی۔ ان گرجے میں آکر یہ صاحبان سبائی کو قبول کرنے اور غاصیوں کو ترک کرنے کے اصول پر پابند ہوتے تو ان کو یہ لازم تھا کہ ایسی تمام باتوں کی جانچ پڑتال کرتے اور دیکھتے حقیقت کیا ہے۔ کون سی بات سوامی دینند کی غلط ہے۔ کون سی سہوا غلطی رہ گئی ہے یا چھاپہ کی لیا کیا غلطیاں ہیں اور ان سب کو رفع کرتے۔ لیکن ان کو ان باتوں کے لئے تو ذمت نہیں ہے البتہ اگر ذمت ہی تو بندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے بزرگوں اور دیوتاؤں وغیرہ کو خوب خوب مسلمانین سنسنے کی بہت کافی فرست ہے۔ یا اگر کوئی کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے تو یہ تمام غیر قوموں کو گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خود نصیحت ویران نصیحت کے مصداق بنے ہیں۔

ناظرین! اس شلوک نے ترجمہ میں پنڈت تلپی رام صاحب نے ہی ایک چال کی ہے۔ یعنی جو کہ وہ ایک برکت کے اندر خود پھر سے اوس کے پاس آوی تو پھر شادی کرنے کی مجاہد ہے یہ لہجہ ہے پس یہ عبارت ان کو ریکٹ کے اندر بند کرتا

مناسب نہ تھا کیونکہ بریکٹ کے اندر صرف وہ عبارت بند کی جاتی ہے جن کے لئے شلوک  
میں الفاظ تو موجود نہ ہوں مگر مترجم اپنے طرف سے کچھ الفاظ لانا مناسب خیال کرے  
لیکن الفاظ **गता गतापि वा** موجود ہیں۔ چنانچہ پنڈت صاحب کے  
تعمد سے مطاب کو صاف نہ ہونے دیا۔

ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم ان دونوں شلوکوں نمبر ۷۰ - ۷۱ کا مطلب  
ذیل میں بیان کئے دیتے ہیں۔ یعنی سونہارا راج کی منشا یہ ہے کہ ایک تو جو عورت  
اپنے خاوند سے ترک کر دی گئی ہو اور دوسری جو بیوہ ہو گئی ہو ایسی دونوں قسموں کی  
خواتین اگر نہ جائز ہو کسی مرد سے تعلق کر کے دلا پیدا کریں تو اس اولاد کا نام پونر بھو  
ہوگا یہ شلوک نمبر ۷۰ کا مطلب ہے۔ اس سے اگلے شلوک (متنازعہ فیہ) سے  
سونہارا راج کی منشا یہ ہے کہ اگر وہ عورت جو اپنے خاوند سے ترک کی گئی ہو بالضرع  
باکرہ رہی ہو یعنی کسی دوسرے مرد سے تعلق نہ کیا ہو یا چاہے آئی گئی بھی ہو یعنی  
یا ہے کسی دوسرے مرد سے محبت کر بھی چکی ہو تو دونوں حالتوں میں اگر وہ پھر  
اپنے خاوند سے اس آوے اور وادے منظور کرنا پسند کرے تو ان کی از سر نو یعنی  
دوبارہ شادی ہونی چاہیے اور اب ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی پونر بھو نام  
نامزد ہوگی۔

ناظرین، مطلب سونہارا راج کا یہاں جسکو کچھ تو گرو جی نے پوشیدہ کیا اور رہا سہا  
**गता गतापि वा** (= خواہ آئی گئی  
ہو یا نہ ہو) کے معنی دیے ہیں۔ میاں سرسوتی مہاراج نے اپنے ترجمہ (مذکورہ بالا)  
میں ذیل میں غلط کیا اور پنڈت تپسی رام صاحب نے اپنے گرو کی  
عزت قائم رکھنے کے لئے اس کے معنی کو ایک بریکٹ کے اندر بند کر دیا۔

کے ناظرین! کیسی چال بازیان ہو رہی ہیں۔ لیکن کیا بھلا اس چال بازیوں  
سے کوئی کام چل سکتا ہے جو اسی اگر منو سمرتی میں باکرہ کی مقد ثانی کی اجازت  
نہیں ملتی تو ایسی ظالم سمرتی کو آگ میں کیوں نہیں جلا دیتے۔ اور اگر دیدوں میں بھی



ایسی جانت نہیں پائی جاتی تو ہم تو یہی سلاح دیوبین گئے کہ آریہ صاحبان ہمارے  
مانندان کو دور سے نیستے کر کے اب کوئی اور راستہ تلاش کریں۔ اور اگرچہ سے وہ  
دریافت کریں تو ہم بھی سفارش کریں گے کہ ان پتھر آن شریف کی شہرین یعنی چاہئے  
جس میں ایسی خبر بیان اور لکھنا تعلیم نہیں پائی جائے۔

نہیں۔ بعد دعویٰ سے کہتے ہیں کہ سوامی جی نے جو ترجمہ اس شلوک کا

روسیا، تھو پر کاغذ صفحہ ۱۴۶ سطر ۳-۶ پر دست کیا ہے سین

جائزہ کے معنی یہ ان کے مترادف کوئی عبارت موجود نہیں ہے۔ اور کیا

یہ بڑی بھاری چال بازی نہیں ہے کہ چونکہ ہندو کی عقیداتی کے ثبوت میں سوامی جی

نے اس شلوک کو ہمیشہ کی بات پس جو فقرہ ان کے اس بات کو رد کرنے والا تھا، کیونکہ

س سے یہ معنی ہو جاتے ہیں کہ وہ عورت باکرو رہی ہو یا چاہے کسی سے صحبت

بھی کھڑی ہو، دوسے باکل ہی نظر انداز کر دیا۔ بان کوئی صاحب یہ کہنے لگا کہ، سر فقہ

کے لفظی معنی ہیں "خواہ آئی گئی ہو"۔ پس اس سے صحبت کر حکم تو یہ مطلب نہر نکلتا

تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شایستہ بول چال کے محاوروں سے جو لوگ قف

ہیں وہ بین اس بات سے سمجھانے کی حیدر ضرورت نہیں ہے کہ ایسے معاملات کے

ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی اس کی چند ضرورتیں ہیں کہ ایسے معاملات کے لئے ہر ایک زبان میں اکثر اشیاء و نوسے کا کام لے جانے والے مترجمین کی ضرورت ہے۔

منوہاراج اس اشارہ را آئی گئی ہوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ جن لوگوں کے

تعلق بھی کر چکی ہو۔ چونکہ سوامی جی کا ترجمہ گزشتہ نقطہ ترجمہ میں مذکور ہے۔

میں بھی لڑ چکی ہو۔ چونکہ سوامی جی کا ترجمہ ہرگز بھی نقی ترجمہ نہیں ہے اور پنڈت تسلیم  
 صاحب سے بھی تعصب نے کچھ کاکچھ کر دیا ہے اور اس لئے یہ لڑائی ہوئی ہے۔

ساکب سے بھی لعصب نے لچھ کا کچھ کرا دیا ہے اس لئے ہم اس شلوک  $\frac{4}{124}$  کو معہ

सा चेत् अस्तयेति: स्यात् गतप्रत्यागता च वा । पौनर्भ-

-वेन भवो सो पुनः संस्कारम अहोत ॥ मनु - ८-११६

ترجمہ: (۱) وہ (عورت) (۲) اکشت یونی (صحبت نہ کی ہوئی یعنی باکرہ) (۳)

ہو (۵) خواہ (۶) آئی سی ہوئی (۷) بھی رہو تو (۸) وہ ۱۹۱۰ پور بھو۔ دوبارہ  
 ہونے والے (۱۰) خاوند کے ساتھ (۱۱) دوبارہ (۱۲) منکار یعنی رسومات شادی  
 (۱۳) کر سکتی ہے۔

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے آپ نے معلوم کر لیا ہوگا کہ نہ تو سوامی دیانند  
 سرسوتی مہاراج کی بات اس سے نکلتی ہے اور نہ ان سے چیلے گا وہاں کی۔ ہاں البتہ  
 لفظ پور بھو خاوند کے لئے یہ ہے شاید کوئی یہ سوال کرے کہ پور بھو تو حسب  
 قول سنو دستون قسم کے در کا نام ہے پھر خاوند کا نام کیونکر ہو گیا تو اس کا جواب  
 یہ ہے کہ اس کے لفظی معنی ہن دور رہے ہونے والے پس جہاں دور عورت اپنے ہی خاوند  
 کے پاس دوبارہ جا کر شادی کرتی ہے تو وہ مرد بھی پور بھو خاوند کہلاتے ہیں دوبارہ خاوند  
 ہونے والے کہلا یا اور چنانچہ اب ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی پور بھو دوبارہ  
 ہونے والے سے پیدا ہونے والا کہلائے گی جو کہ دستون قسم وردگی ہے وہ  
 وہ جایداد کی وارث نہیں ہے۔

ہاں ہم پھر دعویٰ چیلنج کرتے ہیں کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اس  
 شلوک کے خود کردہ ترجمہ میں جسے ہم نے اوپر صفحہ ۲۴۶ سطر آخری پر نقل کر دیا  
 ہے لفظ نمبر ۲۰۷  $गत प्रत्या गताऽपि ना$  جو دانی سنی بھی ہو کے  
 معنی مطلب یا مترادف ہوئی لفظ نام و نشان کے سے بھی نہیں تحریر کیا باوجودیکہ اس  
 شلوک کو سوامی جی نے وہاں پر پورا ج کیا ہے۔ بس اگر کوئی آریہ پنڈت صاحب  
 سوامی جی کے ترجمہ میں اس لفظ کے معنی مطلب یا مترادف الفاظ (یک لفظین  
 زیادہ ہیں) دیکھلا سکیں تو ان کو ہم مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے  
 کے لئے تیار ہیں البقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۲۷ حصہ اول)۔

ایک بات اور اسی سلسلہ میں قابل غور ہے کہ سوامی جی نے اس شلوک کا  
 ملا لفظ بھی تبدیل کر دیا ہے۔ کیون ناظرین! کیا اس سے بڑھ کر پاں اور کچھ  
 کر سکتی ہے کہ اپنے مطلب براری کے لئے کسی معتبر ذمہ دار کتاب کے حوالہ لے





کہے آری صاحبان! آئیے سوامی جی مگھب بھی مہرشی اور یوگی ہی کہتے ہیں جنکے  
نقصانیت کی ڈھول میں سب پول ہی پول ثابت ہوتا چلا جاتا ہے۔ تاہاں

نمبر ۳

ناظرین! آپ نے سوامی جی کا باکرہ کی عقد ثانی تو دیکھ لیا اب انکا نیوگ ملاحظہ  
کیجئے۔

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۷ سے ۱۴۸ پر سوامی جی یوں تحریر فرماتے

ہیں :-

”رسوال (جب قلع نسل ہو جائے تب بھی اس کا خاندن معدوم ہو جائیگا  
اور عورت و مرد زنا کاری وغیرہ میں لک کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بدفعیان کرشی  
س لئے پھر لڑا (عقد ثانی) ہونا اچھا ہے۔

(جواب) نہیں نہیں۔ کیونکہ اگر عورت مرد برہم چریہ میں قائم رہنا چاہیں تو  
کوئی بھی خرابی برپا نہ ہوگی اور اگر خاندان کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے کسی  
اپنی ذات والے کا لڑکا گود لے لینگے اس سے خاندان چلے گا اور زنا کاری بھی  
نہ ہوگی اور اگر برہم چریہ نہ رکھ سکین تو نیوگ کر کے اولاد پیدا  
کر لیں۔

ناظرین! سوامی جی کے نیوگ کا لب لباب اوپر کی لکیر شدہ فقرہ سے  
ظاہر ہے۔ سوامی جی نے بیوہ عورت اور رنڈوا مرد کی دوسری شادی منع  
کر دیا یعنی ہندوؤں میں ابھی تک تو صرف کب خرابی بھی کہ بیوہ اور زمین عقد ثانی سے  
محروم رکھی جاتی ہیں سوچو سے کہ در اسقاط حمل وغیرہ کرایا کرتی ہیں لیکن اب  
سوامی دیانند سہوتی مہاراج کی ہدایتوں پر جب آریہ صاحبان پورے طور پر  
عمل کرنے لگیں تب یہ خرابی دو چند ہو جائیگی یعنی بیوہ تو منومہاراج کے نام کو  
جھینکتی ہی نہیں مگر اب رنڈوا بھی دیانند کے نام پر اپنا سر پیشا کرینگے۔ اور جہاں  
ایک طرف اسقاط حمل کا بازار گرم ہوگا وہاں دوسرے طرف کیا ہوگا.....

س کو ناظرین خود تصور کر لیویں۔ اس بارہ میں مضمون ایک ناپاک زندگی کے  
 پر ایویٹ حالات دیکھو)۔ اس بات کو محسوس کرتا ہوا سوامی جی کا معترض بہت  
 معقول اعتراض کر رہا ہے کہ اگر عقد ثانی کا رواج جیسا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں  
 میں شرعاً جائز ہے، تو با اسے تو اسقاط حمل وغیرہ کی تنکائی میں رفع ہو سکتی ہیں۔  
 لیکن مجھے فسوس ہے کہ اس بات سے ایسے معقول اعتراض کا جواب سومی جی چاہتے ہیں کہ  
 اگر عورت مرد پر ہم چڑھتی ہے تو یہ رہنا چاہیے جسے جسم سے سنی کو حاجت نہ ہونے  
 دیویں تو کوئی شہابی نہ ہوگی۔ وہاں یہ خوب ہو جائے۔ اعتراض کرنے والے کی  
 تو مستاد ہی یہ ہے کہ جو مویشی پر ہم مریہ قہم نہیں رکھ سکتے بلکہ پوشیدہ اسقاط  
 حمل کرایا کرتی ہیں وہاں نہ ہونے سے بچنے کا انسان طریقہ یہ ہے کہ ان کی  
 دوسری شادی کر دی جاوے۔ نہ ہونکہ بل ہنود میں یہ رواج ہے کہ رنڈو  
 مردوں کی دوسری شادیاں ہوتی ہیں پس نئے بہتین معترض کوئی سوال نہیں  
 کرتا لیکن سوامی جی یہ نہ تو اس سے ساتھ رنڈو مردوں کو بھی ایک ہی لاشی سے  
 بانٹتے ہوئے دونوں کو رنج پڑی بنانا چاہتے ہیں۔ ان پر ہم پاری ہونا نہایت  
 اعلیٰ اور پاک فعل ہے۔ لیکن سوس لویہ ہے کہ جو اس کرنے کی طاقت نہیں رکھتا  
 وہ لپا کرے۔ اس میں سوس نہیں لے سون پہ خاص مہربانی فرماریہ ہدیت  
 کی۔ اگر ہم چڑھتے رہیں۔ جو سستین و نیوگ لے لے دیوید کر لیویں۔

ناظرین! اس سلسلے سے جو وہ پر بیان ہو رہے ہیں ان کے اس  
 نیوگ کا اور اس کا بدلہ لیں۔ یہ دیکھیں کہ سوامی جی کہاں تک اپنے ہی تسلیم کردہ مستند  
 کتابوں کے موافق رہتے ہیں! اور کہاں تک ویدوں شاستروں کا نام لیکر اپنی نیچ  
 گمبھت کو غوم پر روشن کرتا چاہتے ہیں۔

ناظرین! منو تو نیوگ کو آپت کام کا دھرم بتلاتے ہیں یعنی یہ کہ مفس خاندان قیام  
 رکھنے کی غرض سے کوئی بیوہ عورت اپنے دیور وغیرہ سے حاملہ ہو جاوے۔ لیکن  
 سوامی ویانند سرسوتی بہاراج کا قول ہے کہ اگر کسی مرد کی بیوی یا کسی عورت کا خاوند

مرد و ست تو چونکہ ان کا مکر زودواج تو منع ہے پس اگر وہ برہم چریہ نہ رکھ سکیں تو کیا کریں۔ نیوگ کر کے اولاد حاصل کر لیوں۔

کئے ناظرین! دیانند کا نیوگ منو کے نیوگ سے کس قدر مختلف ہے۔ جہاں دل لڑ کر تو خاندان قائم رکھنے کے لئے محض اولاد کی خاطر ہوتا ہے اور وہ بھی اس طور پر کہ وہ نیوگ کرنے والا جسم میں گھی لگا کر نیوگ شدہ عورت کے پاس جاتا ہے وغیرہ۔ وہاں آخر الذکر کی تعریف یہ بتائی جاتی ہے کہ بیوہ عورتیں اس قدر حمل سے بچنے کے لئے اور رنڈ و امرد باز رہی ہوں۔ وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے نیوگ کریں یا دوسرے الفاظ میں یون سمجھئے کہ اگر برہم چریہ قائم نہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیوں۔

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ سوامی جی کا یہ نیوگ تودون کے ہی تسلیم کردہ مستند و معتبر گرنٹھوں میں نہیں پایا جاسکتا۔ اور اگر کسی آریہ صاحب کو ایسا حوصلہ ہے تو ہم اونہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ویدون شاسترون اونپشندون اور سمرتی وغیرہ تمام ان کتابوں میں سے بھی جینکو سوامی جی نے تسلیم کر لیا ہے

سوامی جی کا حسب ذیل فقرہ  
اگر برہم چریہ نہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں  
کا مترادف شلوک یا سنتر تیش کے دیکھلا دیں۔ اور جو صاحب اپنے اس  
دھن میں کامیاب ہو جائیگے ان کو ہم مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دینے کو  
نیا زمین (بقیہ شرایید انعامی دیکھو صفحہ ۲۷)

آج سوامی جی اروہستہ تہہ پرکاش صفحہ ۱۴۱ سطر ۷ پر یون تو فرماتے ہیں  
”(۱۱)۔ گویا ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لئے درود و دیگر چار نیوگ  
شدہ مردوں کے لئے پیدا کر سکتی ہے۔ اور ایک رنڈ و امرد بھی دو اولاد اپنے  
لئے اور دو دیگر چار بیوگان کے لئے پیدا کر سکتا ہے۔“







ناظرین ہمیں تو مسہد عہد اور دیانند دونوں مفسرین وید ایک جیسے نظر آتے ہیں اگر دل اند کرنے لگے من گھڑے کے ساتھ عورت کو صحبت ارایا تو آخر الذکر نے تمام ان بیوہ عورتوں کو جو برہم چر یہ قایم نہ رکھ سکیں اور فی زمانہ تو ایسوں ہی کی تعداد بڑھ پالی جاتی ہے چار چار پانچ پانچ نہیں بلکہ دس مردوں تک سے تعلقات پیدا کرا دیا۔

کہئے ناظرین! آپ ان دونوں میں سے کسے قوم کے لئے زیادہ نقصان تصور کریں گے؟ ہم نو دیانند نو ہی زیادہ نقصان دہ کہیں گے کیونکہ ان نو گھڑے والی بات عقل کے خلاف اور ناممکن ہونے کے باعث ناقابل عمل ہے پس وہ سوا کاغذ پر لکھی رہنے کے ور کچھ زیادہ اثر نہیں رکھتی۔ اور اگر بالفرض کوئی مسہد عہد کا بڑا سچا بھکت اس کی ہدایت کی پابندی کا لحاظ بھی رکھے اور ہر ایک یکتہ بین ایک عورت کی جان کا خون لینا منفور سے تو حقیقت یہ ہے کہ لگے صرف بڑے بڑے مہاراج کان کے ہی سنے ہیں نہ کہ غوام کے لئے اسوجہ سے یہ عمل پھر بھی بہت ہی محدود رہے گا لیکن وید کی تعلیم پر کاربند ہونے کو تو اس وقت لاکھوں عورت مرد مستعد ہیں اور یہ دوسری بات ہے کہ آریہ لیڈران نے تمام دنیا کی بادمخالفت کو وسوسہ کر کے اس سلسلہ پر ابھی تک عمل درآمد شروع نہیں ہونے دیا (چنانچہ مضمون ایک ناپاک زندگی کے پرایوٹ حالات سے ظاہر ہوگا کہ ناکسا بھی اس وحرم پر عمل کرنے سے باز رکھا گیا تھا)۔ اور ایک اشتہار بھی اسی مضمون کا ہماری نظیرون سے گزرا ہے۔۔۔ جو کہ حسب ذیل ہے جس سے ثابت ہے کہ سوامی جی کی اس ہدایت پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہونے والوں کا کھائے نہیں ہے پس اگر بالفرض سوامی جی کی ان ہدایات کے مطابق رواج آریہ قوم میں ہو جاوے تو کہئے ناظرین! دنیا کا کس قدر نقصان ہوگا۔ کتنی بیواہیں باز آری ناپاک پیشہ ور عورتوں کے مانند بن جائیں گی وغیرہ وغیرہ





## نمبر ۵

ناظرین! اب سوامی جی کا وہ حوالہ ملاحظہ کیجئے جو وہ وید ون سے اپنی رائے کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اور کی عبارت سے آگے سوامی جی (صفحہ ۸۴ اسطر ۱۰) یوں تحریر کرتے ہیں :- ”ان طرح ملکر دس دن اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدی ہے۔“

इमां त्रिमिन्द्र मोक्षः सुपुत्रां सुभगां कृणा  
दशास्यां पुत्रानाद्येहि क्षितिमेकादशां कृच्छि ॥  
क्र. सं. २० सं. २० सू. ८५ सं. ८५

اس دیرج پہننے کے قابل طائفہ مرد تو اس بیاہی عورت یا بیوہ عورتوں کو نیک اولاد والی اور نہ شل نصیب رہے۔ اس بیاہی عورت میں دس اولاد پیدا کرے اور گیارہون عورت کو مان۔ یہی عورت تو بھی بیاہی مرد یا بیوک شدہ مردوں کے دس بچے پیدا کرے اور گیارہون خاوند تو سمجھے۔

ناظرین! اگر سوامی جی کا یہی ترجمہ صحیح تسلیم کریں تو اب بھی اس ترجمہ میں لکھ شدہ عبارت الفاظ منتر سے زیادہ من۔ اور اس قدر ایذا دہی کی سوامی جی کو اس لئے ضرورت پڑی کہ وہ بیوہ عورتوں کو بیوک شدہ مردوں کے ذریعہ دس بچے پیدا کرانا چاہتے ہیں لیکن اگر لکھ شدہ عبارت (جسکی بنیاد اس منتر کے لفظوں میں نہیں ہے) کو سمیٹ کر انداز کر دیں تو اس منتر کا اس مضمون زیر بحث سے مطلق بھی کوئی تعلق نہ پایا جائے گا۔

ناظرین! سوامی جی نے اس منتر کو اپنی کتاب رک ویدادی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۲۵ پر ہی بیوک کے ہی مضمون میں درج کیا ہے اور وہاں پر اس کا حوالہ درج ہے وہ اس (ستیا رتھ پرکاش والے) سے مختلف ہے۔ پس ہم اسے ہی بانیہ نقل کئے دیتے ہیں۔ سوامی جی کی تفسیر اصلی سنسکرت حسب ذیل ہے۔

(इमां तमिन्द्र०) हे इन्द्र विवाहित पते (मिद्वः) हे वार्य द-  
 -न कतेस्त्वमिमां विवाहित स्त्रियं वार्यसेकेन गर्भं पु-  
 -क्तां कुरु । तां (सुपुत्रां) श्रेष्ठ पुत्रवतीं (सुभगां) सु-  
 -नुत्तम सुख उक्तां (कुरु) कुरु (दशास्यां) अस्यां वि-  
 -वाहित स्त्रियां दश पुत्रानां जेहि उत्पादय नातो अधिकमि-  
 -ति । ईश्वरेण दश सन्तानोत्पादनस्यैवाज्ञा पुरुषाम दत्ते-  
 -ति विज्ञेयम् । तथा (पतिमेकादशं रुचि) हे स्त्रिया ! त्वं  
 विवाहित पतिं ग्रहालैकादश पर्यन्तं नियोगं कुरु ।  
 अर्थात् कस्यान्विदापत्क । आवस्यायां प्राप्तायामेकैकस्या-  
 -भावे सन्तानोत्पत्त्यर्थं दशम पुरुष पर्यन्तं नियोगं कु-  
 -र्ष्यात् । तथा पुरुषोर्दोषे विवाहित स्त्रियां मृतायां सत्यां  
 सन्तानाभावे दशम्या विधायया सह नियोगं करोति ततोच्चा-  
 नास्ति चेन्मा कुरुताम् ॥

لفظی ترجمہ :- ( इमां ) اسی اندر لینے شادی شدہ خاوند ( مید्वः )  
 ای ویریہ دان دینے والے ( پتی ) صحبت کرنے والے تو اس شادی شدہ عورت  
 کو ویریہ لینے کے ذریعہ حاملہ کر۔ او سک ( سوپुत्रां ) اپنے اولاد والی -  
 सुभगाम افضل سکن ( आरु ) والی कुरु दशास्यां کر-  
 اس شادی شدہ عورت میں دس زک پیدا کر۔ اس سے زیادہ مت کر-  
 پڑا شورے۔ انسان کو دس ہی اولادین پیدا کرنے کا حکم۔ اسے یہ جانتا چاہئے  
 " पतिमेकादशं रुचि " اسے عورت تو दस ही والے خاوند کو بلا کر گیا رہ  
 خاوندون تک ( کے ساتھ ) نیوگ کر۔ یعنی کسی حیثیت کا موقع آجائے یا تک کے  
 نہ ہونے پر دوسرا اس کے نہ ہونے پر تیسرا علیٰ مذ " الفیاس دس مردون تک سے  
 اولاد پیدا کرے لے نیوگ کر۔ اور مرد بھی شادی والی بیوی کے مر جائے پھر



اولاً نہ ہونے پر ایک کے نہ رہنے پر دوسرے داوس کے نہ رہنے پر تیسرے علی  
بذل القیاس و من بیوہ عورتوں تک کے ساتھ نیوک کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو  
تو نہ کرے۔

یہ سوامی جی کی مذکور بالا سنسکرت تفسیر منتر ہذا کا لفظی ترجمہ ہے۔ ہم نے کسی  
ہندی اردو مترجم کا اعتبار نہیں کیا تا کہ کسی کو یہ پتا نہ مل جاوے کہ یہ سوامی جی کی  
عبارت نہیں ہے۔ بس اب جن آریوں کو شک ہو وہ سوامی جی کی سنسکرت کو بھی  
ملاحظہ کر سکتے ہیں اور ہمارے اس لفظی ترجمہ کی بھی پڑتال کر سکتے ہیں۔ اس میں  
عورت طلب بات ہے کہ اسی منتر کے الفاظ **दशाह्यां पीतमेकादशं कृत्वा**  
کا ترجمہ سوامی جی نے سنیہ رتھ پر کاش میں تو یہ کیا تھا کہ امی عورت تو بھی نیوک  
شدہ مردوں سے منہ نیچے پیدا کرے اور گیارہواں خاوند کو بچھے۔ لیکن اس رتھ  
میں یوں دیا ہے کہ بیٹا ہی عورت اتو شادی والے خاوند کو ملا کر گیارہ خاوندوں  
تک کے ساتھ نیوک کرے۔

کسے ناظرین! ہم کون سی بات کو صحیح سمجھیں۔ سوامی جی ایک جگہ گیارہ لکھتے ہیں  
دوسری جگہ گیارہواں گزیتے ہیں۔ اب سوال ہوتا ہے کہ کیا وید منتر کے الفاظ ایسے  
موم کی ناک ہیں کہ جد ہر چاہو گھس لو۔ دو منسر ایک لفظ کے دو طرح کے معنے کرتے  
یہ تو ممکن تھا لیکن تعجب ہے کہ ایک ہی منسر ایک ہی منتر کے ایک لفظ کے دو کتابوں میں  
دو طرح سے کرتا ہے۔ پھر ایک جگہ سوامی جی گیارہ کا شمار اس طرح پورا کرتے ہیں کہ وہ  
عورت نیوک سے منہ نیچے نہ صل کرے۔ اور گیارہواں دس کا بیٹا ہو خاوند موجود  
ہی ہے پس دس لڑکے ایک خاوند۔ گیارہ۔ لیکن دوسری جگہ گیارہ کے گیارہ  
خاوند بن گئے اب سوال ہوتا ہے کہ اگر کسی طرح گیارہ کا شمار ہی پورا کر لیتا ہے تو  
کوئی تیسرا رتھ ہون بھی بنا سکتا ہے کہ ایک شادی شدہ خاوند۔ چار نیوک شدہ  
خاوند۔ ان پانچوں سے ایک ایک اولاد اور گیارہ ہو بین اوس بیوہ کی والدہ۔  
(ان گیارہ آدمیوں کے کہنے کا ایک گھر ہے جس کی گنتی ہو رہی ہے)۔

ناظرین! اس ارتھ میں جس قدر عبارت سوامی جی کی ہے (۱) اس سے ہی دیکھ کر  
 وارو و دولون لکیر شدہ سمجھئے۔ جسے پڑھتے۔ سے خود آپ پر یوں تو بہرہ بخاٹا کہ سنترین  
 کوئی ایسی بات موجود نہیں ہے جو سوامی جی ظہر کر رہے ہیں۔ اور اگر ہماری ان  
 لکیر شدہ الفاظ کو کوئی متعصب آریہ سماجی جوہانند کو غلط سوار سے ہاں سمجھے۔ یہ ہیں  
 اس وید سنتر کے الفاظ کے مترادف ثابت کر دیں تو ہم مبلغ و وسو روپہ النام  
 دینے کو تیار ہیں۔

ناظرین! سوامی جی نے اس سنتر کو اپنی تیسری کتاب "سنسکار بدھی میں بھی  
 شادی کے مضمون میں درج فرمایا ہے یہاں تیسرا ارتھ تیسرا۔ قسم کا پایا جاتا ہے  
 (شاید اگر اب تک سوامی جی زور دیتے اور کوئی چوتھی کتاب تصنیف کرتے تو ایک  
 چوتھی تفسیر بھی ان تینوں سے مختلف کر دیتے)

لیجئے ناظرین! اسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور اس میں غور طلب بات یہ بھی کہ نیوں کا  
 نام و نشان تک بھی نہیں آیا۔ وہ ہوندا۔

اور الیٹور مرد اور عورت کو حکم دیتا ہے کہ اس (मोद) (دیر یہ سننے والے  
 (इन्द्र) مال و دولت والے اس بہو کے خاوند (पति) (اس بہو کو  
 (सुपुत्राम) افضل اولاد والی (सुभगाम) اچھے سوہاگ ولی  
 (कृणु) کر (अस्याम्) اس بہو میں (दश) (دس) (पुत्रान्)  
 لڑکوں کو (आचोहि) پیدا کر۔ زیادہ نہیں اور ای عورت تو بھی زیادہ خواہش  
 مت کر بلکہ دس لڑکوں اور (एकादश) گیارہو میں (पतिम्) خاوند  
 کو حاصل کر کے صبر (कृच्छि) کر۔

یہ سنسکار بدھی صفحہ ۱۵۱ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس ارتھ میں ظاہر  
 ہے کہ اس سنتر کے لفظوں سے نیوگ مہین نکلتا مگر سوامی جی زبردستی گیارہ خاوند  
 کرانے دیتے ہیں۔ اب اس سنتر کا لفظی ترجمہ ہم ناظرین کی واقفیت کے لئے  
 پیش کئے دیتے ہیں۔

इमां तम इन्द्र मोदः सुपुत्रां सुभगां कुरु । दश  
पुत्र्यां पुत्रान् श्रीधोहि पीतम् एकदिशम् कृच्छि ॥

ارتھ :- (۱) اسی طاقت ور (۲) اندر (دیوتا یا پریشور) (۳) آپ (۴) اس  
(لڑکی یا عورت) کو (۵) نیکب اولاد والی (۶) خوش نصیب (۷) کیجئے - (۸) اور  
اس (لڑکی یا عورت) کو (۹) دس (۱۰) اولاد (۱۱) دیجئے یا پیداکراے (۱۲)  
(اور اسکے) خاوند کو (۱۳) ایسا جوان (۱۴) کیجئے (یعنی اس کے یہاں دس اولادیں  
بھی پیدا ہوں اور اس کا خاوند بھی زندہ اور برقرار رہے -

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ نیوگ کا تو یہاں شان و  
گمان بھی نہیں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ شادی کے رسمیات کے منتر و نہیں  
سے ایک بے چارہ شادی کے موقع پر لڑکی کا باپ یا زہست (پوجاری براہمن)  
پریشور سے یا اندر دیوتا سے اس لڑکی کے لئے جسکی شادی ہو رہی ہے یہ دعا  
مانگتا ہے کہ اسی طاقت ور اندر آپ ایسی مہربانی کریں کہ اس لڑکی کی جو شادی ہو  
ہی بہت پسند ہو جو مفید ہے وہ کافی طور پر اسے حاصل ہو یعنی اس کا گھر نہ صرف  
ایک دو چار بلکہ دس اولادوں سے بھر جائے اور اس کے گھر میں  
ان دس کے ساتھ کیا جوان اس کا خاوند زندہ و برقرار رہے یعنی کہین ایسا نہ ہو  
کہ وہ ہونٹے چھوٹے ہوں کو تم پہنچ کر مر جاوے۔

لیکن سوامی جی کو یہ وہ عورت پر اس قدر رحم آگیا کہ اگر اوہوں نے نیوگ ہی  
چلایا تھا تو سنو کہ اس سے موافقت کرنے ہوئے ایک اولاد بذریعہ نیوگ پیدا

وہ اولاد نکا ہونا بہت خوش نصیبی سمجھی گئی ہے سوامی جی فرماتے ہیں کہ دس سے زائد  
اولاد پیدا نہ کرو مگر قدیم آریوں کی تاریخیں بتاتی ہیں کہ تلو تلو لڑکے بھی ہو گئے پیدا ہوتی تھیں  
دور کیوں جاویں - نہا بہارت کا مشہور کورو مہاراجا دھرتراشتر تلو لڑکوں کا باپ تھا اور وہ بھی  
ایسا جیسے بہادر کہ انہیں سے ایک قہرلو دھن تھا جس کے ساتھ بڑی بڑی بیلاں بھی مقابہ نہیں کر سکتے تھے





ناظرین! ہم ایک واقعہ سنا۔ تہ ہیں ایک سنسکرت کے ماسٹر صاحب نے انٹرنس  
 کے طالب علموں کو ایک دن حکم دیا کہ ہمارے یہ گھنٹہ میں تم لوگ انگریزی میں گفتگو مت  
 کیا کرو بلکہ سنسکرت ہی بولنا کرو۔ چند ہی منٹ گزرے تھے کہ کسی لڑکے کی کچھ شرارت  
 پر ماسٹر جی کو غصہ آگیا اور اسے سٹیڈ ~~بھندہ ہستانہ~~ (یعنی بھوتوف)  
 کہہ دیا اب چند آزاد لڑکے اسٹر جی کے گرد ہو گئے کہ آپ نے خود ہی اپنے حکم کے  
 خلاف عمل کیا یعنی سنسکرت کے بجائے انگریزی بول دیا۔ اس پر سنسکرت کی  
 ٹانگ توڑنے والے دوستوں نے دیکر ان ماسٹر جی سے سہل گئے اور جواب دیا کہ نہیں ہم نے  
 عقلی زمین کی بہ سٹیڈ ~~بھندہ ہستانہ~~ لفظ سنسکرت کا ہے۔ سن کو کہہ دیجئے  
 لفظ کے تھے ہیں مخزن کے پس اس سے جو لپٹیا سے یعنی ریل رتا ہے وہ سٹیڈ  
~~بھندہ ہستانہ~~ ہے پس اس انگریزی لفظ کے جو معنی بوقوف کے ہیں  
 وہ ہی معنی اس نواہی لفظ کے سنسکرت دیکر ان سے ثابت ہو گئے۔ غرضیکہ  
 ایسی دیر نہ گئے کہ وہ دن جھڑون میں دماغ خراب کرانے سے ہمارے اوستاد  
 نے ہمیں شہ دے سے ہی بھالایا ہے اس لئے ہم نے اتنا جانتے ہیں کہ اس لفظ  
~~بھندہ ہستانہ~~ کے معنی سوامی یا تندرستی مہاراج نے ادھر کی  
 سنسکرت عبارت میں ~~असादय~~ کیا ہے جس کے لفظی معنی پیدا کر د  
 کے ہیں۔ پس ہم سوامی کا یہ ترجمہ صحیح مان کر اپنا ارتھ ٹھیک پاتے ہیں یعنی ہم اندر  
 دیوتا سے یا پریشور سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اسی پریشور اس لڑکی میں دسترس  
 اولاد میں پیدا کیجے۔ اب بھی اگر پیڈت مہسی رام صاحب یہ اعتراض کریں کہ کیا  
 پریشور خود اگر اولاد توڑے ہی پیدا کریں گے تو ہم نہیں جانتے کہ ایسے  
 معتض کو نیا کے عقلمند صاحبان کیا خطاب دیوینگے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایسی بات  
 عام طور پر ہر مذہب میں کی جاتی ہے کہ اولاد پیدا کیجے۔ یا اولاد دے دیجئے۔ ان میں  
 کوئی فرق نہیں پایا جاتا خاص کر جب ہم ایسے الفاظ عبادت میں استعمال کرتے ہوں۔

ناظرین! کہان تو یہ منتر پر میثور یا اندر دیتا سے دعا دیا کرتے تھے اور  
کہان سوامی جی نے اسے پیوہ کے گیارہ خاوند کرنے کے ثبوت میں لایا ہے  
اس بات پر منصف مزاج اگر یہ صاحبان کو بلا تعصب غور کرنا چاہئے۔

سناتنی پنڈت جوالا پرشد صاحب سنے یہ اعتراض کیا کہ منوئے پیوہ کو لا ولد  
ہونے پر صرف ایک اولاد نیوگ سے پیدا کرنے کی اجازت دی ہے پس یہ گیارہ  
والی بات سراسر زیادتی ہے۔ اسکا جواب پنڈت تلسی رام صاحب اپنی بھاسکر  
پرکاش کے صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۹ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

”آپ نے نیوگ مانا اور اس کی مراد اراکستدر نہیں مانا تو آپ کے رائے  
میں اگیارہ سے زیادہ ہی بے شمار نیوگ کئے جاسکتے۔“

ناظرین! اس تعصب کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے۔ کیا پنڈت تلسی رام صاحب کو  
ادپر کا لکیر شدہ فقرہ لکھتے وقت یہ یاد نہ رہ گیا تھا کہ وہ منوشکوک **एकमुखा**

**त्यादयेत्पुत्रं न द्वितीयं कथञ्चन** کا ترجمہ اپنی کتاب منومرتی  
کے صفحہ ۳۱۲ سطر ۸ پر خود ہی یہ کرچکے ہیں کہ:۔۔۔ ایک اولاد پیدا کرے۔

دوسرا ہرگز نہ کرے۔ پھر بھلا وہ کس منہ سے سناتنی پنڈت کو جو منومرتی کے  
لفظ لفظ کو تسلیم کرتا ہے یہ اوائی سید ہی شمار ہے میں کہ:۔ گیارہ سے زیادہ

بے شمار۔۔ کیا یہ سراسر جان بوجھ کر عوام کو مغالطہ دینا نہیں ہے یعنی جبکہ پنڈت  
تلسی رام صاحب خود اپنی قلم سے سناتنوں کا یہ اصول منومرتی کے ترجمہ میں لکھ

چکے ہیں کہ ایک اولاد سے زیادہ بذریعہ نیوگ پیدا کرنے کی ممانعت ہے تو کیا یہ  
ایک بڑی زبردستی بے حیائی نہیں ہے کہ اپنے گیارہ کو ثابت کرنے کی غرض سے

اوس پر یہ تنزیہ الزام دے رہے ہیں کہ آپ تو گیارہ سے زیادہ بے شمار  
مردوں سے پیوہ کا نیوگ کر رہے ہیں۔ کیا اب ہمیں یہی یقین کر لینا چاہیے کہ ایک

خاوند کے مرجانے پر گیارہ خاوند لا کھڑا کرنے کے کام کا بیڑا اٹھانے والوں کے  
ہنسن میں سے شرم حیا واقعی دور ہو گئی ہے ورنہ کم از کم ہم ایسی ڈھٹائی کا





دوسرے خاوند سے نیوگ کر لگی ایسی تیری خواہش ہے یہ تو یاد رکھنا وغیرہ۔  
 تو کیا ناظرین پورے لوگ (وہ لڑکی خود اور اس کے باپ بہائی وغیرہ) اس بات  
 کو گوارا کریں گے تو ہم تو سمجھتے ہیں کہ جو آریہ پنڈت شادی کرانے گیا ہو گا اور وہ  
 ایسا بدشگون کلمہ (سوامی جی کا ارتھ) بولے گا تو اس سے وہ لوگ ڈلے سے مار کر نکال باہر  
 کریں گے۔ اور ویسے عقل میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ شادی کے میں موقع پر ایسی  
 سخوس بات کہی جاوے۔ اگر کوئی ایسا دیکھتا ہو تا کہ وہ معنی تو یہی رکھتا ہوتا  
 کہ وہ شادی کے موقع پر مستعمل نہ ہوتا تو کوئی ہرج نہ تھا لیکن یہ کیسی واسی بات  
 ہوئی کہ آریہ صاحبان اپنی لڑکیوں کو شادی کے لئے جب منڈپ میں لاوین تو انکا  
 پردہ ہٹا دیتے یہ فوش خبر ہی سننے والے لڑکی! جب یہ تیرا خاوند مر جاویگا  
 تب تو نیوگ والے دوسرے خاوند دیور کو حاصل کر لگی وغیرہ۔  
 سوامی جی نے سنسکار بدھی صفحہ ۱۲، سطر ۱۵-۲۰ پر اس لفظ دیور کے مذکورہ بالا  
 معنی تسلیم کر لئے ہیں۔ ان کی عبارت یوں ہے۔

”دیوریشو = میرے بھائی جو میرے دیور اور جیٹھ یا چھوٹے ہیں“  
 کہئے ناظرین! سوامی جی اگر لفظ دیور کے ہی معنی (خاوند کا چھوٹا بھائی) اوپر  
 والے منتر کے تفسیر میں بھی تسلیم کر لیتے تو شادی کے موقع پر خاوند کے مرجانے کے  
 بعد نیوگ والے خاوند وغیرہ جیسے سخوس بات کا ذکر کیوں کر نہ پڑتا۔ لیکن وہاں تو نیوگ  
 کی دھن سمائی ہوئی ہے کوئی دوسری بات یہ بیان کیوں جانے لگا  
 کہ آریہ صاحبان! اب بھی آپ اپنی بھند دھرمی کو رک کر کے سوامی جی کو ایسے  
 فاش غلطیوں کو رفع کر کے اپنے ذمہ دار کہنا ہوں کہ درست کریں گے یا نہیں نہ

نمبر ۶

آگے سوامی جی اردو ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۱۲۹ سطر ۱۳ پر یوں فرماتے ہیں:-

سوال۔ ہم کو نیوگ کی بات میں گناہ معلوم ہوتا ہے۔  
 (جواب)۔ اگر نیوگ کی بات میں گناہ مانتے ہو تو بیاہ میں گناہ کیوں نہیں مانتے

گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی عمل رک ہی نہیں سکتا۔ ہجرت رک الدنیا عالم پاکمال اور یوگیوں کے۔ کیا سقاط حمل سے بچکشی درمید عورت اور رنڈ سے مردوں کی سخت تکلیف کو گناہ نہیں گنتے ہو۔ کیونکہ جب تک وہ سے جوانی میں ہین دل میں اولاد کا تودہ اور شہوت کی خواہش ہونے سے کسی سے کاری یا برادری کے قاعدہ سے رکاوٹ ہونے پر خفیہ خفیہ بد فعلی بد چالیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس زنا کاری اور بد فعلی کے روکنے کی ایک یہی نیک تدبیر ہے کہ رخصت پر قدر درہ سکین پٹنے بیاہ یا نیوگ بھی کرین تو ٹھیک ہے لیکن جو ایسے نہیں ہین ان کا بیاہ اور آپت کال یعنی لا چاری کی حالتوں میں نیوگ ضروری ہوتا ہے۔ اس سے زنا کاری کالم ہونا محبت سے عمدہ اولاد ہو کر انسانوں کی ترقی ہونا ممکن ہے اور تسل کا اسقاط کرانا پسند ہو جاتا ہے۔

ناظرین! نیوگ گناہ نہ سہی لیکن پشو و طہرم (جوانی کام) تو خود منو مہاراج نے لکھ دیا ہے (دیکھو منو چپ) اور وہ جوانی کام تو منو کے نیوگ پر کہا گیا تھا جو کہ میر بھی چند خصوصیتوں کے ساتھ نہت ایک اولاد خاندان قائم رکھنے کی غرض سے پیدا کرنے سے لے کر یہ کہ کیا تھا۔ لیکن دیکھو کہ منو کا نیوگ تو نہ صرف گناہ بلکہ بہت عظیم گناہ ہو کا اور نہ وجہ ہے کہ اب تک ان کے چرکا ران نے اس پر عمل کرنا شروع نہیں کیا۔

ناظرین! جو مہاراج نے آرتھ ساج سے ڈھنگ مارا کرتے ہیں کہ نیوگ تو اولاد کی غرض سے سوامی جی نے پلا یا ہے ان سے کہنے کہ وہ سوامی جی کی مذکورہ بالا عبارت پر غور کریں یہاں صاف سوامی جی فرما ہے ہین کہ گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ عورت و مرد کا فطرتی عمل رک ہے نہیں سکتا۔ اب وہ بتلا دیں کہ اس سے اولاد کی غرض کہاں رہ گئی۔ یہ دوسری بات ہے کہ یاروں کی یاری سے وہ کبھی ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ آریوں کی یہ ایک چال ہے



کہ وہ سوامی جی کی تحریرات کی غلط تاویل کر کے تسکین کر لینا مناسب سمجھتے ہیں۔  
 سوامی جی تو صاف کہہ رہے ہیں کہ چونکہ عورت مرد کا فطرتی عمل ترک ہی نہیں سکتا  
 یعنی وہ اگر مجبور رکھے جائیگے تو ضرور کچھ نہ کچھ ناجائز عمل کریں گے اس لئے ان کا نیوک  
 کرادو۔ لیکن سوامی جی کو ایسا لگتے وقت یہ خیال نہ رہا کہ نیوک اس مرض کا علاج  
 نہیں ہے۔ بلکہ وہ نہیں ان خرابیوں کو محسوس کر کے بیوہ کی دوسری شادی کرانے کی  
 اجازت دینا لازم تھا۔ جو کہ آخر کار ان کے سخت ممانعت کرنے پر بھی اونہیں کچھ پروا نہ  
 میں بھوٹ نکلا یعنی آج تک باوجود ہزاروں آرہ مردوں اور آریہ عورتوں کا فطرتی  
 عمل ترک سکے کے بھی نیوک تو ایک بھی نہ ہوا جسکے روکنے میں سوامی جی گناہ بٹلاتے  
 ہیں لیکن وہ بد بھو ابوہ (بیوہ کی عقد ثانی) سیکڑوں عمل میں آچکے جسکے جاسی کرنے میں  
 سوامی جی نے گناہ عظیم بٹلایا ہے۔

ناظرین! کیا آریوں کا سوامی جی کے ہدایت سے بالکل برعکس کرنا ہی ثابت  
 نہیں کرتا کہ وہ دیانندی فلاسفی کو دل سے تو غلط ہی سمجھتے ہوئے ہیں اور سوامی جی  
 کی ہدایتوں کو ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ تعصب  
 کے باعث دیانندی تقارہ بجاتے ہی چلے جاتے ہیں۔

ناظرین! سوامی جی اپنے مضمون کو یہاں پر بہت ہی صاف کر رہے ہیں میں  
 یعنی اونہوں نے فرمایا ہے کہ اسقاط حمل کو روکنے بچہ کشی کو رفع کرنے اور بیوہ عورتوں  
 اور رنڈو مردوں کو سخت تکالیف سے بچانے کا گر کوئی ذریعہ ہے تو وہ نیوک ہے۔ اسے  
 اس بات کو اور صاف پون کر رہے ہیں کہ جوانی کی عمر بولے پر شہوت کے باعث  
 اگرچہ بادی اور سرکاری روکاؤ وغیرہ سے کھل کھیلنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے  
 مگر خفیہ خفیہ بد فعلی بد چلنیاں تو وہ کرتے ہی رہتے ہیں پس ایسوں کے لئے اگر وہ  
 برہمچریہ نہیں رکھ سکے تو یہی بہتر ہے کہ لاچار ہی ورچہ پر نیوک کر دیا جاوے۔  
 اب کہئے ناظرین! کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ سوامی جی کے اس قدر سفارش  
 بھی آریوں نے آج تک ایک بھی نیوک نہ کیا۔ اگر حسب قول سوامی جی کے ان ساری

خراہیوں کا انسداد نیوگ سے ہی سکتا تھا تو پھر آریہ صاحبان نے اسے کیوں نہیں چاہی کیا۔ ی۔ اب کوئی آریہ مہاشے بتلاؤ میں کہ ان کے پاس اس سوال کا کیا جواب ہے ان کی یہ گپ سپر نہ چھوگی کہ نیوگ صرف اولاد کی خاطر کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ اب ان کے مہاشی کی وہ تحریر اوپر پیش کر دی گئی ہے کہ اسقاط حمل وغیرہ کی جو خراہیاں ان دنوں بیوہ کو مجتہد رکھنے سے واقع ہو رہے ہیں وہ سب کی سب نیوگ ہی سے رافع ہو جائیں گی۔ پھر بھی آریہ صاحبو! آپ کیوں نہیں اپنے مہاشی کی ہدایت پر عمل کرتے یا تو ان ہدایتوں پر عمل کرنا شروع کرو ورنہ صاف اعلان کرو کہ وہ دیکھنے والے غلطی کی ہے اور ہم ان کی ایسی تحریرات کو نہ صرف ناقابل عمل سمجھتے ہیں بلکہ اپنے دیکھ انمولوں کے خلاف سمجھ کر ان کو اپنے ذمہ دار کتابوں کے اندر سے خارج کرتے ہیں۔

ای لیدران آریہ سماج! آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنے ساتن دھرم کی تمام کتابوں (بھاگوت وغیرہ) کو تو گویا وہ سمجھ کر رڈی نہ مین پینک دیا۔ اب سب کو چھوڑ چھاڑ کر بس ایک سنیاسی کا سہارا لیا۔ اس سے مہاشی یوگی وغیرہ سب کچھ ان لیا تو اوس کے اوپر بھروسہ کیوں نہیں رکھتے وہ جو کچھ ہدایتیں کرتا ہے ان کو اگر صدق دل سے قبول و منظور کر کے ان پر عمل کرتے تو بھی کم از کم آپ ایک ٹھکانے پر تو ہوتے لیکن فسوس کہ آپ نے جہاں ایک طرف تمام قدیم رشی مہینو کی تعنیفات کو چند دھان کا گپ سمجھ لیا وہاں اس نئے فیشن کے یوگی (سوامی دیانند) کی جی ہدایتوں پر عمل نہ کیا پس کیا سچ مجھ ہم آپ کے شان میں راجا دھجوسہ بھی نہ کہہ دیتے کہ آپ کی دآپ کے دیگر ساتھیوں کی حالت واقعی ویسی ہی ہے کہ وہ بولی کا کٹنا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

برکات نمبر ۷

آگے سوامی جی اردو ستیا رتھ صفحہ ۵۰ اسطر ۱۱ پر یون تحریر فرماتے ہیں :-  
 (۱۲۴) سوال (نیوگ اپنے دین میں ہوتا چاہئے یا دیگر دینوں کے ساتھ بھی)۔

جواب اپنے درن میں یا اپنے سے افضل درن والے مرد کے ساتھ یعنی ویش عورت ویش کشر می اور براہمن کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے۔

ناظرین! سو امی جی تو یہ فرماتے ہیں کہ ایک ویشیہ بیوہ اپنے سے افضل ذات والے (کشر یہ براہمن) کے مرد کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے اور اسی طرح دیگر درن بھی کر سکتے ہیں لیکن منومہا ساج کا فیصلہ اس کے بالکل خلاف یہ ہے کہ دیگر درن کیا خود اسی اسی درن میں بھی عام طور پر نیوگ نہیں ہو سکتا بلکہ نیوگ کا دائرہ صرف سپنڈت ہے یعنی اپنے ہی خاندان تک محدود رہیگا۔ مثلاً ایک بیوہ ویشیہ درن کی نیوگ کرنے کے لئے تیار ہے تو منو کے ہدایت کے مطابق وہ نہ تو تمام ویشیہ درن بھر میں سے کسی مرد کو چن سکتی ہے (پھر کشر یہ براہمن کی تو بات ہی کیا ہے) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں وغیرہ سے کوئی تعلق پیدا کر سکتی ہے یعنی یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے باپ کے خاندان والوں کے رشتہ ناظر والوں سے تعلق کرے یا اپنے مرحوم خاوند کے ناہال یا اس کے پھوپھا وغیرہ رشتہ داروں کے دائرہ سے کوئی مرد چن لے بلکہ صرف سپنڈت یعنی مرحوم خاوند کے خاندان کے ایک جدی بھائیوں میں سے ہی کسی کسی کو نیوگ کے لئے منتخب کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ منو سمرتی کی نوین ادھیار کے ۵۹ دین شلوک سے ثابت ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

देवराट्ठा सपिराट्ठा स्त्रिया सम्यङ् निष्कृया।

प्रजेक्षिताधि गन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये "मनु" ५

اس شلوک کا ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب یون ہے "اولاد نہ ہو تو لڑکے کی خواہش سے باقاعدہ طور پر نیوگ کی ہوئی عورت کو دیو ریا دوسرے سپنڈت (اپنے ہی خاندان والے) سے عمدہ اولاد پیدا کرنا چاہیے۔

ناظرین! اتنا ہی تمہیں کہ اوپر کے شلوک سے منومہا ساج نے نیوگ صرف اپنے خاندان میں کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ اس ادھیار کے ۶۴ دین شلوک میں سو امی جی کی ہدایت کی صاف طور پر تردید کر رہے ہیں۔ (جسے پنڈت تلسی رام صاحب نے



نا جائز بھی نہیں مانا پس، (ونکا ترجمہ مع شلوک یون ہے)

नान्यस्मिन् विधवा नरि नियोज्यया द्विजातिभिः॥

अन्यस्मिन् रि नियुज्याना धर्मं हन्तुः सनातनम्॥

मनु० अ० ८ श्लो० ६४

ترجمہ :- برہمن لشرہ اور دیشیوں کو بیوہ عورت کا دوسرے ورن کے ساتھ نیوگ نہ کرنا چاہیے۔ دوسرے کے ساتھ نیوگ کی بولی (عورتیں) سنان (قدیم، دھرم کا ناش) (بھستی) کرتی ہیں۔

ناظرین! اب آریہ صاحبان سے آپ پوچھئے کہ کہیے مہاشے ہم منو کی بات مانیں یا آپ کے، یا تندر کے، سے کو تسلیم کریں۔ کیونکہ دونوں بالکل متضاد ہیں۔ جہاں اول کہتا ہے کہ نہ تو غیروں سے نیوگ کیا جاوے اور نہ اپنے ورن والوں سے بھی سوا اپنے خاندان کے کوئی تعلق رکھا جاوے وہاں دوسرا عام اجازت دیتا ہے کہ اپنے ورن والوں سے ہی اور اپنے سے افضل غیر ورن والوں سے بھی نیوگ کیا جانا چاہئے۔

آریہ صاحبان کا اگر اب بھی یہ خیال ہو کہ سوامی جی نے کوئی بات دیدوج کے خلاف نہیں تحریر کی رہا ہے منو کے خلاف ہو، تو ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ رگ بھوہ سام تھرب ان چاروں دیدون میں سے تماش کر کے حسب ذیل فقرہ کے مترادف عبارت نکال کر ظاہر کریں :-

”نیوگ اپنے سے غیر ورن کے ساتھ کیا جانا چاہیے اور جو صاحب اس کوشش میں کامیاب ہو جائیگا ان کو مبلغ چار سو روپیہ انعام دیئے کو نیا رہیں

نمبر ۸۔

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرنکاش صفحہ ۱۵۰ سطر ۲ پر یوں فرماتے ہیں :-  
” (۱۲ سوال) ہر دو کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہی کیونکہ وہ دوسرا بیاہ کر لگا۔

جواب - ہم لکھ آئے ہیں کہ دو بچوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار ہونا اور  
شاسترون میں لکھا ہے دوسری بار نہیں ۔

ناظرین ! یہ سوامی دیانندی کا کام تھا کہ ہندو قوم کے رنڈواؤں کو بھی ہندو  
یوواؤں کے مانند مصیبت زد و بنیا ذالین بھی تک صرف ایک ہی مصیبت ہے کہ  
نوجوان اور کم سن یوواؤں کی دوسری شادی نہ کی جانے کے باعث وہ سقاط  
حمل وغیرہ کر رہے ہیں اور اب دیانندی تعلیم پر تب عمل درآمد ہونے لگے گا تو یہ  
ذاتی دو چند ہو جائیگی جیسے بہانہ - اندین سقاط حمل کرنا کریں گی وہاں رنڈوا  
صاحبان یا تو اڑوس پڑوس کی دیوار - پھانڈا کریں گے یا باندھ روں کی ہوا ....  
نکالتے ہوئے جب محلک مرضوں کے شکار ہوں گے تو سوامی ! مانند کا نام پیکر اپنا  
سر لپیٹا کریں گے ۔

ہاں اس پر آریہ صاحبان شاید یہ کہیں کہ واہ ! سوامی جی تو خود انہیں خنہیونگو  
دور کرنے کے لئے مردوں کو بھی نیوک کرنے کی ہدایت کر رہے ہیں ۔ تو جواب یہ ہے  
کہ آج تک اُن کے چیلوں نے اُن زوڈن کا نیوک تو ایک ہی نہ کیا جن پر ہزار طرح  
کا ظلم ہندو قوم نے روا رکھا ہے ، یعنی ان کی دوسری شادی نا جائز قرار دیدی  
ہے ( پھر ہم یہ کیسے اومید کر لیں کہ اگر ہندو آریہ رنڈوا صاحبان سوامی جی کی  
اس ہدایت پر موجودہ ان حقوق کو ترک کر دیں تو بل ہندو کے موجودہ رسم و رواج  
سے منہ کے فیصلہ کے مطابق اُن کو عطا کر رہے ہیں یعنی گروہ دوسری تیسری  
شادیوں سے کنارہ کشی کر لیں تو ان کو نیوک کرنے کا موقع مل جاوے گا ۔  
ناظرین ! یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ بہات سوامی جی آریہ رنڈواؤں کو یہ  
ہدایت کرتے ہیں کہ وہ دوسری شادی نہ کریں وہاں لیڈران آریہ سماج اُن کو نیوک  
بھی نہیں کرتے دیتے تو اب بتلائے کہ وہ بیچارے آخر کریں گے کیا ؟ ۔

ای لیڈران آریہ سماج ! کچھ بتلاؤ گے بھی کہ وہ بیچارے جو برہم چرہ قابلم  
نہیں رکھ سکتے کیا کریں ؟ ۔ ہاں آپ نے اپنے طریق عمل سے تو یہ بتلایا کہ ہندو کا

موجودہ رسم و رواج صحیح ہے یعنی بڑے بڑے آریہ لیڈ صاحبان خود ہی زندہ ہو جاتے پر دوسری شادیان و صوم و دام کے ساتھ کرتے چلے جاتے ہیں اور بیوہ عورتوں کی بھی دوسری شادیان کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر بتلائے کہ دیانند کی اس ہدایت کے خلاف عمل ہوا یا نہیں۔

واہ! اگر وحی تو حکم دیتے ہیں۔ بیوہ عورتوں کی تو دوسری شادی پہلے سے ہی بند تھی اب زندہ امر دون کی بھی عقد ثانی بند کر دو لیکن چیلے صاحبان یوں سمجھتے کہ زندہ امر دون کی دوسری شادیان تو ہوتی ہی ہیں اب بیوہ عورتوں کی بھی دوسری شادیان کرانے لگ جاؤ۔ واہ چیلے ہوں تو ایسے ہوں

اے شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج! آپ کے چیلے سب کے سب کپوت ثابت ہو رہے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا ایک بھی ایسا پوت چیلہ نہیں نظر آتا جو آپ کے ان ہدایتوں پر عمل کرنے کو کمر ہمت باندھ لیا ہو۔ اگر وہ ایسے نایاب ہیں کہ آپ کی ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتے تو نہ کریں لیکن تعجب تو یہ ہے کہ وہ شریمان جی کے احکامات کے برعکس کر رہے ہیں۔ شریمان جی نے فرمایا کہ دوسری شادی نہ کرو بلکہ نیوگ کرو گا۔ وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم نیوگ نہ کریں گے بلکہ دوسری شادی ہی ضرور کریں گے۔ مردوں کی تو دوسری شادی کرینگے ہی عورتوں کی بھی دوسری شادی کر اچھو نہ بن گے اور جو ساتنی ہندو مخالفت کرے گا اسے خوب خوب صلو اتین سنائیے۔

ناظرین! سوامی جی نے مرد کی دوبارہ شادی نہ ہونے کے بارہ بین کوئی حوالہ نہیں پیش کیا آپ یاد رکھئے کہ خود سوامی جی آگے چلکر منو کے ان حوالہ جات کو نقل کرینگے جن میں عورت کو طلاق دینے یا ایک کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے کی اجازت موجود ہے پس کیا وہ حوالہ جات سوامی کی اس رائے کو رد نہیں کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر بالفرض ان حوالہ جات کو آپت دہرم۔ (مشتبہنا حالت یعنی مصیبت کا دہرم) مان لیوین تو معلوم ہو کہ ہم اور پریشان



کر چکے ہیں کہ منو مہاراج نے مرد کو بیوی کے مر جانے پر دوسری شادی کر نیک حکم دیا ہے اور قدیم سے قدیم آریون میں مرد کی کئی عورتوں کا ایک ساتھ ہونا پایا پایا ہے مثلاً شری کرشن جی کی آٹھ شادیوں کا پورا احوال درج ہے۔ کیا آریون کے نزدیک وہ کرشن جس کو یوگیوں کا سرتاج کہا جاتا ہے کبھی دیدون کے اصولوں سے خلاف کر سکتا تھا۔ خیر اگر آریہ مصاحبان اس پر کہیں کہ کرشن کا وقت بہت آخری زمانہ کا ہے۔ اس سے قدیم کے آریون میں یہ رواج نہ رہا ہو گا تو رام چندر کے والد بزرگوار مہاراجہ وشرتھ جی کی تین انیان تھیں۔ خیر۔ ان کو بھی جانے دیجئے کیونکہ وہ بھی ایک راجائے شاید عیاش مزاج رہے ہوں۔ اب لیجئے وپششدون کا حوالہ جو نہایت ہی قدیم تصنیفات ہیں۔ برہادرنیک نامی وپششدین (جسکا شمار ستند وپششدون میں ہے) ذکر کیا ہے کہ مہرشی یا جینہ و لگیہ جی کی دو عورتیں تھیں ایک کا نام میترلی اور دوسری کا نام کاتیاہی تھا۔

اب کہئے آریہ مہاشیوا وپششد کے زمانہ میں اور وہ ہی رشی نہیں بلکہ مہرشی لوگوں کی نظر بھی اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ ایک کے بعد دوسری کیسی ایک ساتھ ہی دو بیویاں موجود۔ اور وہ مہرشی بھی کوئی ایسے ویسے نہیں بلکہ جنکا احوال یون درج ہے کہ مہاراجہ جنک کے بیان تمام علما و فضلاء کا عام جلسہ ہوا جس میں سب سے اعلیٰ رتبہ و مرتبہ انہیں یا جنہ و لگہ مہاراج کا مانا گیا۔ اب بتلائے کیا وہ مہرشی ویانند کے برابر بھی لیاقت نہ رکھتے تھے یعنی وہ اس راز سے واقف نہ تھے کہ دیدون میں مرد کی ایک شادی سے زید کرنا منع ہے۔ ہاں ہاں خوب یاد آیا آپ نے تو ویانند کو ان سب مہرشیوں سے بھی بڑھ کر سمجھ رکھا ہے کیونکہ وہ تو دو بیوی رکھتے تھے مگر سوامی جی بال برہم چاری ہو گئے ہیں۔

ناظرین! ہم دعوئے سے کہتے ہیں کہ دیدون وغیرہ میں ایسی بات کہیں نہیں کہ مرد کی دوبارہ شادی نہ ہو بلکہ یہ محض سوامی جی کی شخصیات ہے اور وہ بھی اسوج سے کہ انہوں نے فی زمانہ دیکھا کہ اہل یورپ میں جو یہ رواج ہے کہ مرد ایک عورت

کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کر سکتا تو انہوں نے ان انگریز صاحبان پر بھی اپنے قوم کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہ غام کیا کہ وہ ہم تو ایک ثورت کی زندگی میں دوسری سے شادی نہیں کرتے لیکن ہم نے پر تو آخر کریتے ہو۔ یہاں دیکھو ہمارے قدیم آریوں کی یہی سچی اور پاک شائستگی پائی جاتی ہے کہ کسی حالت میں بھی دوسری شادی کا مجاز نہیں رہتا۔ جسے اگر اس کی صورت میں بھی جاوے تو ناجائز ہے۔ زندگی دوسری سے موت سے تعین نہ کرے گا۔ ابھیہ اگر اول کی حالت نہ ہو تو نیوک لڑکے اور وہ مسلسل کر لینا در بات ہی۔ دہیرہ۔

ناتھن سو می بی۔ خیال نہ آیا کہ جسے ہوا کہ اٹھ می سے کبھی نہ بین کوئی مذہب یا قوم کامیاب نہیں ہوتا۔ سچائی کا سچے دل سے اظہار کرتے تھے گو بھی پند بنالیا ہے۔ لیکن ہم اپنی قوم کی فضیلت نہ کر کے کے سے دنیا کے علماء و فضلاء کے بھی کہوں میں دھول ڈالنا چاہیں وہ یہ بول کب تک بغیر کہلے رہ سکتی ہے۔

ناتھن! سو می جی نے اورن کے سنسکرت دان پیلون نے کافی کوشش اس بات کی کہ وہ دنیا کے انہوں پر یہ وہ ڈال کر اپنے نہیں سب سے بڑے رشتہ کو دینا دینا ہی لئے انی سمان عیب لی صاحبو! ہم آپ کو ہوشیار کے دیتے ہیں کہ آپ چاہتے ہو کہ حقیقت حال سے واقفیت حاصل کریں تو سنسکرت علم حاصل کرو اور ہم یہ اندیشہ موالی قلعہ آپ سے چوں کہ سے ہی اوڑ جائے گا۔

ناتھن! اگر آریہ صاحبان کا یہ خیال ہو کہ ہمیں سو می جی کی رائے سنسکرت سے خیانت نہیں ہے تو ہم جیلنج کرتے ہیں کہ وہ چاریدون اور منوسمتری میں سے اس فقرہ کے مترادف عبارت نکال کر دیکھلاوین کہ یہ مرد کی دوبارہ شادی ہو اور جو صاحب اپنے اس دشمن میں کامیاب ہو جائیگے ان کو ہم مبلغ دوسو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول۔)





کے تعلق کے لئے نیوگ ہوگا تو یہ پیدا شدہ بچہ اس نیوگ کر نیوالے خاوند کا ہوگا اور  
 اگر تو اپنے لئے نیوگ کرے کی تو یہ اولاد تیری ہوگی اسی طرح یقین رکھ اور نیوگ کر نیوالا  
 مرد بھی اسی اصول کی پابندی کرے۔

ناظرین! اس سوامی جی کے ارتم پنڈت کہیں خاک بھی پتہ نہیں ملتا کہ منتر کے  
 کس لفظ سے کیا معنی آئے گئے ہیں بھیا کہ اوپر کی لکیر شدہ عبارت سے ظاہر ہوگا جو  
 الفاظ منتر سے زائد ہے۔ اب ہم پنڈت جوالا پرشد صاحب کے جواب میں بھاسکر  
 پرکاش صفحہ ۱۰۱ پر کیا ہے پیش کرتے ہیں: چنانچہ پنڈت مسیحی مہی کا ترجمہ اس منتر پر یوں ہے:  
 ” (नारि) ای عورت (एतं गतासुम उपशेषे) تو  
 اس مردہ کے نزدیک سوتی ہے (एहि) (जीव लोकमश्मि) زندہ دنیا میں

(तव हस्त ग्राह्यस्य दिशिषोः पायः) تیرا  
 ہاتھ پڑنے والے دوسرے خاوند کی (जनितम् अग्निं संब्रूय) بیوی ہونے کو نیم  
 (तवाग्न्याश्रयित) تو اگنیاں شریط قبول کر۔ اس پر سنائی پنڈت جوالا پرشد صاحب  
 نے اپنے ترجمہ بھاسکر صفحہ ۱۰۱ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں شمشان پر اس  
 بیوہ کے خاوند کا مردہ ایک طرف پڑا ہوا ہے تو ایسے وقت پر اس غم گین بیچاری بیوہ  
 سے ایسا کہنا بوجہ تو یہ کیسی واجبیات بات ہوگی وغیرہ۔

ناظرین! اگر تم پنڈت مسیحی رام صاحب کا مذکورہ بالا ترجمہ ہی صحیح تسلیم کر لیو  
 تو ہم بھی یہ سوال بدستور قائم رہ جاتا ہے کہ نیوگ کا تو اس میں کہیں نام و نشان بھی  
 نہ آیا! لفظ دوسرے خاوند کے آگے سے گرو چیلے دونوں نیوگ لے دوڑے  
 ابی مبارک! اس منتر سے تو دوسرا خاوند یعنی عقد ثانی کرنے کی اجازت ثابت ہوتی  
 ہے جو کہ اسلام کے بھی اصولوں کے موافق ہے۔ بیوہ اور رشتہ دار کی دوسری شادی اس  
 دید منتر کے طور سے کیجئے بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن نیوگ جس کا یہاں ذکر نہیں  
 اور جو نہ صرف سب نول منومہ راج حیوانی کام ہے بلکہ جو کسی طرح شایستہ قوموں  
 کے لئے موزون نہیں ہے اس کا بچھا چھوڑ دیجئے۔

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے اس اوپر کے ترجمہ میں ایک لفظ ستر کا  
उद्देश (۱= اوٹھ) فضول سمجھ کر اس کا ارتھ نہیں شامل کیا اور دوسرے  
لفظ नेह (۲= یہ) کو فضول سمجھ کر اس سے بھی نکال باہر کیا لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس کا  
بیانٹ پر بھی تو نیوگ اس سے ثابت نہ ہوا۔

ناظرین! اس ستر میں ایک لفظ प्रसन्न (۳= مسکرات) آیا ہے جس کے معنی پر سناتی اور  
آریہ پنڈتوں کا جنگ ہو رہا ہے۔ سناتی معزز مفسر وید سائن نے اس لفظ کے معنی  
गाम्भीर्य निष्ठा (۴= جملہ قایم کرنے والا) کیا ہے اور پنڈت تلسی رام

صاحب فرماتے ہیں رسنسکرت لغات میں اس لفظ کے معنی دوسرا خاوند لکھا  
وہ ہے۔ پس ہم پنڈت صاحب کی بات تسلیم کرتے ہوئے سوامی دیانند کے ہی  
نوی (ترتیب الفاظ) کو قایم رکھ کر اس ستر کا اظہی ترجمہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

उद्देशं नारि अभिजिवसोकं गतासुम् एतम् शेषे उपैर  
हस्त गाम्भीर्य दिग्भिषोः तव इदं पत्न्युः जनिताम् अभि  
संबन्धुय ॥

ترجمہ: (۱) اے عورت (۲) اس (۳) گزرے ہوئے (۴) (کے سوامی)  
بقیوں (۵) زندہ لوگوں (میں سے کسی کو) حاصل کر (۶) اوٹھ (۱) ہاتھ بکڑنے  
الا (۹) تیرا (۱۰-۱۱) (جو) وید ہی شو خاوند (ہو کا اس کی) (۱۲) یہ (۱۳) اولاد  
(۱۴) ہوگی۔

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے بھی بد ہوا بواہ (بیوہ کی سفد ثانی) ثابت  
ہوتی ہے۔ لیکن نیوگ کا تو کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ پس کیا یہ سوامی جی کی  
یادتی نہیں ہے کہ جبکہ بیوہ کی دوسری شادی وید سے ثابت ہو رہی ہے تو سلی  
وسخت مخالفت کر رہے ہیں مگر نیوگ کی ہی ہانکے جاتے ہیں۔

ناظرین! اس ستر میں نیوگ کا ذرہ بھی ذکر نہیں لیکن اگر کوئی متعصب آریہ صنّا  
و دعویٰ ہو تو ہم ان کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس ستر کے الفاظ کے اظہی معنی سے

نیوگ کا مسئلہ ثابت کریں۔ جو صاحب اس کوشش میں کامیاب ہوں گے انکو  
 ہم مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں (بقیہ شرایط انعامی دیکھو  
 صفحہ ۲۷ حصہ اول)۔

اس مسئلہ میں بحث کرنے سے پہلے تہمتیں۔ مہم صاحب کئی ہمرتی وغیرہ  
 کے چند حوالہ دیتے ہوئے کی مقدانی لے منعمی، رنج کر کے خرمین یہ مرقبہ فقرہ کہتے  
 ہیں "نہ تہمت" نے "نہ تہمت" کے بھیجی چار یعنی میاشی اور  
 حرامکاری پھیلانے والے اصل و ذہین ملتے لیکن آپ کو آئینہ دیکھانے کے لئے  
 ان لوگوں نے نقل کیا ہے۔

سرمیان پیدت "نہ تہمت" نے "نہ تہمت" آپ کو کر تہمت کی عقد ثانی کا صلہ عید  
 اور حرامکاری نظر آتا ہے نویدندی نیوک کا آئینہ سامنے لگا کر خوشی اور تہمت  
 جس میں آپ کو۔

(۱) آپ سے منہ پڑنا تیار نظر آوین گے۔

(۲) ہر کسی بیوی کا تہمت اور اس سے تہمت ہوا جائے نو وہ کسی کی بیوی کا تہمت  
 نظر آوے گا۔

(۳) کسی عورت کا خاوند تکلیف دہ ہو تو وہ دوسرے کسی سے نیوگ  
 کر کے اور پید کرتی ہوئی اور وہ اولاد میں اوس کی بخت شادی شدہ خاوند کے  
 نگ مڑھتی ہوئی نظر آویگی۔

(۴) کوئی مرد بیمار ہو جائے تو اس کی بیوی (اوس) کے چھاتی پر کودو  
 اتنی ہوئی اسی سے نیوک کرتی نظر آویگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

کے مہاراجا ایسب تو میاشی و حرامکاری نہیں ہے۔ اچی حضرت !  
 آپ کو تعجب نے استدر کیوں جاکر لیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ اب اس مسئلہ  
 (ست) آپ نے مسئلہ نیوک پر شاستر (مناظرہ) کرنا بھی بند کر دیا ہے شاید  
 اسوجہ سے کہ کہیں آپ کو اوپر کا آئینہ دیکھنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ لیکن کیا



پھر بھی کیا اس مسئلہ پر سوامی یا ندکی مان میں ان ملائی چلے جائیں گے؟  
آپ کی مرضی۔

نمبر ۱۰

سوامی جی اردو دستیار تم پر کاس صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :  
" ۱۳۴۱ اگر کسی کا چھوٹا بھائی ہی نہ ہو تو ہوہ نیوگ کس کے ساتھ کرے  
(جواب) دیور کے ساتھ۔ لیکن دیور لفظ کے معنی جیسے تم سمجھتے ہو، ایسے  
نہیں دیکھو۔

देवरः कस्माद् द्वितीयः वर उच्यते " नि० अ० ३ ख० १५

دیور اس کو کہتے ہیں کہ بیوی کا وہ خاوند ہوتا ہے چاہے چھوٹا بھائی یا بڑا  
بھائی یا اپنے ورن یا اپنے سے فضل ورن، ان میں سے نیوگ کر کے وقت کا  
نام دیور ہے۔

ناظرین! لفظ देवर دو اور عام ہندوؤں میں آجکل بھی خاوند کے چھوٹے بھائی کو  
کہا جاتا ہے۔ یہ سنسکرت لفظ ہے اور سنسکرت کی تمام کتابوں میں یہ لفظ بھی ملے  
ظاہر کرتا ہے۔ اور جو یہاں پر سوامی جی نے نروکت کا حوالہ پیش کیا ہے پس نہ تو  
یہ حوالہ پورا نقل کیا گیا ہے نہ یہ پتہ ہے کہ وہاں پر مضمون زیر بحث کیا ہے اس کے  
علاوہ سناتنی پنڈت جو ال پرشاد صاحب اس کو پرکشیپت اپنے ناجائز ظاہر کر رہے  
ہیں۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیں اور سوامی جی کی ہی بات مان  
لیں کہ اوپر کے حوالہ سے یہ ثابت ہے کہ لفظ دیور کے معنی دوسرے خاوند کے  
میں تاہم ہی اس کے صرف یہ معنی ہوں گے کہ جب کسی شخص کے مر جانے پر اس کا  
بھائی اپنے مرحوم بھائی کے لاولد ہونے پر محض اولاد کی خاطر منو کے ہدایت کے  
مطابق نیوگ کرتا ہے تو اس وقت وہ دیور (اس بیوہ کے مرحوم خاوند کا چھوٹا بھائی)  
خاص وقت سے خاص وقت تک کے لئے گویا اس کا دوسرا خاوند سمجھا جاسکتا ہے

اس مطلب سے دیور کے معنے دوسرا خاوند بھی لیا گیا ایسا ممکن ہے۔ لیکن اگر سوامی جی کی پندش ہے کہ نہیں۔ دیور لفظ خاوند کے بھائی کا مطلب ہے نہ نہیں دیتا بلکہ یہ لفظ نیوگ سے خاوند کے لئے ہی مخصوص ہے جیسا کہ ان کی مذکورہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے تو ان کی سخت غلطی ہے کیونکہ یہ بات منو کے بالکل ہی خلاف ہے۔ کیا سنو مہاراج سوامی جی کی پیش کردہ دولت لے حوالہ سے واقف تھے۔ ان کے زمانہ میں تو یہ دولت کی کتاب ہی تصنیف نہ ہوئی ہوگی۔ چنانچہ سوامی جی کی یہ بات سنو سمرتی تیسری دیا کے شلوں ۵۵ سے رد ہو جاتی ہے جو کہ حسب ذیل ہے

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पौत्रभिर्देवैस्तथा ।

पूज्या भूषयितव्यास्त बहु कल्मषाणामोपशुभिः ॥

मनु० ३।५५॥

اس شلوں کا ترجمہ نو، سوامی جی کا کیا ہوا اردو ستیارتھ پراکاش صفحہ ۲۲۱ سطر اول پر یوں درج ہے۔

”باپ بھائی خاوند اور دیور ان کی عزت کریں اور زیور وغیرہ سے خوش رکھیں جن کو بہت بہتری کی خواہش ہو وہ ایسا کریں“

ملاحظہ! اب آپ آریہ سماجیان سے دریافت کریں کہ وہ یہاں پر دیور سے خاوند کا بھائی ہی مراد لیں گے۔ یا مجوزہ نیوگ والا خاوند یہاں بھی آگودیکا۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ باب بھائی خاوند کے ساتھ دیور لفظ آئے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حوالوں میں سے ہی کسی نے جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ اگر نیوگ والے مجوزہ خاوند سے مراد ہوتی تو اس طرح کی عبارت میں ضرورج ہوتا۔

اس سے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ نو، سوامی جی نے لفظ دیور کے معنے خاوند کے چھوٹے بھائی کے لئے میں جیسا کہ آگودیکا اور سب میں ابھی اس سے بھی ظاہر ہے۔

(دیوریشور)۔ بھائی جو تیر دیور اور جیٹھ یا چھوٹے ہیں۔ (درمنسا بدھی صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۰-۱۱) آگے سوامی جی نے ایک منتر ॐ ह्रीं श्रीं क्लीं ॥ میں نے اس کا پیش کیا ہے جس میں

صرف ایک تنازعہ فیہ لفظ **देवता** ہے۔ دیور کی خواہش دانی ہے۔ اس لفظ دیور کے معنے سوامی جی کی منشاء کے مطابق دوسرا نیوگ والا خاوند ثابت ہو جائے تو اس حوالہ سے نیوگ ثابت ہے ورنہ نہیں۔

**مختبر**

آگے سوامی جی اروتیار تقدیر پر کاش صفحہ ۵۲ اسطر ۱۰ پر یوں فرماتے ہیں:-

तामनेन विधानेन निजो विदेत देवरः ॥ मनु० ६/६६

ترجمہ: جو بارہ عورت پیو ہو جائے تو خاوند کا حقیقی چوہا بن جائے گا۔ اس سے بیاہ کر سکتا ہے۔

نوٹ:- اب بیان پر تو سوامی جی نے خود ہی لفظ دیور کے معنے حقیقی چوہا بن جائے گا۔ وہ پھر اس قدر اختلاف کرنے کی کیونچہ درست پڑ گئی۔ کیا سوامی جی محض عالمان سنسکرت کو چڑھانے کے لئے کبھی کبھی کچھ اولٹے سیدھے معنے کر دیا کرتے ہیں ناظرین! سوامی جی نے معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی قسم کھالی ہے کہ بان بوجھ کر حوالہ بات کے غلط معنی مطلب ظاہر کیا کہیں گے۔ جن شلوکوں یا منتر دن میں پیوہ کی مقد ثانی یا کسی اور بات کا ذکر ہے ان سے تو سوامی جی نیوگ نکال رہے ہیں لیکن یہ اس اوپر کے منو ۱۰ شلوک میں نیوگ کا ذکر موجود ہے تو سوامی جی اس سے بیاہ یعنی شادی کر رہے ہیں۔ کیسے افسوس اور تعجب کی بات ہے۔

اسے متعجب آئے گا جیو! آپ اندھے کی لٹری چھوڑ دو جس لوہی مہرشی فیہ سب کچھ سمجھ بیٹھے ہو وہ آپ کو بڑے زبردست گمراہی میں ڈال گیا ہے کہ قدم ہم پر نہ ہو کر ان کھانی پڑین گی تا وقتیکہ ان تیرہ رات سے انکار ہی نہ بن جاؤ۔ یا انہیں نسخہ نہ کرو۔ خیر۔ آپ سمجھانے سے تو مانینگے نہیں لیکن ہم سچ کہتے ہیں بلکہ چیلنج کرتے ہیں یا آپ کے تمام سنسکرت دان پنڈت صاحبان منوسمترتی کے اس شلوک کو اس سے ایک آگے دیکھیں چپچپے کا بھی شال کر کے یعنی منوسمترتی نوین ادھیا



کے ۶۹-۶۹۔ شلوکوں میں سیاہ یعنی شادی کا بیان الرثابت لڑویں کو ہم  
آپ اسے پیش و دستور و پیہ الغام اپنے کو مستعد ہیں۔ البقیہ شرائط الغامی  
دیکھو۔ فقہ ۷۷ حصہ اول

ناظرین! یہاں پر روک ڈال کر پورا ہے۔ منومہا۔ رت یہ ذرا رہے ہیں کہ  
حس کی چیزیں دیکھ کر ہنس سکتی ہو لیکن جو بدلتی ہوئی ہو وہ سب کا وہ  
مجبور و ناگزیر ہے۔ تو ایسی صورت میں کس رٹنی کی نہ تو کسی دوسرے سے شادی  
ایک اسے۔ شادی چاہتی ہے یہ نہ تو اس کی رٹنی کے مطابق دس کیا رہے مردوں  
نیو کہ یہ رٹنی ہوتی ہے۔ یہ موت اور اس مجبورہ خاوند کا جھوٹا بھائی اس معصوم  
بارہ موت کے دس بعد فرات تھیں۔ یہاں پر پیدار دیوے تاکہ اس کے  
موت نہ ہو۔ خاوند کا خاندن قیدی ہو جاتا ہے۔ وہ بھی رتی تمام زندگی اس کا نام  
لیا۔ اپنے قسمت کو یہ منومہا رتی سے اس نہایت وجہ کے ظلم و جھینڈ کرے۔  
ان شلوکوں کا ترجمہ ہم اوپر درج کر چکے ہیں۔

لیکن سوامی دیکھ رہے ہوتی ہیں۔ رتی کو ایسی معصوم بارہ عورتوں پر رحم آگیا اس  
خیال سے کہ رتی کی شادی بھی نہیں ہوتی محض سگالی ہوتی ہے تو ان کو دوسری شادی  
کی اجازت دینا چاہیے۔ اور دیکھی یہ ایسی بات ہے کہ یہ ایک انسان کے دل  
میں رحم و ترس ابھارے گا پھر سوامی جی تو سنیا سی تھے ان کو بھلا کیوں نہ رحم  
آتا اور معصوم نہیں کہ منومہا رتی کیے ظالم مزاج رہے ہوئے جنکو ذرہ بھی درد  
نہ ہوا۔ غریب سوامی جی نے کیا تو اپنے رحم دلی کا اظہار کہ اس حوالہ سے بارہ کی  
شادی اس سے دیو رتی کے ساتھ کہ لڑویں لیکن اگر منومہا رتی کی ایسی منشاء  
نہیں ہے اور نہ وہ اس شلوک میں سوامی جی کی رائے کے موافق کہہ رہے ہیں تو کیا  
یہ غلطی نہیں ہے کہ زبردستی ایسی بات منو سمرتی کے حوالہ سے ثابت کی جاوے  
جو اس کے خلاف ہو۔

پنڈت مہاشی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش سنہ ۱۹۳۱ء اس شلوک کے متعلق

سناتنی پنڈت کے اعتراض کے جواب میں اس شلوک کو پورا لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس میں سگائی کا ذکر نہیں ہے پورا شلوک یوں ہے :-

पस्या मयेत कन्याया वाचा सत्ये कृते पीतिः ।

तामनेन विधानेन निजो विद्वेत देवरः ॥

मनु. ६/६८ ॥

اس میں متنازعہ فیہ الفاظ <sup>۲</sup>کرتے <sup>۱</sup>واचा <sup>۳</sup>سत्यے <sup>۴</sup>ہیں۔ ان کے لفظی معنی

یوں ہوتے ہیں۔ (۱) بات یا گفتگو سے (۲) سچ (۳) کر دینے پر۔

بناظرین! نو، سوچ لیوین کہ اس سے سگائی ثابت ہوتی ہے یا شادی

ہم کہتے ہیں کہ کیا منومہا۔ ج کو لفظ شادی 'ا' بواہ معلوم نہ آیا یا کوئی دوسرا لفظ

شادی کے مترادف وہ نہ لکھ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر بالفرض ہم یہ تسلیم

ہی کریں کہ شادی شدہ باکرہ عورت سے ہی مراد ہے تاہم بھی سوال تو بدستور

ہیوں کاتیوں قائم رہ جاتا ہے کہ اس شلوک و اس سے گلے پھیلوان میں نیوگ کا

ذکر ہے سوامی جی بیاہ کس طرح کر رہے ہیں۔ بس یہی سوامی جی کی زیادتی اور

مغالطہ دہی ہے کہ غیر مضمون کا حوالہ غیر مضمون میں لگاتے ہیں

ناظرین! اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے پنڈت تلمسی رام صاحب نے جھنجھلا کر ایک

ریارک بھاسکر پرکاش صفحہ ۷۲ پر پاس کیا ہے اسے آپ کی ان چسی کے لئے ہم ذیل

میں نقل کئے دیتے ہیں بریکٹ ہمارے ہیں :-

”بات یہ ہے کہ جس طرح ویدوں کو چھوڑ کر بانی تمام کتابیں مرتبہ شراؤہ اور دون کے

نام پر شراؤہ کرنا سے خالی نہیں ہیں اور شراؤہ وید بھی خالی نہ ہوں۔ اسی طور پر وید اور

پرائی ونی سمرتیان۔ پرائی۔ آپ پرائی وغیرہ کوئی مشہور و معروف گرتھ نیوگ سے خالی

نہیں (لیکن ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دیانندی نیوگ :- شراؤہا سے تو کیا رہا۔

نیوگ کو سے وغیرہ۔ سے بیشک سب خالی ہیں۔ اس بارہ میں سب طرف سے آپکا

ی پروہ فاش ہو گا (اجی مہاراج اور سابق بزرگ جن کا پروہ فاش کرنے پر آپ کہ

کئے لو سفید ہو لے جانے میں نہ ف سنا تھی لوگوں کے ہی ہمیں بلکہ اُن سے زیادہ آپ کے معزز ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ یا ہے میری دونوں چوٹیں مگر تیری تو ایک دو چوٹیں ہو چکا۔ آپ بہ نہ سمجھیں کہ اس کا بنیامین فی زمانہ رواج نہ ہونے اور اس کو مذمت کی بات اسنے سے آپ جیتے ہوئے ہی سانسے رکھا حیات جائیں گے (شاید اس نے ترم ہون تو ایسے ہوں۔

جی ہاں آپ وہ نہیں کیوں جیتے ہیں گے۔ وہ ایک کے تو آپ چار سنا میں کہیں مقصد کا واقعہ ہے تو بے تہمتا بیان جی بھی ہاں سکتے ہیں) جتنا ہی آپ مشکل سے لو تہمناں و جذبات ہیں کے اتنا ہی زمانہ قدیم کے بے شرمی کے واقعات پر لڑوں و خدشہ سے ہیں ایک دنیا جبر کا تو پھر اس کا بڑے گا مہاراج اور حکائے کیا ہو۔ اپنی سی رنچو کیا اسی کا نام معقول پسندی ہو رہا ہے۔ واہ یہ تو خوب دھمکی ہے۔ تو مجھے کا کہے کا میں سمجھتا ہوں کہ ڈالوں گا۔ واہ کیا خوب۔

تو یہ صاحبان ابھی آپ کی غلطیوں کو ترک کر کے چنی قبول کرنے کا نمونہ ہے۔  
 تنہا باتیں)۔ بیدن ہم یہ سوامی جی پر لڑوں کے ہندو بھی چار پینے میاشی و حرام کاری والے نیوٹن کے تائیدار ہیں بلکہ وہ دن شاسترون میں جیسا ذکر آیا ہے ویسے نیوٹن کی تائید کرتے ہیں (ٹھیک ہے! جب ہی تو گرد چلے ملل ایک حوالا بھی دیدوں وہ وہاں طاہر رسے جس کا یہ مطلب ہوتا کہ نہ رہا جائے تو نیوٹن کرے۔ یا بیوی حاملہ ہو اور نہ رہا جائے تو کسی بیوہ کو اولاد بخشدیوے۔ وغیرہ) خسر کو آرام دہا اور بات ہے اور یورکی کا سنا اور خوش کرنا اور بات ہے (جیسے دیور کی گمان ویسے جانی ہیں اور وغیرہ) کامنا۔ کہتے مہاراج اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ وہ دیور کی خوش نصیب دیانندی نیوٹن کی خوش سے کرتی ہے۔ کیونکہ نہ ہوا اگر آپ یہ سماج کو ایسے ایسے تاویل و تشریح کر گڑھنے واسے ہے تو کارطفدان تمام خواہند

نمبر ۱۲

آگے سوامی جی اردو دستیار لکھ پڑکاش صفحہ ۱۵۳ سطر ۴ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:-



सोमः प्रथमो विविदे गन्धर्वो विविदे उत्तरः । तृतीयो अ-  
- ग्निष्टे पतिसुरो यस्ते मनुष्यजाः ॥ ऋ० मं० १० स्त० ५५ मं० ४०

(ترجمہ) اسے عورت تجھ کو چوتھا پہلا خاوند ملتا ہے اس کے نام کنورین وغیرہ اور سات  
والا ہونے سے سوم ہے جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا اور گندھرب ایک عورت  
سے ہم بستری ہو جانے سے گندھرب - بدو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت  
حرارت رکھنے سے اپنی نام دل اور چوتھا سے چوتھے سے پندرہویں تک ہوگ  
سے خاوند ہوتے ہیں اسے شش انسان نام سے موسوم ہوتے ہیں۔

ناظرین! لکھ شدہ عبارت سوامی جی کی نیچے ایزاد شدہ ہے۔ جسے نکال ڈالنے  
پر نہ تو اس حوالہ سے نیوگ ثابت ہوتا ہے اور نہ گیارہ تک کا شمار دیا تندی نیوگ)  
پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی تعصب آریہ سماجی صاحب کو یہ حوصلہ ہی کہ سوامی  
جی نے غلط نہ لکھا ہوگا تو ان کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اس منتر میں نیوگ یا اس کا منتر  
ولی لفظ ثابت کریں اور اس کو شش میں کامیاب ہو نیو اسے مہاشے کو ہم مبلغ  
دوسروں پر انعام دینے کو مستعد ہیں (بقیہ تہذیب افامی دیکھو صفحہ ۳۰۷ حصہ اول ج  
ناظرین! اب اس منتر کا لفظی رتھ سنئے۔

सोमः प्रथमः विविदे गन्धर्वः विविदे उत्तरः ।  
तृतीयः अग्निः ते पतिः तुरीयः ते मनुष्यजाः ॥

۱۔ (۱) پہلا (۲) سوم (۳) تجھے حاصل کرتا ہے (۴) پچھلا اس کے  
بعد دوسرا (۵) گندھرب (۶) حاصل کرتا ہے (۷) تیسرا (۸) اپنی  
تجھے حاصل کرتا ہے (۹) چوتھا (۱۰) تیرا (۱۱) خاوند (۱۲) انسان اسے  
پیدا ہونے والا ہوتا ہے)

ناظرین! بتلائے اب نیوگ کہاں کا فوز ہو گیا اور دو تین چار سے گیارہ تک نیوگ  
لے خاوند یہاں کہاں ہیں البتہ سوم گندھرب اور اپنی الفاظ یہاں غور طلب ہیں۔

پس سنسکرت علم ادب میں نے خاص خاص دیوتاؤں کے نام ہیں۔ سوم سے ہم چاند کا  
مُ دے سکتے ہیں۔ گندھرب کی روایت یہ ہے کہ دیوتاؤں کے۔ جاندر کے یہاں  
گانے بجانے میں مشاق و نون کی جو جماعت ہے وہ لوگ گندھرب کہلاتے ہیں۔  
کئی بیٹے گندھرب۔

پس اگرچہ سناسنی صاحبان تو یوں فرماتے ہیں کہ کنواری لڑکی کو س کے  
خاوند سے صحبت ہوئے سے قبل۔ ہر سہ اپنی بیوی بنا چکے ہیں تب وہ پاک ہو  
جاتی ہے لیکن برہمن میں وہ میں سے مسدود اور ناچ ہیں تو یوں ہو کالہ یہ ایک  
سنگار ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے۔ لڑکی خاوند سے صحبت کرنے لایق  
یعنی جوان ہونے سے قبل ان تین۔ جن یا عاتون سے کمر لیتی ہے۔ نہایت  
بچپن میں سوم بیٹھے پانہ سے مانند بڑھتی ہے جس طرح چاندلی کلایں دادون تک  
بڑھتی رہا کرتی ہے۔ یہ سب وہ بچہ بچہ ہوتی ہے تو کانا بجانا وغیرہ سب کر  
(باندھتا ہوں) لیکن میں اور اور سر کے عمدہ بن جانے پر گویا گندھرب کی حالت  
لو اپنے اندر جذب کرتی ہے۔

بعد میں جب اس میں آگ سے مانند حرارت سے جوانی کی تمام علامتیں آجاتی ہیں  
تب وہ انسان خاوند کے لایق ثابت ہوتی ہے۔

ناظرین! ہماری یہ تاویل صحیح ہو یا غلط لیکن ہر حالت میں ماننا پڑے گا کہ سو  
جی کی ر سے اس سنتر سے بالکل برآمد نہیں ہوتی۔ چنانچہ پنڈت جوالا پرشاد صاحب  
سناسنی نے یہ اعتراض کیا کہ یہ سنتر تو شادی کے موقع کا ہے (بلکہ اس سے اگلا سنتر  
بھی انہوں نے پیش کر دیا۔) پس سوامی جی کا اسے نیوک کے مضمون میں لپٹکنا مغالطہ  
ہی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا جواب پنڈت تلکسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۶۲  
سطر ۱۰ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :-

۔۔۔ ان دونوں سنتروں کو ہم اگر آپ کے مانند شادی کے متعلق ہی تسلیم  
کریں۔ نیوک میں نہ مانیں۔ تاہم بھی کیا باقی اور سنتروں اور بے شمار حوالہ جات سے

ثابت ہو جانے پر مسئلہ نیوگ کو آپ شاسترانا جائز کہہ سکتے ہیں :-  
 پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! کیا یہی آپ کی معقول پسندی اور سچائی کو قبول کرتے  
 ہوئے غلطیوں کا ترک کرنا ہے۔ اگر آپ لا جواب ہوتے ہیں تو نیک نیتی کے ساتھ ٹھیک  
 پریس والوں سے سفارش کیجئے کہ وہ آئندہ جب ستیا رتھ پرکاش کو شایع کریں تو اس  
 قدر عبارت کو منسوخ کر دیں۔ اسی مہاراج ! کہی ایک بات بھی تو دیانندی کی (خلاف  
 ثابت ہو جانے پر ترک کیا ہوتا کہ جھلا قسم کھانے کے لئے اپنے چوتھے نیم (قاعدہ) کا  
 پابند کہلائے جاسکتے۔ وہ یہ خوب جواب ہے کہ کیا ہوا ہے اس مرتبہ ہم جیتے تھے ایک مرتبہ  
 اگلے تو اس سے کیا ہوا جاتا ہے :-

اسی حضرت ! وہ کون سے آپ کے حوالہ جات ہیں جن سے دیانندی نیوگ  
 منوکا نیوگ نہیں) ثابت ہو سکا ہو۔ اگر آپ کو اب بھی حوصلہ ہے کہ دیدوں وغیرہ میں  
 دیانندی نیوگ موجود ہے (- نہ ہا جائے تو نیوگ کرے - یہ ذاتوں سے بھی نیوگ کرے  
 لیارہ خاندنک نیوگ کے ذریعہ کرے وغیرہ) تو میدان میں قدم بڑھائے اور اس کتاب  
 کی تردید کر کے انعام کے رقمین کھن کھن گنا۔ سچ جانے ہم بڑی خوشی سے وعدہ  
 پورا کرنے کو مستعد ہوں گے۔

ناظرین ! اس بات کی تہنات میں کہ اس ستر میں آئے ہوئے سوم گندھرب  
 اکتی سوامی جی کے مجوزہ نیوگ والے خاندن (یعنی انسان) نہیں بلکہ دیوتاؤں سے ہی  
 مراد ہے ہم پراشر عمرتی کا ایک شلوک ذیل میں پیش کرتے ہیں :-

नापो भूत्र श्रीषा वा नाग्निदेहो कर्मराग -  
 पूवे स्थियः सुरैर्बुद्धाः सोम गन्धर्वे बह्विभिः ।

भुञ्जते मानवा पश्चान्न वा बुध्यन्ति कीदृचित् ॥ १६० ॥  
 اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۵۹ سطر ۱۳ پر  
 یوں کیا ہے :-

”پانی سچا ست یا پیشاب سے ناپاک نہیں ہوتی۔ آگ جلانے سے ناپاک  
 نہیں ہوتی اور چونکہ عورتوں کو اول سوم گندھرب اکتی دیوتا صحبت کر لیتے ہیں



بعد میں انسان صحبت کرتے ہیں اس لئے وہ ناپاک نہیں ہوتے۔  
 ناظرین! اب آپ آریہ صاحبان سے دریافت کریں کہ کیا اب بھی وہ ان  
 سوم گندھرب گئی کو دیوتا نہ سمجھ کر حسب قول سوامی دیانند سرسوتی مہاراج چنگ  
 والے خاوندوں کے خطاب ہی سمجھتے رہینگے۔

نمبر ۱۳

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۲ سطر ۵، ۶ پون فرماتے ہیں کہ  
 ”سوال یکادش اکتیارہ لفظ سے دس لاکھ اور گیارہویں خاوند  
 کیوں نہ گنیں۔“

جواب جواب ترجمہ کرو گے تو  $10^7$  سے  $10^8$  تک وغیرہ ان لاکھ کے  
 حوالہ جات سے برخلاف معنی ہوں گے کیونکہ تمہارے ترجمہ سے دس لاکھ سے خاوند  
 کرنا ہی نہیں ہو سکتا۔

ناظرین! آئیں براعجب معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی چہان پر نو ستہ غل کو  
 بتلا رہے ہیں کہ اس  $10^7$  سنتر کے لفظ ایک دشم  $10^8$  سے دس  
 لاکھ کے اور گیارہویں خاوند کا مژد لینا غلطی ہے لیکس سوامی جی نے اردو ستیارتھ  
 پرکاش صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۶ پر خود یہی معنی لکے ہیں۔ ”اس جیہا ہی مورت میں دس  
 اولاد پیدا کر اور گیارہویں مورت کو مان۔ تو بھی دس پہ پیدا کر اور  
 گیارہویں خاوند کو سمجھ۔“

ناظرین! اس سنتر پر پوری چہان میں ہم نمبر ۱۵ پر صفحہ ۲۶۹ کے  
 ہیں وہاں ہی مفصل دیکھئے چہان سوامی جی کی اس سنتر پر وہ تفسیر نقل کر دی گئی ہے  
 جو سنسکار بدھی میں ہے اور جس میں نیوگ کا ذکر نہ ہونے کے باعث سوامی جی کے  
 ہی الفاظ میں دس اولاد اور گیارہویں خاوند ثابت ہو رہا ہے۔

کئے ناظرین! کیا اب بھی سوامی جی کی باتوں کے آئیں میں متضاد ہونے  
 میں کچھ شک ہے۔

نمبر ۱۴

آگے سوامی جی اردو ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۵۳ اسطر آخری ۱۵۴ کے شروع میں  
یون تحریر فرماتے ہیں۔

देवराट्टा सपिराडाट्टा स्त्रिया सम्पद् निष्कया ।

प्रजेप्तिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिहृये ॥

منہ ۴/۱۴  
رجمہ: سپند یعنی خاوند کی چھ پشتوں میں خاوند کے چھوٹے یا بڑے بھائی یا اپنی ذات  
ر کے ترائے سے اعلیٰ ذات والے مرد سے یہ عورت کا نیوگ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

ناظرین! یہ وہی حوالہ ہے جس کو ہم اوپر کئی جگہ خواہ کر چکے ہیں۔ یہاں اگر سوامی جی  
نے بھی لفظ دیور کے معنی چھوٹے یا بڑے بھائی ہی کر دیا۔ اور اوپر کی لکیر شدہ عبارت  
سوامی جی کی نج گزشت ہے۔ اس شلوک میں منو مہاراج نیوگ کا دائرہ بہت تنگ اور  
محدود کر رہے ہیں کہ وہ مرحوم خاوند کے خاندان ہی میں سے کسی کے ساتھ ہو اور اس سے  
عزت کرنے کی مہ نعت جی منوسنے کی ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ لیکن سوامی جی کا  
نام یہاں بھی کچھ بڑے بڑے بغیر نہ چلا۔

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اوپر کی لکیر شدہ عبارت اس شلوک کے  
کسی لفظ یا الفاظ کی مترادف نہیں ہے۔ اور اگر کوئی صاحب اس کے خلاف ثابت  
رہے تو وہ ہم سے مبلغ چار سو روپیہ الغام حاصل کر سکتے ہیں (بقیہ شریطہ  
الغامی دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول)

نمبر ۱۵

آگے سوامی جی اردو ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۵۴ اسطر ۳ پر یون فرماتے ہیں :-  
" (۱۳۸) سوال - نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند کے جیتے بھی۔  
جواب - جیتے بھی ہوتا ہے۔

अन्यमिच्छस्व सुभगे पीतिं मत ॥ ऋ० सं० १० पृ १०  
म० २०॥

”نیک خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دیوے رُای نیک  
 بخت لولاؤ کی خواہش کرنے والی عورت اتو مجھ سے ملاؤ دوسرے خاوند کی خواہش کر۔“  
 کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوک کر کے  
 اولاد پیدا کر لیوے لیکن اس بیاتہ بہ شے خاوند کی خدمت میں کمر بستہ رہے۔

ویسے ہی عورت بھی جب باری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تو لدا اولاد کے ناقابل ہو  
 تب اپنے خاوند کو اجازت دیوے کہ اسے مالک آپ تو لدا اولاد کی خواہش مجھ سے پھوڑ کر  
 کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوک کر کے اولاد پیدا کیجئے۔

ناظرین! سو می جی دیوے ورنہ دوا کا نیوک ختم ہو چکا۔ اس کے متعلق جیسے کچھ  
 حوالہ جات میں مغالطہ دہی درج چال باری سے کام لیا گیا ہے اس بات کو آپ دیکھ  
 ہی چکے ہیں پس اب سو می جی کا نام دومریض مرد کی زندگی میں اس کی بیوی کا  
 یا اسکی مریتہ اور باجھہ ہونے پر اسکے خاوند کا نیوک دیکھ چلے اور اس بارہ میں  
 کن حوالہ جات سے سقہ صدقت کے ساتھ کام لیا جاتا ہے یہ بھی غور کیجئے گا۔  
 اوپر کا حوالہ ایک منتر ہے، مڑہ ہی جو کہ رگ وید کے دستورین منڈل کے دستورین سوکت کا  
 دستورین منتر ہے۔ اور یہ سوکت وید دن کے شایقین کے درمیان یہ بھی سوکت  
 نام سے مشہور ہے۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یوں ہو گا:-

अन्म इक्ष्म सुमो पीतं म॥ ५९०१९०१९०४

ای نیک عورت (۲) میرے (سوا) (۳) دوسرے کو (۴) خاوند  
 (۵) خواہش کر۔ (یا میرے سوا دوسرے خاوند کی اٹھا کر)  
 اگر ہم سو می جی کا ارتھ اند کوہ بالا لکیر شدہ (۱) ہی تسلیم کریں تو ان کا حاشیہ  
 یعنی آگے پیچھے کی عبارت کو نظر انداز کر دینے پر (۲) اس حوالہ سے نیوک مطلقاً نہیں ہوتا  
 ہوتا۔ بلکہ طلاق ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن ناظرین کو معلوم ہو کہ یہاں کچھ اور  
 ہی بیان ہے۔ شاتنی پنڈت جو لاپر شا و صاحب نے ترمجاسکر میں یہ اعتراض  
 کیا کہ اگر سو می جی اس منتر کو پورا لکھ دیتے تو قلعی کھل جاتی پس سامانیوگ کا فور



ہو جاتا۔ اسپر پنڈت تلسی رام صاحب اپنے بھسا سر پر کاش مٹھ ۷۷ اسطر ۲ پر  
 مذاتے ہیں کہ سارا منتر لکھنے سے جی نیوگ اور نہیں سکتا۔ اور تھوڑے دن کے لئے  
 ہم یہی مان لیوین کہ اس منتر سے نیوگ نہیں نکلتا تب بھی سوامی جی کے یاچارے  
 پیش کئے ہوئے دیگر حوالہ جات کے رہنے پر اور پرائون مین نیوگون کی سیکرٹون  
 روایتیں ہونے پر کیا کہی آپ نیوگ کو اور اسکتے ہیں یا نہ گز نہیں ۵

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! اس طرح بات بنانے سے کام نہیں چل سکتا۔  
 آپ کی اس دیباچہ سے ہی یہ جھلک نکلی پڑی ہے کہ جو دشمنان جی کو  
 یقین نہیں ہے کہ اس منتر کا پورا ارتھ پیش کئے جانے یا اس پورے سوکت کا  
 وچار ہونے پر سوامی جی کا اس حوالہ سے نیوگ ثابت کرنا رو نہ ہو جاوے گا۔  
 اسی حضرت پرائون کی بات تو نیچے دیکھی جائیگی اور جیسے کچھ حوالہ جات آپ  
 رو چیلے صاحبان اس مسئلہ کی تائید میں پیش کر چکے ہیں ان کی حقیقت تو ہمارے  
 ناظرین دیکھ ہی چکے مگر آپ کو نیک نیتی کے ساتھ یہ چاہئے تھا کہ اگر اس حوالہ  
 نیوگ نہیں ثابت ہوتا تو فضول باتیں نہ بنا کر صاف طور پر تعصب کو ترک کر کے  
 اقرار کر لیتے کہ سوامی جی سے یہاں اگر غلطی ہو گئی ہے یا یہ کہ وہ جان بوجھ کر غلط  
 دے گئے ہیں۔

ناظرین! پنڈت صاحب جو پرائون کے سیکرٹون روایتوں پر اشارہ کرتے ہیں  
 پس آپ کو معلوم ہو کہ سوا پانڈون کی نظیر کے اور کہیں نیوگ کا تاریخی ثبوت نہیں نظر  
 آتا۔ سوا اس (پانڈون کے متعلق) بارہ میں سنا تھی صاحبان کی طرح کی  
 تاویلین پیش کرتے ہیں۔

اگے چلکر پنڈت صاحب نے اس منتر کو پورا لکھ کر ارتھ کر دیا ہے جو کہ یوں ہے

आ पाता गच्छानुत्तरा युगानि यत्र जामयः क-

-शान्नजामि । उपरैहि वृषभाय बाहुमन्यमि-

-च्छस्व सुभगे पीति मत् ॥ ऋ० १०। १०। १०॥

« ॥ ११ ॥ १२ ॥ १३ ॥ »

ترجمہ: آوین گئے وہ ان کے زمانے جن میں ہائی کرینگی اجایرون کے کام رہے ہیں  
کرینگی وہ کام جو اسکے لئے نامناسب ہے۔ پھیلاؤ تو اپنے بازون کو سپین میں سہرت  
(جماع کی طاقت دے) مرد کے لئے ای نیک عورت! میرے سوا کسی دوسرے  
خاوند کی خواہش کر۔ جامی ایک نام ہے کم عقل یا ہم جنس کا۔

ناظرین! سوامی جی کے پیش کردہ حصہ کا ترجمہ یہاں صرف لکیر شدہ عبارت ہی ہے  
اس ارتھ کو تسلیم کر لیں۔ جی نیوک کا تو کہیں تان گمان جی نہیں ان اس سے جی تعلق  
کا مطلب البتہ نکل آتا ہے کیونکہ کوئی مرد اپنی عورت سے رجب قبول سوامی جی ویدے  
تلسی رام صاحب کے یہ کہہ رہے ہیں کہ تو میرے سوا (یعنی اب مجھ سے طلاق حاصل  
کرنے کے بعد) کسی دوسرے خاوند کو حاصل کر۔ اس کے سوا اور کوئی ایسی بات  
سوامی جی کی تو اس منتر یا اس سے لکھ پھیلون میں جی نہیں پائی جاتی جس سے یہ  
ثابت ہو کہ خاوند نامزد ہو جائے یا اپنی بیوی کو اس طور پر مفاطبت کرتا ہے وغیرہ۔

اب پنڈت تلسی رام صاحب نے پورے منتر کا جواب دیا ہے پس اب ان کے  
معاورہ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ کوئی شخص بیماری کے باعث اولاد پیدا کرنے کی  
طاقت نہ رکھنے پر اپنی منکوحہ بیوی سے یوں مخاطب ہوتا ہے کہ "آوین گئے وہ  
زمانے جن میں جامی یعنی کم عقل عورتیں گرین کی اجاسیوں یعنی عقل مند عورتوں  
کے کام (یا ہم جنس کرینگی غیر ہم جنسوں کے کام) اس لئے تو میرے سوا کسی دوسرے  
خاوند کی خواہش کر اور اس طاقت ور کے لئے بازون کو پھیلاؤ۔"

ناظرین! ذرا پنڈت صاحب سے دریافت کیجئے کہ کسی بیمار یا نامزد کا اپنی بیوی  
سے اپنی نامزدی کی سچائی ظاہر کرتے ہوئے لکیر شدہ عبارت کہنے کی کیوں ضرورت  
ہوتی۔

شریکان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! اس مریض یا نامزد بھلے آدمی کو بھی اس  
رگرتے جھگڑے سے کیا واسطہ اور مرد کا رہے کہ آئندہ کم عقل عورتیں گرین کی عقل

والیوں کے کام یا ہم جنس کرینگی غیر ہم جنس والیوں کے کام۔  
 اچھی مہاراج! وہ جو ایسا کرتی ہیں ان کو کرنے دیجئے۔ وہ مریض یا نامرد کس لئے  
 بنی ہوئی کو یہ سب سنا رہا ہے۔ اسے تو صرف یہ حکم دینا تھا کہ تو کسی دوسرے مرد  
 جاکر اولاد پیدا کر لے۔

اچھی حضرت! اس طرح باتیں بنانے سے کام نہیں چلا کرتا۔ کہیں آفتاب بھی  
 جیسا لگے چھپ سکتا ہے۔ اس سوکت میں مریجا بھائی بہن کی گفتگو موجود ہے  
 نہ ہر گز گھنچ تان کریں مگر بے گناہ بھائی بہن کا حورہ اس کے خلاف نہیں ثابت  
 ہو سکتا۔

ناظرین! ہم پورا مطلب اس سوکت کا ظاہر کرنے سے قبل ہنڈ تلمسی رام  
 صاحب کی وہ شہرت کیل میں نقل کرتے ہیں جیسے فرید وہ تمام دنیا کی آنکھوں پر  
 نیکی باندھنا چاہتے ہیں۔ وہ بولتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس سوکت میں ہم آپ کی گفتگو سے۔ اور یہ ستر  
 ہم کی طرف سے بھی کو جواب ہے۔ ہم یہی کیا اشیاء ہیں اس بات کی بھٹ لازمی  
 ہے۔ نکھنٹو۔۔۔ میں ہمیں نام رات کا ہے۔ نکھنٹو۔۔۔ میں یہی

پتہ اندازہ نام ہے جس کی مثال میں اسی سوکت کا  $\text{अन्यसुषु तं यम}$   
 ہے۔ ستر رات ۱۱۔۲۲ میں دیا ہے۔ اس لئے یہ سوکت رات  
 دن کے گنگو (ستارہ) سے یہ سکھاتا ہے کہ غیر جنس عورتوں مردوں  
 کی دوستی یا محبت نہیں ہو سکتی پس ہم جنس کی ہونی چاہئے۔ جس طرح رات تم کو  
 اہوئے کے باعث تاریک اور دن روشن ہے (پس) بے دون آپس میں  
 نہیں ملتے۔ اگرچہ صبح شام کی سندھیا کے وقت میں رات دن سے ملنے کو آتی ہے تو  
 اس وقت غیر جنس بات سے ملنے میں دن ناقابل ہوتا ہے اور علیحدہ ہوتا ہوا گویا  
 دیون کہتا ہے کہ تو کسی دوسرے منی سینچنے میں طاقت ور مرد کو حاصل کر لینے  
 میں اپنی روشنی تجھ (رات) میں قائم نہیں کر سکتا۔



ناظرین! اب حقیقت سنئے۔ یہ سوکت یم بھی سوکت نام سے مشہور ہے اس میں جملہ ۱۴ منتر ہیں۔ یہ روایت یوں سمجھی جاتی ہے کہ یم اور یم سورج دیوتا کے اولاد یعنی بھائی بہن ہیں۔ یم نے جوان ہو جانے پر اپنے بھائی یم سے درخواست کی کہ تو میرے ساتھ صحبت کر کے اولاد پیدا کر۔ لیکن یم نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ بہن کے ساتھ ایسا کرنا گناہ ہے اور میں گنہگار نہیں بننا چاہتا۔ غرضیکہ کئی سوال و جواب ہوئے لیکن آخر کار یم اپنے ایمان کا سچا ثابت ہوا اور یم کی مراد نہ حاصل نہ ہو سکی۔

اس سوکت کے تفسیر میں ویدوں کے مشہور مفسر سائین آچاریہ نے کچھ ناک مرتق بھی لگا دیا جس پر عالمان یورپ نے اور بھی کچھ گزشت کر کے ویدوں کی تعلیم پر مضحکہ اڑنا شروع کیا۔ چنانچہ اب آریہ پنڈتوں کو اس بات کی ضرورت ہوئی کہ اس سوکت کے معنی مطلب کو آریہ محاورہ میں تبدیل کیا جاوے چنانچہ اوہنوں نے یم سے ۱۰ اور یم سے ۱۱ رات کو مرد لیا۔

ناظرین! اگر ہم الفاظ کے سیدھے سادے معنی بھی قایم رکھیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سوکت میں کونسی ایسی بات ہو سکتی تھی جو کسی قسم کے مسخر کا باعث ہو۔ سائین آچاریہ نے اگر کوئی بات اپنے طرف سے ملا دی ہو تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہی۔ مگر اصل منتروں کے معنی کو مد نظر رکھ کر ہم یا یوں سمجھ سکتے ہیں کہ کسی عورت نے جوانی کی شہوت سے اندھ ہی ہو کر اپنے بھائی سے ہی ناجائز تعلق کرنا چاہا لہذا اس کا بھائی دھرماتا تھا اس کے باتوں میں نہ آیا۔ (اس سے بھی کوئی عیب نہیں آتا۔) یا آریہ محاورہ میں بھی یوں سمجھئے کہ اس سوکت میں تمام بنی نوع انسان کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت کہی شہوت سے مغلوب ہونے کے باعث اپنے بھائی سے ناجائز تعلق کرنا بھی چاہے تو وہ ہوشیار رہے یعنی ایسے گناہ سے بچتا رہے۔ (عورت ہی کی جانب سے ایسے گناہ کی درخواست کیوں کی۔) اس لئے کہ مرد کی بہ نسبت عورت میں تموگن یعنی برائی ویدی نہ زیادہ ہے) اور اگر ہم حسب قول پنڈت تلسی رام صاحب کے ہم جنس غیر جنس کا لحاظ رکھیں تو یوں

معنے ہو جائیں گے کہ اگر کوئی فاحشہ بدچلن آوارہ عورت کسی نیک نصیحت پر ہم چاری یا عابدہ کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ اس کے دم جیسا نسہ میں نہ آوے۔

ناظرین! اس سعمہ کو جنہوں نے رات دن کے استعارہ میں تبدیل کر دیا تو دن یوں سمجھا گیا کہ دن بھائی کے بھائے ہی اور رات بہن کے مانند ہے۔ در دن میں جو روشنی وغیرہ تو بیان ہیں ان پر (مانند خوبصورتی وغیرہ کے) رات نے خلیفہ ہو کر یہ چاہا کہ اگر دن سے میں مل سکوں تو اس کی چمک دمک کا کچھ حصہ مجھے بھی حاصل ہو جاوے۔ احب طرح عورت کو مرد کی سنی حاصل ہوا کرتی ہے۔ پس استعارہ میں دن کی چمک دمک سنی کے مانند تصور کی گئی ہے (چنانچہ رات (بہن) دن (ریم) سے ایسی درخواست کی گردن نے اسے جھڑک دیا کہ تو تار کی بجائے مجسم (گنہگار) ہے میں بھی تیری صحبت سے ان (تیری تاریکی وغیرہ) کو حاصل کر کے خراب ہو جاؤنگا۔

ناظرین! ہم اگر ہم یہی سے دن رات ہی تسلیم کر لیویں تاہم بھی سوامی جی اور پنڈت تلسی رام صاحب کی بات کو سون دور رہ جاتی ہے۔ کیونکہ پھر بھی تو ہم یہی بھائی بہن ہی رہیں گے۔ یعنی رات دن میں ویسا ہی رشتہ نظر آتا ہے جیسا بھائی بہن میں ہے (یعنی یہ کہ ان کا کبھی صحبت نہ ہو سکتا۔ اگرچہ صبح شام کے وقت آپس میں سلام بندگی ہو جانا) اور ان میں تعلق ہرگز نہیں دیکھا جاتا جو خاوند بیوی میں ہوا کرتا ہے (کیونکہ دن اور رات کبھی خاوند بیوی کے مانند مل ہی نہیں سکتے۔ البتہ استعاروں میں رات کا خاوند چاند مانا گیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کا باہم ویسا ہی جوڑہ ہے جیسا میان بیوی کا۔

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے اپنی تشریح مذکور بالا میں جو رات دن کو آپس میں غیر جنس مان کر اپنے مطلب کو ادا کیا ہے پس ہم ان کی اس بات کو ہی تسلیم کرتے ہوئے ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر رات دن آپس میں غیر جنس ہیں اور ان کی کبھی آپس میں صحبت بھی نہیں ہو سکتی تو بھلا سوامی جی کی یہ بات

کیونکہ اس سوکت سے ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو نیوگ کی اجازت دیتا ہے۔

پنڈت تلسی رام مہاراج۔ ذرا بتلائے تو سہی کہ اگر آپ یم بھی کو بھائی بہن کے بجائے خاوند بیوی مان رہے ہیں تو پھر آپ کا انہیں رات دن کے استعارے میں تبدیل کرنا کون منصف مزاج عقلمند صاحب منطوق کریں گے؟۔ جبکہ رات دن کا باہم ویسا تعلق ہی نہیں جیسا کہ خاوند بیوی میں ہوا کرتا ہے بلکہ ان کا بھائی بہن کے مانند تعلق تو ہر شخص مان سکتا ہے (یا رات کا چاند کے ساتھ میان بیوی کے مانند تعلق ماننا ٹھیک استعارہ ہے) تو پھر بھلا آپ کی ایسی باتیں سراسر تھیکا دھینگا نہیں تو اور کیا ہیں۔

ناظرین! ان گرو چیدون کی اسلئے جی بڑی پیاری شکست ہے کہ اس دستوں سے اگلے کپڑوں منہ من صاف طور پر بھائی بہن کے مترادف الفاظ آئے ہیں۔ چونکہ یہ بہت مشہور و معروف سوکت ہے اور اس کی جانچی پڑتال خاص کر اہل یورپ میں بہت زور شور کے ساتھ ہو رہی ہے اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جلد ۱۴ مستروں (یعنی پورا سوکت) کو مع ترجمہ ذیل میں درج کر دیں۔ اگرچہ طوالت تو ہوگی مگر ہم اسکے لئے ناظرین سے معافی مانگتے ہیں اسکا گیارہواں و بارہواں منتر نہایت خوب طلب ہے جو اس دیانندی نیوگ کے مضبوط قلعہ کو چھنا جوڑ کر کے گرا دیتا ہے کیونکہ نامرد خاوند اور اسکی بیوی کے بجائے وہاں بھائی بہن الفاظ دئے ہوئے ہیں)۔

ناظرین! سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی تفسیر رگوید کے اس دستوں میں منڈل پر نہیں ہے۔ لیکن اس سوکت کی تفسیر پنڈت بھیم سین شرما صاحب ساکن راموہ (سابقہ نہایت معزز اوپریشک و مناظر آریہ سماج) نے اپنے ماہواری رسالہ آریہ سداہانت میں شائع کیا تھا اور بعد اسے عمدہ ایک کتاب کی شکل میں بھی ۱۹۵۵ء میں شائع کر دیا تھا۔ پس ہم انہیں پنڈت صاحب کی تفسیر سے اختصار کے ساتھ



اس سوکت کا ترجمہ (سواپنے نوٹ) ذیل میں نقل کرتے ہیں جس میں ادہنوں نے  
 بھی یم بھی سے باوجود دن رات ماننے کے بھی بہانی ہیں کا اسی رشتہ یم رکھا ہے  
 واضح ہو کہ اس سوکت کا ترجمہ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ مسافر نے بھی کلیات آریہ  
 مسافر کے صفحہ ۸۱ کا لم ۲ پر کیا ہے جس میں ادہنوں نے ایک عجیب رنگ چڑھانا چاہا ہے  
 لیکن افسوس کہ مسافر صاحب نے لفظ منتر لکھ کر ان کے معنی درج کئے ہوتے (جو کہ  
 وہ بوجہ سنسکرت نہ جاننے کے کر ہی نہ سکتے تھے) تو ہمیں اس تفسیر کی پڑتال کا  
 بھی موقع مل جاتا اور اگر وہ الفاظ کے لفظی معنوں کے لحاظ سے درست ہوتا تو ہم ضرور  
 تسلیم کر لیتے۔ لیکن جس حالت میں کہ ادہنوں نے صرف اردو میں ایک منتر کا ترجمہ  
 چند سطرین درج کر دی ہیں تو جہاں یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ کس لفظ کا مترادف  
 کون سا لفظ ہے وہاں یہ بھی نہیں سمجھ میں آتا کہ منتر کے الفاظ سے زائد کس قدر  
 غبارت مسافر صاحب کی اپنی ہے اور پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسا ارتھ  
 ویدوں کے منتروں پر کرنا نہ کرنا بڑا بڑا ہے کیونکہ وہ محقق لوگوں کو جانچ پڑتال کا موقع  
 ہی نہیں دے سکے۔ لیکن ناہم اپنے رٹوں میں مسافر صاحب کے کوشش کی بھی  
 پڑتال کرتے جائیگا۔ اس بات پر یہ بات غور طلب ہے ناظرین اور خاصکر ویدوں کے  
 دقیق مشاہیل کے جاننے والے اس لئے کے شائقین کے مذاق سے یہاں پر ظاہر کرتے  
 ہیں۔ اور وہ یہ بت کہ آج تک اس بات کا فیصلہ ہی نہ ہو پایا کہ آیا ویدوں کے ہر ایک  
 سکتے جو دیوتا اور رشی لکھے رہا کرتے ہیں ان سے کیا مراد ہے۔ سو می دیاتند  
 سے مولیٰ مراد راج کا فیصلہ یہ ہے کہ دیوتا سے تو اس مضمون سے مراد ہے جس کا  
 اس منتر میں بیان ہے اور رشی سے اس عالم فاضل کی یادگاری ظاہر کی جاتی  
 ہے جس نے سب سے قبل دنیا میں اس منتر کے معنی مطلب کو سمجھ کر اور لوگوں  
 کو بتلایا اور یورپ کے عامان کا قول ہے کہ شی وہ ہیں جو ان منتروں کے مصنف  
 ہیں۔

ناظرین! ہم اس بارہ میں اور تو ابھی کچھ نہیں کہتے لیکن اس یم بھی سوکت کے

جملہ چودہ منتر دن کے کون دیوتا ہیں اور کون رشی ہیں یہ بات دیدک پرپس اجمیر کے چھپے موے رگ دیدموں صفحہ ۵۴۵ سطر ۲۶-۲۷-۲۸ گلے صفحہ کی سطر اول سے ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں

رشی { منتر نمبر ۱-۳-۵-۶-۷-۱۱-۱۳- کی رشی یی لبیوسوتی -  
منتر نمبر ۲-۴-۸-۹-۱۰-۱۲-۱۴- کا رشی یم یوسوت -

دیوتا { منتر نمبر ۱-۳-۵-۶-۷-۱۱-۱۳- کا دیوتا یم یوسوت -  
منتر نمبر ۲-۴-۸-۹-۱۰-۱۲-۱۴- کی دیوتا یی لبیوسوتی -

اسے شالیقین دید! آپ کے سامنے یہ ایک معمر رکھا جاتا ہے اگر آپ اس کا فیصلہ کر سکیں تو بڑی زبردست بات حل ہو جاوے۔ اور پر کی تحریر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسطرح دیوتا منتر کے مضمون کو کہا جاتا ہے اسی طرح رشی بھی وہی جو منتر دن سے ہی کچھ تعلق رکھتا ہے۔

سم دیکھتے ہیں کہ اس سواست میں جن منتر دن کو یی کی جانب سے کہا گیا ہے ان کی رشی یی خود ہی (یوسوتی یی کو اور یوسوت یم کو اسوجہ سے کہا گیا کہ یہ دونوں یوسوت یعنی آفتاب کی اولادین ہیں پس سنسکرت محاورہ میں والد کا نام یا گوترا جو کہ خاندان کا لقب ہوتا ہے ہر ایک نام کے ساتھ لیا کرتا ہے)۔ اور جن منتر دن کو یم نے کہا ہے ان کا وہ خود ہی رشی ہے۔ پس اب ہم اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ مخاطب کرنے والا رشی اور مخالف علیہ دیوتا ہوا کرتا ہے (اور جسکے ہویا نہ ہو لیکن اس سوکت میں تو ہم صرف چاہتے ہیں بات دیکھ رہے ہیں)۔

مثلاً منتر نمبر ۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱- کی جانب سے ہے اور ان منتر دن کی یی رشی ہی اور یم ان کا دیوتا ہے اور منتر نمبر ۱۲-۱۳-۱۴- میں یم یی الفاظ بھی صاف طور پر آئے ہیں۔

ناظرین! اس رشی دیوتا کے مضمون نے جہاں اس سوکت کی وہ مشکلات رفع کر دیں جو متعصب صاحبان ناحق پیدا کر رہے تھے جن میں سے کتنے یم کی

دوسری انکاری بن رہے ہیں) وہاں پنڈت لیکھ رام صاحب آرہے مسافر  
تو بنے بنائے قلعہ کو بالکل ہی مسمار کر ڈالا۔ اب ہم نیل میں اس وقت  
نہنوں کو موعنی تحریر کرتے ہیں۔

शोचिन्तु सर्वायं सखा वदन्तं तिरः पुरुचि-  
शुर्वं जगन्वान् । पितुर्नपात्मादधोत वेधा-  
क्षमि प्रतरं दीप्यानः ॥२॥

शोचिन्तु सर्वायं सखा वदन्तं तिरः  
पुरुचेत शर्वं जगन्वान् । पितुः नपात्मा  
दधोत वेधाः अधि क्षमि प्रतरं दीप्यानः

۱۔ ایسی کہتی ہے (۱) ای ایم، ادھر مخاطب ہے (۲) میں، بہت  
یاد دلاؤ، ماریکی والی اسون (۳) (اور تو جو) اکاش کو (۵) صدمہ۔ نہ ہونا  
۴۔ (۴) (روشن رہی) (۱) (پس تجھ) دوست کو (۲) (محبوب)  
میں کے ذریعہ سے (۱) (امین) حاصل کروں (۱۱) (تاکہ) یہی یعنی (۱۲) (۱۶)  
باپ آفتاب (کا) (۱۳) افضل (۱۴) ناتی (۱۵) پیدا ہو

۱۶۔ یعنی ہم دونوں لی بہت سے جو اولاد ہوگی وہ میرے باپ آفتاب  
کا ناتی اور میرے دادا (برہما) کا پر ناتی سمجھا جائیگا۔ لفظ ناتی سے ہی ناتی کا  
بھی مطلب ادا کرو یا۔

۱۷۔ اگر استعارہ کا خیال چھوڑ کر اس شعر کے معنی کرنا پائیں تو وہ اب تاکہ  
میں اپنے بھائی ایم کو مخاطب کر کے یہ ظاہر کرنی ہے کہ میں مصیبت زد و آہستہ  
سے مغلوب ہوں اور تو چونکہ (۴-۵-۶-۷) اپنی نیک فطرتوں اور خود دوستی  
و خیر کے باعث دنیا میں ایک مشہور جوان مرد ہے پس (میں تجھ پر فریفتہ ہوں) (۸)  
چاہتی ہوں کہ تجھ سے شادی کر کے تیرے مانند افضل اولاد حاصل کروں۔  
(۳)۔ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ مسافر کا ترجمہ اس شعر پر یوں ہے کہ ای



موت تیرا درست تیرے سامنے موجود .... تیرے ساتھ شادی کرنا  
چاہتا ہوں

ناظرین! جتنے مفسرین ہیں سب کا اتفاق ہے کہ اسی منتر میں ہم سے بھی کئی  
دعوات شادی ہے لیکن مسافر صاحب فرماتے ہیں کہ ہم ایام ... لئے بھی یا کسی  
عورت کو مخاطب کیا ہے۔

کیونکہ نہ ہو! سنگریت کا ہر حرف بھی نہ جاننے والے گروہ منتر وں پر لال  
بجھکڑی کرتا شروع میں لے تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اور سب  
جاننے والے جانتے ہیں کہ مسافر صاحب کیا جواب دیں گے کہ سب منتر کا رشی بھی  
ہے اور دیوتا ہے۔ اور ایسی جہت ہم بھی لے دو سنت و نگار بھی لے دیوین گے  
منتر کا رشی ہے۔ سب کی ہمت سے ہمارے ہونے کا ہم نہ ڈرے گا کیونکہ سب کا  
رشی ہی ہوتا ہے۔ اور مسافر صاحب پر آپ کو بڑا غمزہ ہے  
ان کی حالت یہ ہے۔

न ते ह्यस्य सख्यं वीष्टं सख्यं सख्यं  
यत् विदुः स्या भवति । महः पश्यः अरिः  
- रस्य वीष्टः विदो अतीरः उर्विषा परिह्वनः ॥ २ ॥

न ते ह्यस्य सख्यं वीष्टं सख्यं सख्यं  
यत् विदुः स्या भवति । महः पश्यः अरिः  
- रस्य वीष्टः विदो अतीरः उर्विषा परिह्वनः

ترجمہ۔ ہم کا نہ ب (۱) تیرا (۲) دوست (میں) (۳) ایسی (ہم) (خاص  
قسم کی) دوستی (۴) ہیں (۵) کرنا) چاہتا۔ (۶) کیونکہ (۷) (تو) عیب  
والی (ہی) (۸) پس (مجھے بھی) عیب والا (۹) بنا دیوے گی (۱۰) (البتہ)



۴۰ تب تک یعنی طبع کی دودھ دے (۶) مکتی نجات کے خواہش مند صاحبان  
 ہی رہے حاصل کیا کرتے ہیں (یعنی توجہ شادی نہیں کرنا چاہتا پس اس صحت  
 کی کٹارہ شئی تو مرنے والوں یعنی معمولی انسانوں میں نہیں جاتی بلکہ جوان  
 تارک اندیش ہو کر نجات کے خواہش مند ہوتے ہیں ان میں البتہ ایسی گوشہ نشینی  
 ہوا کرتی ہے مگر فیض تو ایسا نہیں ہے پس ۱۰ نیز ۱۱ (۱۲) دل (۱۳) مجاہد  
 (۱۴) دل میں ۱۵ قہر ہو جاوے (یعنی ہم تمہارے دوستوں اور تمہارے  
 دوستوں میں ۱۶ پس تو اور دیکھ کر تے کی طاقت والا زمین  
 ہونے سے باعث ۱۷ میں کر اور ۱۸ میرے جسم کو (۱۹) حاصل کر۔  
 (یعنی مجھ سے صحبت کر) ۲۰

نوٹ: آج مسافر بنی کارجمیوں سے تہائی ہو جو عالم اور افضل لوگ  
 ہیں "ساقی" سے بددلفی ہو جاتے ہیں۔ سنے ان افضل جسم والی تاثیر  
 ان سے دل میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ میں اولاد پیدا کر لئے، اولاد دہون۔ تیرے  
 ساتھ میری شادی ہے فابہ ہو تو میرے جسم کو حاصل کر۔  
 ناظرین! اس منہ کیار تھ بھی مسافر صاحب نے اولاد ہی کیا ہے۔ چونکہ آپ  
 شہر کا میو شئی ہے پس ہر حالت میں یہ منہ مونث کی جانب سے ہی مانا جائیگا  
 اس کے خلاف ہرگز بہرگز بھی نہیں ہو سکتا۔

न यत् पूरा चक्रेमा कटु नूनम ता वदन्तो अन्त-  
 - तं रेपम । गन्धर्वो अप्सवप्या च येषा सा

नो नामिः परमं जीमि तन्नौ ॥ ४॥

न यत् पूरा चक्रेमा कटु नूनम ता वदन्तो  
 अन्तं रेपम । गन्धर्वो अप्सवप्या च येषा सा नो  
 नामिः परमं जीमिः तन्नौ ॥

(۱) جواب دینا ہے کہ (۱) گندھرب (بولنے کی طاقت زیادہ رکھنے والا یعنی



(۲۱) پانی (کے زیادتی والی عورت) کے سہارہ رہتا ہے (۳) اور  
 (۴) وہ (۱) پانی والی (۲) عورت (۳) ہم لوگوں کی (۴) جہاں پیدا ہوا۔  
 (۵) (۶) وہ عورت (۷) (شکل والدہ ہم دونوں کی) سب سے بڑے  
 زیادہ (۱۲) عزیز رہی یعنی ہم دونوں کی ماں ایک ہی ہے (۱۳) (۱۴) بوجہ  
 (۱۵) پہلے (یعنی زمانہ قدیم سے آج تک) (۱۶) نہیں (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)  
 کیونکہ (۲۱) میں کرڈالوں (یعنی بہن سے شادی پہلے کے بزرگوں سے  
 نہیں کیا تو میں کس طرح کران) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) بولتا ہوں (۲۷)  
 (۲۸) کیا جھوٹ بولونگا (یعنی میں جھوٹ نہیں بولتا بلکہ) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲)  
 ہے وہ سچ ہی سچ ظاہر کرتا ہوں۔ (۳۳)۔

نوٹ۔ عورت کی صفت پانی والی کہنے کی وجہ یہ کہ پر کرتی کو اکثر پانی والی کہا  
 جاتا ہے اور عورت کے لئے پر کرتی کی تمام صفات لائی جاتی ہیں۔  
 (۲) آہ یہ سافوجی کا ترجمہ یوں ہے "دھرم" "تالوک" "ہو"۔ ہمیں لگتا ہے وہ  
 ہم بھی نہ کریں۔۔۔۔۔ مرد اور عورت کو پریشور نے پیدا کیا ہے اس تعلق  
 فی طبع ہم دھرم سے گریست لڑا خانہ دھرمی کریں کہ اس میں یہ پتہ ہی نہیں  
 ملتا کہ کس لفظ سے کیا معنی نکلتے ہیں اور مخاطب کر کے والدین ہے و مخاطب  
 علیہ کون ہے۔

गर्भे नूनौ जनिता दम्पतो कदैवस्तथा सविता विश्व  
 रूपः । नकिरस्य प्रमिनन्ति ब्रतानि वेद नावस्य ए  
 - धिवा उत द्यौः ॥ ५ ॥

गर्भे नूनौ जनिता दम्पतो कः देवः तथा  
 सविता विश्व रूपः न किः अस्य प्रमिनन्ति ब्रता-  
 - मि वेद नौ अस्य एधिवा उत द्यौः ॥



(۱) (ای) روشنی کے ذریعہ سے (۲) انسانوں کو (۳) نہ ہون میں مشغول  
 کرانے والے (یم) (۴) اس (۵) اول (۶) دن کو (۷) کون  
 (۸) جانتا ہے (۹) کس نے (۱۰) اسے (۱۱) دیکھا ہے (۱۲) کون (۱۳)  
 سبارہ میں (۱۴) گفتگو کر سکتا ہے (۱۵) کون (۱۶) اس (۱۷) ستر (۱۸)  
 ورن (سب کے ہم در اور سب کے قول کے جاننے قابل پر مشور) کے (۱۹)  
 وسیع میدان (اس دنیا) کے بارہ میں (۲۰) کچھ کہہ سکتا ہے ۶۔  
 نوٹ۔ جو کہ یم نے یہ کہا ہے کہ جو کام نہ نہ سابق میں نہیں ہوا وہ کیوں  
 کروں (یعنی میں نہ کروں گا) پس اس کا جواب بھی یوں دیتی ہے کہ ای یم کیسکو  
 کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ زمانہ سابق میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے بل لفظ نمبر ۶۔  
 اول دن کا حال سے مراد گزشتہ زمانہ یا اس پیدائش عالم کے آغاز سے

(۲) آریہ مسافر جی نے اس ستر سے پر مشور کی کچھ صفتیں ظاہر کی ہیں۔

यमस्य मा यम्यं<sup>१</sup> काम आगन्तुमाने योनौ सह शे-  
 घ्याय। जायेव पत्ये तन्वं रीरेच्यां विचिद् बृहेव  
 रथ्येव चक्रा ॥ ७ ॥

यमस्य मा यम्यं<sup>१</sup> कामः आगन्तुमाने योनौ सह शे-  
 घ्याय। जाया इव पत्ये तन्वं रीरेच्यां चित् विबृहेव  
 (۱) ایک ہی (۲) جگہ میں (۳) ایک ساتھ (۴) سوتے ہوئے (۵) یم کی  
 (۶) شہوت (۷) مجھ (۸) بھی (۹) کو (۱۰) حاصل ہو (۱۱) بیوی (۱۲) (اپنے)  
 خاوند کے لئے (۱۳) جس طرح (۱۴) ویسے میں تیرے لئے (۱۵) (اپنا) جسم (۱۶)  
 ظاہر کروں (یعنی جس طرح خاوند بیوی میں کوئی پردہ نہیں رہ جاتا اسی طرح  
 میں تجھ سے کوئی پردہ نہ رکھوں)۔ (۱۷) رتھ یا گاڑی کی (۱۸) دونوں پہیوں  
 (۱۹) کی مانند (۲۰) ہم دونوں (۲۱)۔ (۲۲) ہر ایک کام (خانہ داری) کو کیا کرتی



ایسے جسطے گاڑی ہمیشہ دو پہیوں سے چلا کرتی ہے۔ ایک سے ہرگز نہیں چل سکتی دسی طرح خانہ داری کو میں اور تو دونوں ملکر انجام دیوین کیونکہ گاڑی کو نہ تو اکیلا مرد و نہ البسی عورت بلا سکتی ہے بلکہ یہ دونوں کے باہم تقسیم و تقسّم سے چل سکتی ہے)۔ اے۔

نوٹ۔ اس مترجم میں ہم یہی الفاظ صاف آئے ہیں۔

(۱) یہ مسافر جی کا ترجمہ یوں ہے۔ "جسطح شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے لئے سب کچھ سپرد کر دیتی ہے۔ ویسے ہی ہم بھی ایک دوسرے کے سپرد ہوں قاعدہ کے مطابق کام (نیوک) کرنے میں مشغول مرد آپت سنسکا کے قاعدوں پر عمل کرنے والی عورت کا طالب ہو۔ دونوں باہم ملکر غرض و غری کے رتھ چلا جائے ہوں۔"

اس ترجمہ میں اس قدر باتیں قابل غور ہیں۔ (۱) ہم بھی ایک دوسرے کے سپرد ہوں۔ یہ کس لفظ سے نکالا گیا۔ الفاظ نمبر ۱۳۔ ۱۴ سے اکر لیا گیا ہو تو یہ نمبر ۱۴ واحد ہے اور ایک دوسرے کے یہ تو کسی طرح بھی معنی نہیں ہو سکتے (۲) ہم یہی کہ معنی مسافر صاحب لئے یوں کر لیا ہے کہ قاعدوں کے مطابق کام (نیوک) کرنے میں مشغول مرد۔ ہم در آپت سنسکا کے قاعدوں پر عمل کر نیوالی عورت۔ یہی۔ پس یہ امر تحقیقات طلب ہے کہ آیا یہ معنی کہاں تک درست ہیں اگر ہم یہی کے لفظی معنی بھی لریوین اور مسافر صاحب کی ہی بات کو تسلیم کریں تو یوں ہوا کہ قاعدوں کا پابند مرد۔ ہم اور قاعدوں کی پابند عورت۔ یہی۔ لیکن مسافر صاحب کا پہنچنا ان کے اور نہ سہی تو ایک بریکٹ ہی میں لفظ نیوک درج کر دینا نصف مزاج میاں بہان کے نزدیک غور طلب ہے

واہ یہ خوب لال بھڑکی سے کہ قاعدہ کے مطابق کام کرنے والا کون ہو گا۔ وہ ہی نیوک والا۔ جیسا سو نیوک کے اور کوئی کام دنیا کا قاعدوں کے مطابق ٹھوڑے ہی ہوتا ہے۔ آریہ مہاشیو اکیلا ایسے ہی من مانی تفسیروں کے



ہم ہمارے ناجائز کام کو کون دیکھ سکا۔ (غرضیکہ تو) میرے (۱۳) سوا کسی) دوسرے  
کے ساتھ (ایسا تعلق پیدا کرنے کے لئے) (۱۴) جلد (۱۵) جا (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹)  
اوسی سے (یعنی اوسی کے ساتھ) (۱۶) رتھ یا کارٹی کی (۱۷-۱۹) دو پہیوں کے  
ماتھ (۲۰) (آپس میں) برتاؤ کر۔ ۸۔

نوٹ۔ آریہ ساغر جی اس متر پر یوں تحریر فرماتے ہیں: ”(جو بیوہ عورت  
برہم چارہ فی رہنا چاہے وہ ایسا کہے) اسی مجرد مرد!۔ پس میں مکر شادی  
پانیوگ نہیں کرنا چاہتی۔“

ناظرین! مسافر صاحب کو نہ معلوم کون کرایہ کاٹھو (کوئی سانسٹی پنڈت)  
مل گیا تھا جس نے اس سوکت کا ترجمہ اونہین ایسا بتلادیا کہ ہر جگہ مرد عورت بناؤ  
واضح ہو کہ اس آٹھویں نوین اور دسویں مترون کارشی یم ہے پس ہر حالت  
میں اگر نیوگ کی بھی درخواست یا انکار ہو تو ہم بھی مرد کی جانب سے ہونی چاہیے  
اس کے علاوہ اس متر میں بھی غلط موجود ہیں جیسے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج  
کے پیش کردہ دسویں متر میں ہیں یعنی

मत् अन्येन याहि

میرے سوا کسی دوسرے کے پاس جا پس اس متر سے ہی مسافر صاحب کو  
اپنے کروہیہ راج کی تقلید کرتے ہوئے یوں معنی نکالنا لازم تھا کہ کوئی شخص اپنی  
بیوی کو وغیرہ۔ لیکن وہ بھی نہ کیا کیونکہ اُس کو یہ منظور تھا کہ مرد کو عورت  
بناؤ الین۔ لہذا مسافر صاحب کا ترجمہ بالکل غلط ثابت ہو گیا۔

रात्रिं मिरेस्मा अहमिर्दशस्येत् सूर्यस्य चक्षुर्मुहुः  
-मिभिषात् । दिवा पृथिव्या मिथुना सर्वन्धू यमोये  
-मस्य विभ्रयादजामि ॥ ८ ॥

रात्रिभिः अस्मै अहभिः दर्शस्येत् सूर्यस्य चक्षुः मुहुः  
उत् मिभिषात् । दिवा पृथिव्या मिथुना सर्वन्धूः यमोः  
यमस्य विभ्रयात् अजामि ॥





इच्छा स्व सुभगे तित मत् ॥ १० ॥

(۱) جہان جس زمانہ میں (۲) جامی یعنی بہنیں (۳) کرتی ہیں (۴) جامی یعنی غیر بہنوں کے کام ایسے ہیں بھائی سے پاک محبت نہ رکھ کر اس سے خاوند کا کام لینا چاہتی ہیں (۵) ایسے (۱۶۱) زمانے (۷) آئندہ (۸) یقیناً (۹) آج کے ایسے ہی ابھی نوینی اور سچی ہا زمانہ ہے پس مجھے ایسے جائز کام کی رغبت ہونی چاہئے۔ البتہ جب کوئی ذات زمانہ آجا دیکھتا تو اس وقت کئی نہیں چاہے ایسا رہن اس لئے (۱۰) ای سو جیسے یعنی نیک عورت یا بہن (۱۱) میرے (۱۲) کسی (دوسرے کو) (۱۳) اپنا خاوند (بنانے کی) (۱۴) خواہش کر (۱۵) (دراوی) برتیبہ یعنی خاوند کا کام کرنے والے کے لئے (۱۶) اپنا بازو (۱۷) پھیلاؤ (یعنی اسے غوش کر)۔ ۱۰۔

نوٹ۔ آریہ مسافر ہی کا ترجمہ یوں ہے: "ایسے یگ یا زمانہ جب پیش آویں کہ کل بدھوا کسی کے رٹ کے کی بیوی (تہوت سے مغلوب وغیرہ خاص مصیبتوں میں مبتلا ہو کر بڑھ چلا جائے) رٹ کا ہی کی طرف جھینے لگیں اور نہ مناسب افعال میں مصروف ہوں ان وقتوں میں لازم ہے کہ ان کو کہا جاوے کہ می نیک عورت تو مجھ سے انہیہ یعنی دوسرے خاوند کی خواہش کرو اور اس کا پانی گریں (تھ پکڑنے کی رسم یعنی شادی کر)۔

ناظرین! یہ بھی کوئی عجیب پالسی ہوگی کہ جس منتر کے جوڑے سے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نامہ دکی جوی کا اوسکی زندگی میں نیوگ ثابت کر رہے ہیں (اور اون کی رائے کی ہی تائید کرنے کی خاص سے آریہ مسافر صاحب نے سارے سوکت کا قلع قمع رکھا اور اس ہی منتر کا مسافر جی ایسا ترجمہ کر رہے ہیں کہ نیوگ کا لفظ ہی نڈارڈ ہے واوا چے تو سوامی جی کی تائید کرنے مگر اسکے خلاف کر گزرے۔ ناظرین! مسافر صاحب تو نیوگ کے بجائے طلاق ثابت کر گئے۔ جیسا کہ نیکر شدہ

نفرہ سے ثابت ہے۔

کہئے آریہ صاحبان! آپ کے فخر قوم دہرم پر بلی دان (شہید) ہوئے ولے  
 سینڈت لکھہ رام صاحب آریہ مسافر تو اس سوکت سے نیوگ نہ ثابت کر کے ب  
 بھی اگر آپ کے۔ بڈران سوامی جی کی غلطوں کا اقرار کر کے ان کو اپنی مہار  
 کتابوں کے اندر سے نہ خارج کریں تو لاچار ہی ہے۔ (۲) مسافر صاحب  
 لکے اس منتر کی وہ تشریح پیش کی ہے جو نزوکت مصنف نے کی ہے۔ چنانچہ  
 ہم بھی یہ سنسکرت عبارت مع ترجمہ درج کر کے پڑتال کر کے ہیں کہ آیا دیانندی جو کہ  
 اس نزوکت کے کس لفظ کے اندر جاٹھسا ہے۔ وہ ہو ہذا

आगमिष्यन्ति तामि उन्नयुणि युगानि यत्र आमयः करि-  
 ष्यन्ति अजामि कर्माणि । जाम्यतिरेक नाम बालिश-  
 स्य वा समान जातीयस्य । वोपजन उपधेहि वृष-  
 भाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मदिति व्याख्या-  
 तम् ॥ निरु० ४।२०॥

اسکا ترجمہ سینڈت تلسی رام صاحب نے اپنی کتاب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۶۷ اسطر  
 دایر کیا ہے اس لئے ہم اوسے کو ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں۔ وہ ہو ہذا :-  
 دو آدین گے مے لگے زمانے۔ جنہیں جامی کرینگے اجامیوں کے کام۔ پھیلاؤ تو  
 سیچن میں سمرتھ (یعنی جماع کی طاقت رکھنے والے) مرد کے لئے بازو کو۔ اسی  
 سو بھگے (نیک عورت) میرے سوا دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ جامی یکنام  
 ہے اے عقل یا ہمتس کا

ناظرین! اب آپ حوزہ کر سکتے ہیں کہ اس نزوکت کے معنی مطلب سے بھی نیوگ  
 بالکل نام و نشان کے لئے بھی نہ ظاہر ہوا۔ آگے چلکر مسافر صاحب فرماتے ہیں کہ  
 رو یا سی اور جامی لفظ خاندان کی بہو کے واسطے استعمال ہوتا ہے اور عموماً انہیں  
 معنوں میں آیا ہے۔ دیکھو سو سمرتی ۱/۲۲ - ۲/۵۷ ۲/۱۸۳ - ۲/۱۸۵ - ۲/۱۸۵



پس ناظرین! ان شلوکوں کو بھی دیکھ لیجئے کہ آیا مسافر صاحب کے حوالہ جاتا  
 کہاں تک ان کی بات کی تائید کرتے ہیں۔ لفظ جامی کے معنی پر بحث ہے۔ اسکے  
 معنی اگر بہن کے ثابت ہو جاویں تب تو ہر حالت میں ہم بھی کا بھائی بھن ہونا اس منتر  
 سے بھی ثابت ماننا پڑے گا یا کم از کم یہ کہ بھن کے ناجائز افعال کا ذکر اس منتر میں کیا گیا  
 ہے۔ لیکن اگر جامی لفظ کے معنی کل بدصورت خاندانی ہو، کے بھی مان لئے جاویں جیسا  
 کہ مسافر صاحب کی منشاء ہے تو، ہم بھی ہم ہی کے گفتگو کے لحاظ سے جو اس منتر سے  
 اگلے پچھلون میں موجود ہے نوئی خرابی واقع نہیں ہو سکتی کیونکہ اس حالت میں بھی  
 یوں ہو گا کہ ہم کہتا ہے کہ ای می! جامی یعنی شریف خاندانی عورتیں یا ہوا جامی یعنی  
 رذیل اور آوارہ سورتوں کے مانند کاموں کو جب کرتی ہیں وہ وقت دوسرا ہو گا بھی  
 ویسا خراب زمانہ نہیں ہے پس چونکہ تو یک شریف خاندانی عورت ہے (یا کسی اچھے گھر  
 کی ہو ہوئے والی ہے اسلئے) تجھ کو ایسا نہ چاہئے کہ تو عجب بھائی سے شادی کرے  
 بلکہ جاکسی دوسرے شخص کو تعاقب کر کے اسے خاوند بنا۔ خیر۔ اب ہم منوسمرتی  
 کے مذکورہ بال شلوکوں کو مع ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب پیش کئے دیتے ہیں  
 تاکہ ناظرین کو مسافر صاحب کے پیش کردہ حوالہ جات کی پرتال کا موقع ملے۔  
 (۱) منوسمرتی کے آٹھویں اور سیا رک ۳، ۴ اور ان شلوک یہ ہے:-

तस्माद्यम इव स्वामि स्वयं हित्वा प्रियाप्रिये । व-  
 -तेत पाम्पया वृत्त्या जित क्रोधो जितेन्द्रियः ॥ १७३ ॥

ترجمہ :- اسنے ہم راج کے مانند راجا غصہ کو قابو میں رکھنے والا اور جو اس کو اپنے  
 اختیار میں رکھنے والا ہو کر اپنے محبتی وغیر محبتی کا لحاظ چھوڑ کر (یعنی بے رورعایت  
 ہو کر) ہم راج (منصف پر مشور) کے مانند (سب میں برابر) برتاؤ سے عمل کرے  
 لفظ पाम्पया کے معنی لکیر شدہ عبارت ہے۔ پس اس حوالہ کو مسافر صاحب  
 نے بالکل بلاوجہ و بلا ضرورت یہاں پر پیش کیا ہے۔ اس سے ان کی رائے کی

تائید نہیں ہوتی۔

(۲) سنو سمرتی کے تیسری ادھیار کا ۵۷ وان شلوک یہ ہے۔

शोचन्ति जामयो यत्र विनश्यत्याशः तत् कुलं  
न शोचन्ति तु यत्रैता वर्धते तद्दि सर्वदा ॥ ५७ ॥

ترجمہ :- جس خاندان میں عورتیں (تکلیف زدہ ہو کر) رنج کرتی ہیں وہ خاندان جلد نیست و نابود ہو جاتا ہے لفظ جامی کے معنی یہاں پر عورتیں کیا گیا ہے۔ اب مقام غور ہے کہ عورتیں کہنے سے بہن اور بہو بلکہ مان اور داوی وغیرہ بھی اس لفظ سے مانی جاسکتی ہیں پس اس حوالہ سے بھی مسافر صاحب کے رائے کی کوئی تائید نہ ہوئی آگے دیکھئے۔

(۳) سنو سمرتی کے چوتھی ادھیار کا ۱۲ وان شلوک یہ ہے۔

जामयोः पुराणां लोके वैश्व देवस्य बान्धवाः ।  
संबन्धि नो ह्येषां लोके पृथिव्यां मातृ मातुलो ॥ ५८ ॥

ترجمہ :- ”بہن اور لڑکے کی بہو وغیرہ اپسر لوگ کی مالکین ہیں۔ اور دیشو دیولوک“  
... اس شلوک میں لفظ جامی آیا ہے جسکے معنی پندت تلسی رام صاحب نے بہن اور لڑکے کی بہو دونوں کیا ہے پس اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ جامی سے متر متنازع فیہ میں بہن مراد ہے کیونکہ اس سے لگے سنتر میں بہن بھائی کے مترادف الفاظ موجود ہیں۔ جبکہ اس لفظ کے ایسے وسیع معنی ہیں کہ تمام غور۔ تون پر حاوی ہو سکتے ہیں یا کم از کم بہن اور بہو دونوں سے مراد لی جاسکتی ہے تو مسافر صاحب بہن کا مطلب وہاں قائم رکھنے والوں پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

(۴) اس ادھیار کے ۵۷ دین شلوک میں یہ لفظ یا اسکی گردان بھی ہو نہیں سکتا ہے۔ اور اسی طرح سنو سمرتی کے چوتھی ادھیار کے ۸۵ دین شلوک کا حوالہ بھی منقول

ہے کیونکہ وہ ان بھی اس لفظ کا نام دلشان تک موجود نہیں ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ منوسمتری بھی مسافر صاحب کی شہادت نہیں دیتی  
لیکن تاہم بھی اگر ہم ان کے ہی ارتھ کو تسلیم کریں تو اس لفظ جامی سے بہو مراد ہے  
تو تاہم بھی ان کی بات نہیں سب سے ہوتی بلکہ اس معنی سے بھی ہماری کاجانی بہن ہونا  
قائم رہ جاتا ہے۔ لیکن جن متعصب صاحبان کو اب بھی کچھ شک رہ گیا ہو وہ لکھا  
گیا رہو ان منتر ملاحظہ کریں:-

किं भ्राता सद्यदनाथं भवति किमु स्वसा यन्नि-  
र्जतिर्निगच्छात् । कामभूता बह्वैतद्रूपामि तन्वा मे  
तन्वं संपिष्टुमिधि ॥ ९९ ॥

किं भ्राता प्रसूत पर अनाथं भवति । किं उ स्वसा  
पर निर्जतिः निगच्छात् । कामभूता बहु एतै रूपांमे  
तन्वा मे तन्वं संपिष्टुमिधि ॥ ९९ ॥

(ہم نے جو ۱-۵-۱۰ میں "ان میں کہادہ سنکر پھر بھی یہی ہے" (۱-۲) (۵) (روہ)  
بھائی کس کام کا ہے (۳) (۴) جس کے (موجودگی میں دس کی) (۵) لاوارث  
(۶) جو جاوے - (۷-۹) وہ بہن کیونکر سمجھی جاسکتی ہے (۱۰) جو (۱۱) ماری  
ماری (۱۲) پھر اگر (یعنی اگر تو میری درخواست کو منظور نہیں کرتا اور میری تکالیف  
کو رفع نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ جا کہیں دوسرا مرد تلاش کر۔ نو تیر سے بھائی ہونے  
سے مجھے کیا فائدہ اور پھر میں بہن کس بات کی ہوئی کہ تو میری اتنی ہی غاظر نہیں کرتا کہ  
ذرا سی بات کو بھی نہیں قبول کرتا غرضیکہ اب بھی بہتر ہے کہ (۱۲) (اپنے) جسم سے  
(۱۳) میرے (۱۴) جسم کو (۱۵) شامل کر (۱۶) (کیونکہ) شہوت سے مغلوب ہوتی  
ہوئی (۱۷) (۱۸) اس قدر زیادہ (۱۹) (تیری) منت و خوشامد کر رہی ہوں۔



نوٹ نہ آریہ مسافر جی نے اس ارتھ کو اپنے ڈھانچہ میں یوں ڈھالا ہے کہ "اگر کوئی  
 میں کسی بھائی سے ایسا کہے تو وہ کیا کرے۔ اس کا جواب ایگی ستر میں ملے گا۔  
 (۱) ناظرین! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا کیا پابین تھی جاری ہیں لیکن جب تو یہ ہرگز نہ آئے تھے  
 میں لکھا۔ افسوس تو یہی ہرگز نہیں آتے ہیں کہ یہ اگر مگر اس ستر کی کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

नवा उ ते तन्वा तन्वं संपृच्छां पापमाहुयेः स्वसारं  
 निगच्छात् । अन्येन मत प्रमुदः कल्पयस्वन ते भ्रा-  
 -ता सुभगे वष्टेत ॥ ९२ ॥

न नै उ ते तन्वा तन्वं संपृच्छां पापमाहुयेः स्वसारं  
 निगच्छात् । अन्येन मत प्रमुदः कल्पयस्वन ते भ्रा-  
 -ता सुभगे वष्टेत ॥ ९२ ॥

میں نے جواب دیا کہ (۱) میں نے (۲) میرے (۳) جسم کے ساتھ (۴) (میں اپنا)  
 جسم (۵) ہرگز بھی نہیں (۶) ملاؤنگار (۷) (کیونکہ) جو کوئی (۸) (اپنی) بہن کے  
 سے (۹) جاتا ہے (یعنی جو اس سے صحبت کرتا ہے) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

जतो बतासे यम नैव ते मनो हृदयं चाविह  
 अन्या किल तां कसेव पुक्कं परिष्वजाते लिबुजे  
 वृक्षम् ॥ ९३ ॥

वतः वतः अस्ति यम न ह्यव ते मनः हृदये च अविदाम । अन्त्या  
 किल ताम् कक्षा इव प्रकृति परिष्वजते लिङ्गजा इव रक्षाम ॥ १३ ॥  
 (اب آخر میں یہی جھنجھلا کر غصہ سے متزدیتی ہوئی کہتی ہے کہ) (۱۲) ای یم (۲-۳)  
 تیرے لئے بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے (۴) تیرا دل (۵) اور (۶) ہوش  
 ہوش جو اس (۱۱) میں بالکل نہیں (۱۰) معلوم کر سکی (۹) یعنی مجھے معلوم ہوتا کہ تو  
 کیسا دیوانہ آدمی ہے کہ شادی جیسی برکت سے نکاح کر رہا ہے) (۸) ایسے معلوم  
 ہوتا ہے کہ یقیناً (۱۱) کوئی دوسری عورت (۱۲) تجھ کو (۱۳-۱۴) رشتی سے  
 باندھے ہوئے ہے مانند اپنے اپنی محبت کی رشتی سے تجھے جکڑ کر اپنی جانب کھینچتی ہوئی  
 (۱۶-۱۷) اس طرح تجھ میں لپٹی ہوئی جذبات و رخت میں لٹا لینے بیل لپٹی ہوئی ہے  
 ٹوٹ - یہ قدرتی قاعدہ دیکھا جاتا ہے کہ جب بولی ہر طرح رچا و مجبور ہو جاتا ہے  
 تو تتر کے سخت کلموں و لگا بیوں پر آ جاتا ہے اور عورتوں میں یہ خاصیت پائی جاتی  
 ہے کہ وہ اپنے عاشق یا معشوق پر ایسے ہی تتر کیا کرتی ہیں کہ تو کسی دوسری عورت  
 کے دام محبت میں گرفتار ہو گیا ہے وغیرہ - چنانچہ یہی لئے بھی جب دیکھا کہ اب کامیابی تو ہوتی  
 نہیں بعد چلتے چلتے کھری جھڑی لیون نہ سناوین تو اس طور پر مخاطب ہوئی -

(۱۲) آری مسافر جنی کا ارتھ یون ہے یہ اسے قاعدوں کے پابند ہونا  
 تم بہت کم زور ہو رہے ہو - کیا میں تمہارے دل کے احوال کو نہیں جانتی تم کو اس  
 عورت کے بجائی اور عورت حاصل ہو - جیسے لٹا لینے بیل و رخت کو حاصل ہوتی ہے کہ  
 مانعین! آپ مسافر صاحب کے ان میں ان ملائے والوں سے دریافت کریں کہ  
 اس ترجمہ کو بھی اگر صحیح تسلیم کر لیا جاوے - تو نیوگ کہان ثابت ہوا - اس کی لکیر شدہ قابل  
 غور ہے خاص کر ہم کو اس عورت کے بجائے یہ عبارت تتر کے کس لفظ سے برآمد ہوتی  
 ہے - اور مسافر صاحب نے یہ نہ بتلایا کہ یہ کون کس سے کہتا ہے اور اس تتر پر جو زبردت

کی تفسیر نقل کی ہے اوس میں بھی کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جو ہم ہی کے بھائی بہن بھائی کے خلاف ثبوت ہو۔ اور نہ ہی اوپر کی لکیر شدہ فقرہ کے مترادف الفاظ موجود ہیں - ۱۳ -

अन्यसूत्रं तं यम्यन् उ त्वां परिषजाते लिबुजेव रक्षम् । तस्य  
वा त्वं मन इच्छा स वा तवाया कृपाश्च संविदं सुभद्राम ॥ ९४ ॥  
अन्यसूत्रं तं यम्यन् उ त्वां परिषजाते । लिबु  
जा इव रक्षम् तस्य वा त्वं मनः इच्छा सः वा तव अयं कृ  
पाश्च संविदम् सुभद्राम ॥ ९४ ॥

ایم اب آخری جواب دینا ہے (۱) ای بی۔ (۲) تو (۳) اس دوسرے (مرد کو) جسے تلاش کر کے خاوند بنا دی گئی (کھر ۲) (اور) وہ دوسرا (مرد ۵) تجھ کو (۶) بیل کے درخت پر لیٹنے کے مانند (۷) (آپس میں ایک دوسرے کو) آغوش کر (۸) چاہے (۹) تو (۱۰) اس کے (۱۱) دل کی (خوشنودی کی) (۱۲) خواہش کر (۱۳) خواہ (۱۴) وہ (۱۵) تیری (دل کی خوشنودی کی خواہش کرے) (۱۶) اور اس کے بعد (۱۷) تسلی بخش (۱۸) خوشی (۱۹) حاصل کر - (یعنی تو سیرا پیچھا تو چھوڑ دے اور جا کسی اور مرد کے ساتھ خوشی آئند کر) - ۱۴ -

نوٹ - تیسویں منتر میں می نے تنز سے ہم کو جو سخت کلامی کی تھی اس کا جواب اس منتر میں دی ٹھنگ پریم نے دے کر پیچھا چھوڑا اور اس منتر سے ہی اس سوکت کا خاتمہ ہے - اس کا ترجمہ آریہ مسافر جی کا یون ہے ہٹا اسے قاعدوں کی پابند عورت! تو اور کسی مرد کو اس طور پر حاصل ہو جیسے بیل درخت کو - (اُس مرد کے ساتھ اچھے کلیان کرنے والی صلاح کرو جس سے آپس میں عیش و آرام کی ترقی اور تکالیف کی تسخیر ہو) ناظرین! اس ترجمہ کو بھی اگر صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو نیوگ میں ثابت ہوتا - کیونکہ تو اور کسی مرد کو اس طور پر حاصل ہو عبارت کون کس سے کہتا ہے اس کا کچھ



بھید مسافر صاحب نے نہ بتلایا پس ممکن ہے کہ ایک کنواری لڑکی کی شادی کے لئے  
جہاز پہنچے۔ دتیار ہوں تو کوئی اس سے کہتا ہو کہ تو فلاں کو نہیں بلکہ فلاں کو حاصل  
کر وغیرہ۔

آگے چلکر مسافر صاحب نے اس منہ پر روکت کی تفسیر پیش کی ہے جو یم میں کے  
جہانی جن ہوتے کے خلاف ثبوت نہیں ہے۔ لیکن مسافر صاحب نے آگے ایک فقرہ  
ایسے ڈھنگ سے لکھ دیا ہے کہ سنکرت سے نزاعاً صاحبان بھی سمجھیں کہ روکت  
کے عبارت کا ہی ترجمہ ہے۔ وہ یوں ہی۔ ”یہی یعنی اوشا یم یعنی دان کو روشن کرتے  
ہوئے اس وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے۔“

ناظرین! ہم دعوت سے کہتے ہیں کہ مسافر صاحب کے اس فقرہ کا مترادف ان  
کے پیش کردہ سنکرت نفسیہ روکت میں نہیں ہے۔ بلکہ روکت کے آخری الفاظ  
ایسے ہیں جو مسافر صاحب کے سامنے سے کرائے پر پانی ڈال دیتے ہیں وہ الفاظ  
یہ ہیں۔

..... यमो यमं चकतां प्रयाचक्षेत्पारक्षामम् ॥

निरुक्त अ० ११ पा० ३ खं० १३ ॥

اس کا ترجمہ یوں ہوا کہ: ”یم میں کے گفتگو کو (یم نے) بیان کر دیا۔ یہ ایک (روایت)  
ختم ہوئی۔ اب مسافر صاحب کی وہ ڈھنگ کہان کہی کہ یم بھی نام نہیں ہیں بلکہ قادیان  
کا پابند اور قانون کی پابندی مراد ہے۔“

اجی عنہ! بیان آکھیاں (قصہ یا روایت) درج ہے۔ اور یم بھی الفاظ  
وان کے گفتگو کرنے کا ذکر آیا ہے۔

ناظرین! اب اگر اتنے پر بھی کوئی آریہ صاحب تعصب کے باعث مرغی کی  
ایک بنی مانگ کہتے رہیں تو آپ ان کو ایک بات اور بھی سنا دیجئے جو کہ اس بات  
کی ایک تانہ شہادت ہے کہ اس یم بھی سوکت سے بیوگ نہیں ثابت ہو سکتا  
اور وہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۵ء کے ہنگامی اخبار امرت سر (کے) ان



प्रेषितो धर्म कार्यार्थे प्रोक्ष्योऽष्टौ नरः समाः ।

विद्यार्थं षड् यशोऽर्थं वा कामार्थं त्रैस्तु वत्सरान् ॥ १ ॥

बन्धाष्टमेऽपि वेद्यादे दशमे त, मृत प्रजा ।

एकादशे स्त्री जननी सवस्त्वप्रिय वादिना ॥ २ ॥

मनु . अ . ८ . स्त्री . ८ १ ॥

یہ منو سمرتی ۹ دین دیہا کے ۷۶ - ۸۱ دین شلوک ہیں ( اگر بیاہ یا خاوند و ہرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو تین برس انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے )  
بیب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے ۔ ویسے ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے کہ :

عورت بائجھ ہو تو آنکھوین برس ( یعنی بیاہ سے آٹھ برس تک عورت کو حمل نہ ٹھہرے ) اولاد ہو کر مچائے تو دسویں برس ۔ جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہویں برس تک اور جو بدکلام بولنے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے ۔ ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر کے اسی بیاہ سے خاوند کے وارث اولاد کرے ۱۱

ناظرین ! اوپر کی لکیر شدہ عبارت شلوک کے کسی لفظ سے بھی کوئی تعلق نہیں رہتی پس جی کہنا پڑتا ہے کہ یہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی بیج گڑبنت ہے پہلے شلوک کا ترجمہ پنڈت تمسی رام صاحب کی منو سمرتی کے صفحہ ۳۱۵ پر یوں لکھا ہوا ہے : ” و ہرم کی خاطر پدس گئے ہوئے مرد کی بیوی آٹھ سال تک ۔ بیش ( شہرت و ناموری ) اور علم کی غرض سے گئے ہوئے کی چھ برس اور کام ( یعنی دنیاوی لذت کے حصول ) کے لئے گئے ہوئے کی تین برس تک انتظار می کرے ۱۱

ناظرین ! سوامی جی نے اسقاط میں اپنے طرف سے ایزاہ کر دیا ہے کہ : ” پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے “ ۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس شلوک



(منو ۱۶) میں نیوگ یا اس کا سترہاٹ کوئی لفظ نہیں آیا اور نہ اس سے اگلے پچھلے  
 شلوکوں میں ایسا کوئی ذکر ہے۔ لیکن اگر کسی متعصب آر یہ صاحب کو ایسا خیال  
 ہے کہ سوامی جی کی تحریر میں غلطی نہیں ہو سکتی تو ہم اسے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس شلوک  
 (منو ۱۶) کے لفظی معنی میں سوامی جی کا مزبور و بالا فقو ثابت کرے۔ اس کی کوشش  
 میں کامیاب ہونے والے مہاشے کو ہم مبلغ دوسو روپیہ انعام دینے کو مستعد  
 ہیں۔ (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳۳۳ حاشیہ اول)

سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے اس شلوک سے پچھلے دو شلوکوں  
 کو بھی درج کر کے یہ ظاہر کیا کہ نیوگ کا یہاں ذکر نہیں ہے اور انہوں نے پینتیس  
 رشی کی سمرتی کے حوالہ سے یہ بتلایا کہ وہ عورت تین سال چھ سال یا آٹھ سال تک  
 اپنے خاوند کے واپسی کی انتظار ہی کر کے اسی کے پاس چلی جاوے۔ اس پر پنڈت  
 سی رام صاحب اپنے بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۱۶۶ سطر اول پر یوں فرماتے ہیں  
 "لیکن یہ منو کے کسی لفظ کے معنی نہیں ہیں کہ پھر عورت مرد کے پاس چلی جاوے۔  
 لیکن ناظرین! آپ ان سے دریافت کریں کہ پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے  
 یہ کس لفظ کے معنی ہیں۔ ہم نے مانا کہ سناتنی پنڈت صاحب کی یہ بات غلط ہے مگر  
 آر یہ صاحبان کی کیا ہی سچائی کو قبول کرتا ہے کہ وہ سوامی جی کے اسر غلطیان باسن  
 کو ہنس دیکھ کر بھی نہ صرف نظر انداز کرتے چلے جاتے ہیں بلکہ اب بھی وہ عوام کے  
 آنکھوں پر پٹی باندھنے کی ہی کوشش کر رہے ہیں۔ ہاں! یہ سچ ہے کہ منو کے اس  
 شلوک میں یہ کمی پائی جاتی ہے کہ منو مہاراج نے اس امر کو صاف نہ کر دیا کہ تین چھ  
 آٹھ سالوں کے بعد پھر وہ عورت کیا کرے۔ نیوگ تو اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ  
 وہ منو کے فیصلہ کے مطابق صرف خاندان قائم رکھنے کی خاطر محض ایک اولاد پیدا  
 کر لینے کے لئے ہو سکتا اور نہ نہیں (اور یہ تو دیا نندی نیوگ ہے جو بات بات پر  
 "عورت! ہے۔ یعنی نہ رہا جائے تو نیوگ کر ليوے۔ بیوی حاملہ ہو تو نیوگ کرے  
 ۱. شلوک محض ہو گئے ہوں تو نیوگ کر ليوے اور اب یہ کہ مرد پر دلیس گیا ہوں تو  
 عورت

بھی نیوگ کرایو ہے۔ اور وہ یہ کہ وہی نو مہاراج نے عورتوں کے لئے  
جائز نہیں قرار دیا پس اس لئے کہ شادی بھی کرنے کی مجاز نہیں ہو سکتی ہنگامہ  
عورتوں پر ہوا اور ظلم ہوا۔ اس لئے روارکھا وہاں ایک یہ بھی کہ عورتوں کے  
متعلق فوجداری اور دھڑلے سے نہ لیتے۔ کہ آج تک سندھ میں کو یہ پتہ نہ لگا کہ منو  
مہاراج کون عورت سے عد اس قدر رحمہ دراز کی استقامت کی کے کیا کرانا  
چاہتے ہیں

ناظرین! اس کی خبر می جی دوسرے شلوک (منو ۱۰) کے ترجمہ میں بھی  
استفسار عبادت پیش کیا ہے۔ خود زیادہ کر رہے ہیں کہ یہ دوسری عورت  
نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے گی

بہرپوشی نہ کرے۔ یہاں سے اس شلوک کے کس لفظ سنو کا لی گئی

اس شلوک کا ترجمہ پنڈت تلسی

مہاتب کی منوسمرتی کے ۱۴ سطرہ اپریون درج ہے یہ آٹھ سال تک  
کوئی درد نہ ہو تو دوسرے عورت سے۔ اور اولاد پیدا ہو کر مرتے ہی ہیں۔ ان  
سالوں میں۔ اور لڑکی سے۔ توئی ہوں تو گیارہ سالوں کے بعد اور اگر پر یہ  
تیس سال گذار کے نہ رہے۔ اور وہی جو اسی وقت (دوسری کرے)

مہاتب کی منوسمرتی کے ۱۴ سطرہ سے جو ایک سطرہ آریہ پنڈت مہاتب کا کہا  
ہو اسے دیکھ لیا گیا۔ کہ یہاں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ لیکن پھر  
بھی اگر کسی مہاتب سے نہ ملے تو یہ دوسرے ہو تو یہ ان سے درخواست کرتے ہیں کہ  
وہ سو می جی کے ۱۴ سطرہ دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے (کو

شلوک ۱۰ منو ۱۰) کے لفظوں کے متعارف الفاظ میں دیکھ لایوین اور مبلغ  
دوسروں پر یہ انعام ہم سے حاصل کر لیں (بقیہ تراویڈیکھو صفحہ ۴۴)  
ناظرین! سو می! بانہ سرسوتی مہاراج کی من مانی گڑھنٹ بن گئی  
کہ آگے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہن۔ و عورت کو

چاہئے کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نکاح کر کے اولاد پیدا کر کے اوسے بیٹا  
خاوند کے وارث اولاد کرے۔ ہم دوست سے بہتین کہ سوامی جی کی  
سے نوک تائید میں سوامی جی کا ایک بھی شلوک نہیں مل سکتا۔

ناظرین! اور تو سب جیسا تیسرا ذرہ اس عجیب و غریب قانون کے تحت  
کہ وہ عورت جب حسب ہدایت سوامی جی کے اپنے تکلیف دہندہ حوالہ دیا کرے  
دوسرے سے تعلق پیدا کر لے تو جو اولاد میں اس سے پیدا ہو کرے وہ اوسے  
بیٹا ہے خاوند کے وارث کرے۔ واہ! یہ کن غلطیوں کی باتیں  
ہیں۔ بھلا اگر کسی مرد کو اس کی بیوی چھوڑ دیوے اور دوسرے مرد سے تعلق پیدا  
کر لے تو کیا وہ مرد اس بات کو منظور کرے گا کہ اس کی سابقہ بیوی اس سے  
اسے ترک کر چکی، اولاد میں پیدا کرے گا کہ اس کے حوالہ کر دیا کرے اور وہ اپنے بے داد و بھنگی  
وارث نہیں ہی بناوے۔ ہا۔ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی بے بنیاد باتیں اور  
وہ بھی بلا عقلی حوالہ جات کے لکھنا کیا ایسے لوگوں کا کام ہے جو لیڈر ریفر نہیں ہیں  
بلکہ یوگی اور رشی و مہرشی کہلاتے ہوں اور پھر لکیر فقیر ہوتے والے متعصب آریہ  
صحابان پر تعجب ہے جو عقلی طور پر سوامی جی کے ایک ایک حرف کو کلام انہی کے  
مانند سمجھتے ہوئے نہ معلوم کیوں یہ ڈینگ مار لیتے ہیں کہ ہم سچائی کو قبول کرتے  
اور غلطیوں کو ترک کرتے کے لئے ہر وقت کمر کئے تیار رہا کرتے ہیں۔

ناظرین! ذرہ اس بارہ میں پنڈت تلسمی رام صاحب کی تحریر بھی ملاحظہ کریں  
جسے ہم بھاسکر پرکاش صفحہ ۶۶ اسطر ۷ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ ”اور سخت  
کلام عورت کو تو چھوڑ کر مرد دوسری شادی فوراً کر لے اسے تو آپ مانتے ہیں  
مگر سخت کلام مرد کو چھوڑ کر عورت بھی دوسرے سے نیوگ کرے اس انصاف  
کی بات کو مذاق بتلاتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ عورتوں پر ظلم کرنے کا زمانہ  
اب ایشور کی مہربانی اور گورنمنٹ کے جاہ و جلال سے دور ہو گیا۔  
شریمان پنڈت تلسمی رام جی مہاراج! بھلا آپ نے ہی پورا انصاف کیا ہوتا؟





(۴) اور سخت کلام مرد کو چھوڑ کر عورت بھی دوسرے سے نیوگ کرے۔  
 اور جو صاحب اس کو شمش میں کا سیاب ہو جاوین گے اُن کو ہم مبلغ  
 چار سو روپیہ انعام دینے کو مستعد ہیں (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۱)

### نمبر ۱

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۷ سطر ۱۲ پر یوں فرماتے ہیں :-  
 "جواب اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا ولیم  
 المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا  
 کر دیوے لیکن رنڈی یا زنا کاری کبھی نہ کریں۔"

ناظرین! اس عبارت پر کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب  
 آپ اگر یہ صاحبان سے پوچھ سکتے ہیں کہ اُن کی وہ ڈینگ کہاں گئی کہ نیوگ تو محض  
 اولاد کی خاطر ہے (ان ہم بھی مانتے ہیں کہ منوکانیوگ واقعی ایسا ہی ہے اور وہ  
 بھی چند خاص حالتوں میں وغیرہ) اب تو سوامی جی کھلم کھلا یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ  
 نیوگ کیا ہے محض رنڈی بازی زنا کاری سے بچنے کا ایک آسان لٹکا ہے۔

کیونکہ وہ خود فرما رہے ہیں کہ اگر ہیوی حاملہ ہو اور (چونکہ حاملہ سے صحبت کرنا منع  
 ہی ہیں) نہ رہا جاوے تو نیوگ کرے مگر رنڈی بازی زنا کاری نہ کرے جس کے  
 صاف یہ معنی ہو رہے ہیں کہ نیوگ بھی ایک طرح Secondary —

دوم درجہ کی زنا کاری ہی ہے۔ یا ایسا نہ سہی ہم نے مانا کہ حسب قول پنڈت تلسی  
 صاحب کے سوامی جی کی یہ منشاء ہے کہ لوگ رنڈی بازی وغیرہ عیبوں سے بچ سکیں  
 لیکن ہر حالت میں سوامی جی کی عبارت مذکورہ بالا نے یہ تو خوب پُر زور الفاظ میں  
 ثابت کر دیا کہ وہ نیوگ کو محض ایسے حالتوں کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ جب کسی مرد  
 یا عورت سے (عالم شباب یا شہوت کے باعث) نہ رہا جاوے تو وہ کسی سے نیوگ  
 کر لیوے غرضیکہ وہ بات تو کوسوں دور رہ گئی کہ نیوگ محض اولاد کی خاطر  
 ہے وغیرہ۔



ناظرین! سوامی جی نے اپنے اس رائے کی تائید میں اگر منو کا شلوک نہیں تو کسی  
 وید منتر کا ہی اور لٹا سیدھا ارتھ کر کے دہر گھسیٹا ہوتا (کیونکہ معنی تبدیل کر کے مغالطہ  
 دینا سنسکرت کی دیگر کتابوں کی بنسبت ویدوں کے عبارت میں زیادہ آسان  
 ہے)۔ سب بھی اگر کوئی آریہ صاحبِ اہی جی کی تسلیم کردہ مستند کتب میں سے کسی  
 سے بھی سوامی جی کی رائے کی تائید کر سکیں تو وہ نیوگ کے بامیون پر بڑا احسان کیلئے  
 نہ صرف یہی بلکہ وہ اس کوشش کے معارضہ میں ہم سے بھی مبلغِ دو سو روپیہ  
 انعام حاصل کر سکیں گے (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳۳۹ حصہ اول)

ناظرین! یہ نیوگ کا مضمون ختم ہوا۔ ہم نے اوپر بتلادیا ہے کہ منو کا نیوگ اس  
 دیانتدہی نیوگ سے اس قدر فرق رکھتا ہے جس قدر زمین آسمان میں ہے۔ پس جہاں  
 اہل ہنود میں عرصہ دراز سے وہ منو کا نیوگ بھی قوم کی شایستگی کے تبدیل ہو جانے  
 سے روک دیا گیا (شاید منو کے زمانہ میں ویسے کاموں کو بُرا نہ سمجھا جاتا رہا ہو۔  
 محبت اور اطمینانِ یورپ میں کورٹ شپ کا رواج یا کم از کم کسی عورت کا دوسرے  
 مردوں کے ساتھ ناچنا اور ہر طرح کی آزادی .... وغیرہ سب کچھ جائز ہے)  
 وہاں سوامی دیانتدہ سرسوتی مہاراج کو نہ جانے کیا سوچھی کہ انہوں نے نہ صرف  
 گڑے مردے کو ا دکھاڑنے پر کمر باندھ لی بلکہ اس مسئلہ کے ایسے شایق ہو گئے کہ  
 جو باتیں منو سمرتی میں نہ پائی گئیں ان کو ویدوں سے ہی لاشیکا اور جو وہاں بھی نہ  
 ملیں انہیں اپنی ہی من گڑھنت چلا دیا۔

ناظرین! نیوگ کے مسئلہ کی کمزوری اور اس کا دراصل اور سچ مجھ بالکل پتہ  
 ہوتا تو اسی سے ثابت ہی کہ آریہ سماج کے پیدائش سے آج تک (جملہ تینس سالہ  
 زندگی میں) ایک بھی نیوگ کی مثال نہ قائم کی جاسکی برخلاف اس کے جس بیوہ کی  
 عقد ثانی کو سوامی جی نے ہزار طرح پر ممنوع کیا وہ ایسا بیہوش نکلا کہ جس کا کچھ  
 حد و حساب نہیں۔ کا شکہ اب بھی آریہ صاحبان سچائی کو قبول کرتے ہوئے  
 اس گمراہ کنندہ تعلیم سے اپنا منہ موڑیں۔ اوم سانتہ۔



## تختہ آریہ سماج حصہ اول میں حسب ذیل مضامین ہیں

(۱) پریشور قادر مطلق ہے۔ اسمین یہہ دکھلایا گیا ہے کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم اسکی مستند کتب سے  
 اخذ ہے کہ خدا ممکن کو غیر ممکن نہیں کر سکتا یا آگ کی گرمی و پانی کی ٹھنڈک کو نہیں رفع کر سکتا۔  
 (۲) پریشور منصف و جیم ہے۔ اسمین یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم اس  
 میں اسکی مستند اور ذمہ دار کتب سے خلاف ہے۔

(۳) مناجات سے پہل ملتا ہے۔ اسمین یہہ بتلایا گیا ہے کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم کہ تو یہہ کرنا  
 لون کے گناہ نہیں معاف ہوتے خود اسکی مستند کتب سے خلاف ہے۔

(۴) پریشور تری کال درشی ہے۔ یعنی خدا ہر سہ زمانہ کا حال جانتا ہے۔ آریہ سماج کا  
 اعلان ہے کہ خدا آئندہ کا حال نہیں جانتا اسکی تردید کی گئی ہے۔

(۵) اوتار کی فلاسفی معہ معجزات و کرامات۔ اس مضمون کی حقیقت پڑھنے سے  
 خلق رکھتی ہے۔ علماء اسلام نے تمام کتاب میں سے اس مضمون کو سب سے  
 بیان فرمایا ہے۔

(۶) پیدائش عالم۔ اسمین مادہ روح کی قدامت کی تردید آریہ سماج کی مستند  
 کتاب کی نقلی حوالہ جات سے کی گئی ہے۔ یہہ مضمون اول حصہ میں ناتمام رہا پس بقیہ  
 حصہ کے شروع میں رکھا گیا ہے۔ فقط

اس حصہ اول کی ضخامت ۳۵۲ صفحوں کی ہے اور قیمت عیم ہے۔

تقر

عبد العزیز المعروف جگد مہا پرشاد ورمہ

مفت مطبع قاسمی دہلی



# بلا تعصب

میرا ارادہ ایک اخبار جاری کرنے کا ہے جس کا نام بلا تعصب ہوگا اور جس کا کام بھی اپنے نام کے ہی عین مطابق ہوگا یعنی جو دیکھتے ہیں کہ اس وقت مذہبی دنیا میں اس قدر تعصب بھرا ہوا ہے کہ جس کا حساب نہیں ہے پس ملک میں ایک ایسے اخبار کی ضرورت ہے کہ جو ہر طرح کے تعصبات سے بالکل پاک ہو۔

اس اخبار میں مسلمانوں عیسائیوں سناتی ہندوؤں اور آریوں کو شائستہ الفاظ میں ہر ایک مذہبی مسئلے پر بحث کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ ملکی اخلاقی اور علمی مضامین بھی درج ہوں گے۔ یہ اخبار شروع میں ۱۲ صفحوں ۱۸ × ۲۲ دو صفحہ تقطیع پر پندرہ

جاری کیا جائیگا اور قیمت دو روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی۔ کم از کم دو سو خریداروں کی درخواستیں آنے پر بلا تعصب جاری کیا جائے گا۔

بذریعہ المعرف جگہ مبارک شاہ و ما معرفت طبع قاسمی شاہ